• جلد 14 • شمارہ 10 • مارچ 2025

ماہنامہ

فہمِ دین

Regd.# MC-1366

دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

خصوصی اشاعت

اعتکاف

مرحبا یا رمضان

رمضان

ولایت کا مہینہ

رمضان
روحانی تطہیر کا سفر

اے کعبہ!

BAITUSSALAM PUBLICATIONS

91400056741

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

ÁĽÁ ŔAHI

* THE DISCOUNT US AVAILABLE ON THE ENTIRE MENU EXCEPT THE RAMADAN DEALS/BOXES.
* THE OFFER IS VALID TILL 30TH RAMADAN 1445H ONLY

MAHMOOD SWEETS

DHA

رمضان کریم

منتج من السمن الاصلي و الخالص

SWEETS AND HALWA ARE PREPARED IN PURE DESI GHEE

جب بات ہو اعلیٰ معیار کی !

mahmoodsweets.com

۱۱ بدر کمرشل اسٹریٹ، ڈیفنس فیز ۵ ایکسٹنشن، کراچی، پاکستان

11th Badar Commercial Street DHA V Ext.,
Karachi, Pakistan
Ph: 0331-3251199, 0336-3251199, 021-35243954

Bluebird
Colourful Living

- Non-Toxic
- High Quality
- Fast Drying

KIDS POSTER PAINTS
School Pack

USE COUPON TO GET **15%** OFF

SALAM15

amazon | noon نون | Daraz

SHOP ONLINE
bluebirdarts.pk

ماہنامہ

فہمِ دین

کراچی

مارچ 2025

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مدیر: قارِی عبدالرحمٰن

نظرِ ثانی: طارق محمود

تزئین و آرائش: فیضان الحق شمسی

زرِ تعاون، خصوصی اشاعت

فی شمارہ: 70 روپے

بذریعہ ڈاک کراچی: 100 روپے

بذریعہ ڈاک بیرون کراچی: 150 روپے

فہم و فکر

مرحبا یا رمضان!!! — مدیر کے قلم سے — 09

اصلاحی سلسلہ

10 فہمِ قرآن — شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

11 فہمِ حدیث — مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ علیہ

12 رمضان ولایت کا مہینہ — حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مضامین

14 رمضان روحانی تطہیر کا سفر — حفصہ سلطان

15 غزوہ بدر کبریٰ اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ — مذرا خالد

16 صدقے کی برکات — جنید عظیم

18 مسائل پوچھیں اور سیکھیں — مفتی محمد توحید

19 اے کعبہ! — بنتِ عثمان

20 تنہائی کے آنسو — امۃ اللہ

20 رمضان آیا ہے — شمائلہ شکیل

22 روزہ اور صحت — حکیم شمیم احمد

24 اعتکاف — میمونہ عظیم

26 اخلاص — بیگم سیدہ ناجیہ شعیب احمد

خواتینِ اسلام

27 تجدیدِ عہدِ رمضان — انیسہ عائش

28 واللہ معکم — حفصہ محمد فیصل

آراء وتجاویز کے لیے
+92 335 1135011

اشتہارات کے لیے
0314-2981344
marketing@fahmedeen.org

26-C گراؤنڈ فلور، بن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابانِ جامی، بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

ناشر: فیصل زبیر | مطبع: واسا پرنٹر | مقامِ اشاعت: دفترِ فہمِ دین

جھولی بھر نیکیاں — تنزیلہ احمد — 30
سبق اپنا اپنا — تماضر ساجد — 31
قیمتی وقت — لائبہ عبدالستار — 32
ایک یادگار افطار پارٹی — امِ محمد سلمان — 34
انعام — دانیال حسن چغتائی — 35
ثواب — نفیسہ سعید — 37
مہمان کی آمد — بنتِ احمد — 38
بلا عنوان — بنتِ مسعود احمد — 39
صلہ رحمی کریں — آمنہ عبدالباسط — 42
کچھ اس طرف بھی دیکھیے — ساجدہ بتول — 43
کایا پلٹ — نادیہ حسن — 46
مشکل کے ساتھ آسانی ہے — افشاں اقبال — 47

بزمِ ادب

یہ رحمت کا مہینہ ہے — حافظہ سویرا چودھری — 56
چلتے ہیں بدر کے میدان میں — حافظہ وٹی چودھری — 57

باغچہ اطفال

مبارک عشرہ — امِ محمد عبداللہ — 49
رمضان کا موسم آیا ہے — خرم فاروق ضیا — 49
برکت کا دروازہ — ڈاکٹر الماس روحی — 50
پہلا روزہ — امِ مصطفیٰ — 51
ننھی سوچ — نور فاطمہ — 52
رمضان المبارک کے ذوق وشوق — نمرہ امین — 52
مجھے اللہ سے انعام چاہیے — فوزیہ خلیل — 53

اخبار السلام

گلدستہ — شیخ ابوبکر، عبدالرحمن چترالی — 58
اخبار السلام — ادارہ — 60

MILLAT™

Quality Plastic Products

MANUFACTURER

HOUSE HOLD, KITCHEN WARE
BATH WARE & PACKAGING
PRODUCTS

www.parusplastic.com

مدیر کے قلم سے

مرحبا یا رَمَضان!

رَمضان کی آمد مبارک ہو، کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں ایک بار پھر برکتوں، رحمتوں اور عظمتوں کا مہینہ ملا۔ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو ان مبارک ایّام کا مہینوں سے انتظار کر رہے تھے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ کے شب و روز یادِ الٰہی، تلاوتِ قرآن، استغفار کی کثرت اور درود شریف پڑھنے میں گزاریں گے۔ دن کو اپنی دنیاوی مصروفیات، ملازمت مزدوری کے ساتھ بھوک پیاس برداشت کریں گے اور تھکے جسم کے باوجود رات کو بستر پہ دراز ہونے کی بجائے مصلے پہ نظر آئیں گے، جو ہر اُس چیز سے اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں گے جسے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اپنے کان کو ایسی چیز سننے میں نہیں لگائیں گے، جن کے سننے سے منع کیا گیا ہے، جو اپنی زبان ہر قسم کی فضول گوئی، فحش کلامی گالم گلوچ اور غیبت، جھوٹ، چغلی سے محفوظ رکھیں گے جن کی زبان اللہ کی یاد سے تر رہے گی۔

جو سحری کو ثواب سمجھ کر کھائیں گے، جو اِفطار میں انواع واقسام کے کھانوں و مشروبات کو شکرِ نعمت کے ساتھ کھائیں اور پییں گے، جو اپنے کھانے پینے میں پڑوسیوں، رشتے داروں اور ضرورت مندوں کو شریک کریں گے، جو اس ماہِ مبارک کی قیمتی گھڑیاں لہو ولعب میں ضائع نہیں کریں گے اور اس مبارک مہینے کو اپنی زندگی کا سب سے قیمتی رَمضان بنانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ ربِّ کریم ورحیم سے اس بات کی مدد مانگیں گے کہ رَمضان میں حاصل ہونے والی نورانیت اور روحانیت نہ صرف عید کی شب اور عید کے دن محفوظ رہے، بلکہ عید کے بعد بھی ان گناہوں سے خود کو بچائیں اور محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ تلاوت کی مقدار کم ہو جائے گی، لیکن ناغہ نہیں ہوگا۔ نوافل کی تعداد کم ہو جائے گی، لیکن اہتمام جاری رہے گا۔ دن کے اوقات میں کھائیں پییں گے تو سہی، لیکن اس نعمت کا شکر ادا کر کے مزید کے مستحق بنیں گے۔ جیسے رَمضان میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں، ویسے ہی رَمضان کے بعد بھی اہتمام رکھیں گے اور کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو ماہِ مبارک میں رب سے ملاقات کریں گے، جو اس فانی دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ خوش رہنے کے لیے چل پڑیں گے۔ ہر غم اور ہر فکر سے آزاد ہو جائیں گے۔

اس محرومی سے بچنے کی جِدوجُہد کریں گے، جن کی اس مبارک مہینے میں بھی بخشش نہیں ہوگی۔ اپنا شمار ان لوگوں میں نہیں ہونے دیں گے، جن کے لیے بحکمِ الٰہی سیّد الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے بد دعا کی اور ہمارے آقا و مولیٰ نبی کریم ﷺ نے آمین کہی تھی کہ جو شخص رَمضان کا مہینہ پائے اور اللہ سے مغفرت حاصل نہ کر سکے، وہ شخص رسوا ہو۔ کتنی بد نصیبی کی بات ہے اُس شخص کی تباہی بربادی میں بھلا کوئی شک ہے، جس کے لیے نبیٔ رحمت ﷺ بھی بد دعا پر آمین کہہ رہے ہوں۔

اے رَمضان! تیرا آنا مبارک ہو۔ تیرے شب وروز، تیرے دن رات مبارک ہیں۔ تیری ایک ایک گھڑی ایک ایک لمحہ مبارک ہے۔ تیرے آنے پر شیطان قید کر لیا جاتا ہے، جنت کو سجایا جاتا ہے۔ اللہ نے تجھے اتنا مبارک بنایا ہے، جس میں ایک عمرہ حج کے برابر ہو جاتا ہے، جس میں نفل عبادت کا اجر فرض جتنا ہوتا ہے اور فرض کا ثواب سترّ فرضوں جیسا، جس مہینے کے پہلے حصے کو اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا دیا، جس کے دوسرے حصے کو مغفرت اور بخشش بنا دیا اور تیسرے عشرے و حصے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ بنا دیا، جس مہینے میں ہر شخص کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ کی رِضا حاصل کرنے کے لیے اِس مہینے میں اِستغفار کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے۔ جنّت طلب کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جنّت طلب کرنا دو طرح ہے، اس کے لیے خوب خوب دعائیں کرنا اور ریاکاری و دکھاوے سے بچتے ہوئے اپنے اعمال کو اس قابل بنانا اور پناہ مانگنا بھی دو طرح ہے، ایک تو زبان سے پناہ مانگے اور دوسرا ایسے اعمال سے خود کو بچائے جو جہنم میں لے جانے والے ہوں۔ مرحبا یا رَمضان! تُو ہمیں ایسا پاک صاف کر دے، جب ہم دنیا چھوڑیں تو اللہ کی نورانی مخلوق ملائکہ ہمیں مرحبا کہہ رہے ہوں۔

27 رَمَضان یومِ استقلالِ پاکستان

14 اگست کو یومِ آزادی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اچھی بات ہے، منانا بھی چاہیے۔ اپنی آزادی کا دن یاد بھی رکھا جائے اور اس دن کچھ اہتمام بھی کر لیا جائے، لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان جب دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا، آزادی کا پروانہ جب اس خطے کو ملا تھا، رَمضان کی 27 ویں شب تھی، جمعے کی مبارک رات، یعنی مہینہ وہ جو تمام مہینوں کا سردار ہے۔ رات جمعے کی تھی، جو سیّد الایّام ہے اور عام شبِ جمعہ نہیں، بلکہ رَمضان کی 27 ویں شب تھی، جو قدر والی رات ہے، شان و شوکت مغفرت عظمت و منزلت والی رات ہے۔ ایسے ملک ایسے خطے اور اس سرزمین کی قدر نہ کرنا کتنی ناشکری اور محرومی کی بات ہے۔ اِس لیے اُس رات اہلِ پاکستان کو چاہیے اِس عظیم نعمت کے ملنے پر خوب خوب اللہ کا شکر ادا کریں اور جو ناقدری اس سرزمین کی ہوئی ہے، اس پر اِستغفار کریں اور آئندہ کے لیے ناقدری سے بچنے کا وعدہ کریں۔ نہ صرف اپنے عمل سے اس کی ترقی اور قدر ظاہر کریں، بلکہ اپنے دوست احباب رشتے داروں پڑوسیوں کو بھی اسی نظریے کی تعلیم کریں۔ دشمنوں کی چالوں اور سازشوں سے حفاظت کی دعا بھی کریں اور اس کے لیے اپنی سی کوشش بھی۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!

۲۲ رجب ۱۴۴۶ھ
۲۳ جنوری ۲۰۲۵

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

الانعام 51-57

فہمِ قرآن

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ
وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ 51

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) تم اس وحی کے ذریعے اُن لوگوں کو خبر دار کرو جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ ان کو ان کے پروردگار کے پاس ایسی حالت میں جمع کر کے لایا جائے گا کہ نہ ان کا کوئی یار و مددگار ہو گا نہ کوئی سفارشی، تاکہ وہ لوگ تقویٰ اختیار کر لیں۔ 51

تشریح نمبر 1: یہ در حقیقت مشرکین کے اس عقیدے کی تردید ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کو اپنا مستقل سفارشی سمجھتے تھے۔ لہٰذا اس سے آنحضرت ﷺ کی اس شفاعت کی تردید نہیں ہوتی جو آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مؤمنوں کے لیے کریں گے، کیوں کہ دوسری آیتوں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت ممکن ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ 52

ترجمہ: اور اُن لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح و شام اپنے پروردگار کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پکارتے رہتے ہیں۔ ان کے حساب میں جو اعمال ہیں اُن میں سے کسی کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں جو اعمال ہیں اُن میں سے کسی کی ذمہ داری اُن پر نہیں ہے، جس کی وجہ سے تم انھیں نکال باہر کرو اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ۔ 52

تشریح نمبر 2: قریش مکہ کے کچھ سرداروں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے ارد گرد غریب اور کم حیثیت قسم کے لوگ بکثرت رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھنا ہماری توہین ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم آپ کی بات سننے کے لیے آسکتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ
اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ 53

ترجمہ: اسی طرح ہم نے کچھ لوگوں کو کچھ دوسروں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا ہے، تاکہ وہ (ان کے بارے میں) یہ کہیں کہ "کیا یہ ہیں وہ لوگ، جن کو اللہ نے ہم سب کو چھوڑ کر احسان کرنے کے لیے چنا ہے؟ کیا (جو کافر یہ بات کہہ رہے، ہیں اُن کے خیال میں) اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو دوسروں سے زیادہ نہیں جانتا؟" 53

تشریح نمبر 3: مطلب یہ ہے کہ غریب مسلمان اس حیثیت سے ان امیر کافروں کے لیے ایک آزمائش کا سبب بن گئے ہیں کہ آیا یہ لوگ اصل اہمیت حق بات کو دیتے ہیں یا صرف اس وجہ سے حق کا انکار کر دیتے ہیں کہ اس کے ماننے والے غریب لوگ ہیں۔

تشریح نمبر 4: یہ کافروں کا فقرہ ہے جو وہ غریب مسلمانوں کے بارے میں طنزیہ انداز میں کہتے تھے، یعنی (معاذ اللہ) ساری دنیا میں سے یہی کم حیثیت لوگ اللہ تعالیٰ کو ملے تھے، جن پر وہ احسان کر کے انھیں جنت کا مستحق قرار دے؟

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ
مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ 54

ترجمہ: اور جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہو: سلامتی ہو تم پر! تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کا یہ معاملہ کرنا لازم کر لیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ 54

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ 55

ترجمہ: اور ہم اسی طرح نشانیاں تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، (تاکہ سیدھا راستہ بھی واضح ہو جائے) اور تاکہ مجرموں کا راستہ بھی کھل کر سامنے آجائے۔ 55

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ
اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ 56

ترجمہ: (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ: "تم اللہ کے سوا جن (جھوٹے خداؤں) کو پکارتے ہو، مجھے ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔" کہو کہ: میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چل سکتا۔ اگر میں ایسا کروں گا تو گمراہ ہوں گا اور میرا شمار ہدایت یافتہ لوگوں میں نہیں ہو گا۔ 56

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ
الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ 57

ترجمہ: کہو کہ: مجھے اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل مل چکی ہے، جس پر میں قائم ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے، جس چیز کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے پاس موجود نہیں ہے۔ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں چلتا۔ وہ حق بات بیان کر دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ 57

تشریح نمبر 5: یہ آیات کفار کے اس مطالبے کے جواب میں نازل ہوئی ہیں کہ جس عذاب سے آنحضرت ﷺ ہمیں ڈرا رہے ہیں، وہ ہم پر فوراً کیوں نازل نہیں ہوتا؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عذاب نازل کرنے اور اس کا صحیح وقت اور مناسب طریقہ طے کرنے کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، جس کا فیصلہ وہ اپنی حکمت سے کرتا ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

صف اوّل کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ وَعَلَى الثَّانِيْ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں، پہلی صف کے لیے۔“ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ (ﷺ) ! اور دوسری کے لیے بھی؟“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے۔“ پھر عرض کیا گیا: ”اور دوسری صف کے لیے بھی؟“ آپ نے پھر پہلی ہی بات دہرا دی یعنی فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے خیر کرتے ہیں پہلی صف کے لیے۔“ پھر آپ سے عرض کیا گیا کہ ”یا رسول اللہ (ﷺ) ! اور دوسری صف کے لیے بھی؟“ آپ نے تیسری مرتبہ بھی وہی پہلی بات دہرا دی کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لیے۔ ان لوگوں نے پھر عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ (ﷺ) ! اور دوسری صف کے لیے بھی؟“ تو اس چوتھی دفعہ آپ نے فرمایا: ”اور دوسری صف والوں کے لیے بھی۔“ (مسند احمد)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فرشتوں کی دعائے رحمت کے خصوصی مستحق اگلی صف والے ہی ہوتے ہیں۔ دوسری صف والے بھی اس سعادت میں اگرچہ شریک ہیں، لیکن بہت پیچھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صف میں بظاہر اور ہماری نگاہوں میں فاصلہ تو بہت ہی تھوڑا سا ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں بہت فاصلہ ہے، اس لیے اللہ کی رحمت کے طالب کو چاہیے کہ وہ حتی الوسع پہلی ہی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے، جس کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ مسجد میں اوّل وقت پہنچ جائے۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے اور اس پر کیا صلہ ملنے والا ہے تو لوگوں میں اس کے لیے ایسی مسابقت اور کشمکش ہو کہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑے۔“ اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے۔ آمین

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ حَسَنَةٌ بَعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِأَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدْعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اِمْرُءٌ صَائِمٌ

(رواه البخاري ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (روزے کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے، (یعنی اس امتِ مرحومہ کے اعمالِ خیر کے متعلق عام قانونِ الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہو گا اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات اور اخلاص و خشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہو گا تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانونِ رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندے کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہشِ نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔“ (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لیے دو مسرّتیں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک و مولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت۔۔۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوش بو سے بھی بہتر ہے، (یعنی انسانوں کے لیے مشک کی خوش بو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے، اللہ کے ہاں روزے دار کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان و نفس کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اور آخرت میں آتشِ دوزخ سے حفاظت کے لیے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے کہ وہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

رمضان ولایت کا مہینہ

حضرت مولانا عبدالستار حَفِظَہُ اللہ

رحمت کا شامیانہ:

رمضان المبارک کا مقدّس مہینہ اہلِ ایمان کے لیے نیکیوں کے لحاظ سے موسم بہار ہے۔ اہلِ ایمان کی ایمانی صحت، روحانی تربیت، دینی زندگی کی تازگی اور مقصد پہ آنے کا یہ بہترین موسم ہے۔ خوش نصیب لوگ اس مقدّس مہینے میں وہ کچھ پا لیتے ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ کی ولایت نصیب ہو جاتی ہے۔ ولی کی ایک نشانی ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ولی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ جو ایمان کے ساتھ تقویٰ کی زندگی گزارتے ہیں، رمضان بڑھیا گزر جائے، وہ اہلِ ایمان کو تقویٰ کی نعمت دے کر جاتا ہے۔ مسلمان کا رمضان بڑھیا گزرے تو وہ مسلمان کو تقویٰ کی دولت دیتا ہے کہ وہ اسے اللہ کا ولی بنا دیتا ہے۔ رمضان ولایت کا مہینہ ہے، اس لیے مسلمان اس کا انتظار کیا کرتے تھے اور پیارے رسول ﷺ مہینوں پہلے اس کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔ بڑی دولت ملتی ہے اس سے، سر کی آنکھوں سے نظر آتا ہے کہ ہر طرف اللہ کی رحمت کا شامیانہ تن جاتا ہے، طبیعتیں نیکی کی طرف کھچنے لگتی ہیں۔ ایک منادی آواز دیتا ہے، اللہ کریم کے در سے کہ ”اے نیکی کے طالب، آگے بڑھ! اے برائی کے چاہنے والے، اب بس بھی کر دے!“ تو یہ منظر دنیا میں نظر آتا ہے کہ کم زور سے کم زور ایمان والا بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف، اللہ کی بندگی کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ وہ برائیاں جو غیر رمضان میں ہوتی ہیں، کسی قدر تھم جاتی ہیں تو اللہ کی رحمت کا شامیانہ تن جاتا ہے۔ دو رکعت پڑھنا مشکل ہوتی ہے۔

تقوی کیا ہے؟

رمضان آتا ہے، سبحان اللہ! ذوق و شوق سے رات کا قیام کر رہا ہوتا ہے۔ تراویح پڑھ رہا ہوتا ہے۔ قرآن سن رہا ہوتا ہے۔ تہجد پڑھ رہا ہوتا ہے تو یہ سب اللہ کی رحمت کا نزول، اس کے ثمرات و نتائج نظر آتے ہیں تو رمضان بڑھیا گزر جائے۔۔۔ کاروباری لوگ اپنے سیزن میں کچھ اہداف مقرر کرتے ہیں، اگر ان کے اہداف پورے ہو جائیں تو کہتے ہیں سیزن لگ گیا! اچھا خاصا کاروبار بھی ہو، لیکن اہداف نہ ملیں تو کہتے ہیں سیزن نہیں لگا! تو رمضان میں سحری مبارک، تراویح مبارک، روزہ مبارک، نوافل مبارک، لیکن ہدف مل جائے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ تمھارے اندر تقوی کی شمع روشن ہو جائے، پرہیزگار بن جاؤ! تربیت کرائی جاتی ہے۔ کھانے کی طلب ہے، پینے کی طلب ہے، خلوت بھی ہے، تنہائی بھی ہے، نہ قانون کی رسائی ہے نہ کسی انسان کی نظر ہے، لیکن حلال کھانے سے بھی پرہیز کرتا ہے، جی روزہ ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، تربیت ہو رہی ہے، تاکہ بقیہ زندگی میں بازار میں کھڑا ہو، دکان پہ ہو، خوشی اور غمی کی تقریبات میں ہو تو یہاں حلال سے بچ رہا ہے، وہاں حرام سے بچ جائے، یہی تقویٰ ہے۔ ایمانی زندگی کو صحت نصیب ہو کہ بقیہ زندگی میں اس کا یہ ایمان اسے حرام سے روک سکے، برائی سے روک سکے، روحانی صحت، ایمانی صحت، دینی زندگی کی تازگی ہو جائے، سبحان اللہ! جس ذوق شوق سے رمضان میں اللہ کے دربار میں حاضری ہوتی ہے، ایسا رمضان گزرے کہ اللہ تعالیٰ زندگی بھر اپنا گھر نصیب فرما دے دینی زندگی کی تازگی ہے۔

بدنصیبی کی انتہا:

گیارہ مہینے غفلت بھی ہو جاتی ہے، کمی بھی ہو جاتی ہے، بھول بھی ہو جاتی ہے، شیطانی اثرات سے بھی متاثر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ رمضان دے دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے، اس کی مہربانی ہے، اس کی رحمت ہے اور پھر ایسی گھڑیاں دے دیں، ایسے اوقات دے دیے، بہانے ہیں نوازنے کے! اس لیے پیارے رسول ﷺ کے سامنے جب جبرائیل امین نے بددعا کی اور جبریل امین کہنے لگے: مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ: اٰمِيْنَ حضور ﷺ فرمانے لگے: جبرائیل امین نے دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! اس شخص کو ہلاک

کر دے، ہمیشہ کے لیے خیر سے دور کر دے، جو رمضان کو پائے اور پھر بھی بخشش نہ ہو۔" اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! اس دعا کو قبول کر لے۔" جبریل امین کی بد دعا پیارے نبی ﷺ کی اس پہ قبولیت کی سفارش! ایسے بد نصیب آدمی کی ہلاکت پر کیا شک ہے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "بد نصیب ہی ہو سکتا ہے، جو اس رمضان کے اندر بھی اللہ کی رحمتوں سے محروم رہے، بد نصیب ہی ہو سکتا ہے۔" رحمتوں کا مہینہ، برکتوں کا مہینہ، مغفرتوں کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوازشات کا مہینہ ہے۔ قدم قدم پہ اللہ کی طرف سے عطاؤں کے وعدے، پھر کوئی محروم ہو جائے۔

تربیت کا موسم بہار:

ایمانی تربیت کا، دینی زندگی کی تربیت کا موسم بہار ہے۔ یکسو ہونا چاہیے، پوری توجہ لینی چاہیے رمضان آ گیا۔ بچوں کی، بچیوں کی تربیت کرنی ہے۔ گھر کے ماحول میں ایمانی تربیت، ایمانی ماحول لانا ہے۔ ابھی تو طبیعتوں میں نیکی ہے، شیاطین بند کر دیے گئے ہیں، بسا اوقات خیال آتا ہے شیاطین بند کر دیے گئے تو پھر کچھ بد نصیب ایسے بھی تو ہیں جو رمضان میں بھی روزے نہیں رکھتے اور ایسے بے حیا ہو گئے ہیں کہ کھلے عام کھاتے ہیں، شیطان نہیں تو پھر یہ کیسے۔۔۔؟ بسا اوقات سورج غروب ہو جاتا ہے، لیکن اس کی تپش تو رہتی ہے! بسا اوقات آدمی آگ کے پاس بیٹھا ہوتا ہے، آگ بجھ بھی جاتی ہے، اس کی تپش تو باقی رہتی ہے نا! گیارہ مہینے اس پر شیطانی اثرات اتنے بڑھ گئے کہ اس کے اثرات تو ہیں نا! بسا اوقات خود اس انسان میں شیطانیت آ جاتی ہے، گناہ کر کر کے بے حیا ہو جاتا ہے۔ پہلے ہندو بھی حیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا روزہ ہے، اس لیے کہ مسلمانوں کو خود اس مہینے کے تقدّس کا لحاظ تھا۔ معصوم بچے جو روزہ نہیں رکھ پایا کرتے تھے، وہ بھی گھر میں کسی کونے میں چھپ کے کھاتے تھے کہ روزہ ہے، تقدّس ہے رمضان کا، لیکن اب ایسے بے حیا ہیں کھلے عام کھاتے ہیں، کھلے عام پیتے ہیں تو اس کے اثرات ہیں! تو یہ تربیت کا مہینہ ہے، شیاطین کی کمی ہے، اس کے اثرات انہی لوگوں پر ہیں جو بہت ہی سرکش ہیں۔ اپنے بچوں کی تربیت کرائی جا سکتی ہے، اپنی بچیوں کی تربیت کرائی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں کا مہینہ تربیت کا آ گیا ہے۔

بہت بری بات ہے:

کتنی بُری بات ہے، بڑی محرومی ہے کہ روزہ رکھ لیا، حلال سے رُک گیا، حرام سے پھر بھی باز نہ آیا تو ایمانی صحت کیسے ملے گی۔۔۔؟ روحانی تربیت کیسی ہو گی کہ روزہ رکھا حلال نہیں پیا، حلال نہیں کھایا، لیکن آنکھوں سے حرام پھر بھی دیکھ رہا ہے، بد نظری ہے، بد نگاہی ہے، زبان سے فحش گفتگو ہے، غیبت ہو رہی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون کو لایا گیا۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! اس کو بہت روزہ لگ رہا ہے۔ فرمایا: "اس سے قے کرواؤ۔" جب اس نے قے کی تو اس کے اندر گوشت کے ٹکڑے اور تازہ خون نکلا۔ کہا: "یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ کیا۔۔۔؟" فرمایا: "روزہ تو رکھا ہے، لیکن یہ غیبت سے نہیں رُکی۔" اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ پانی نہیں پی رہا، حلال نہیں کھا رہا، مردار کھا رہا ہے۔ روزے میں مردار کھا رہا ہے۔ روزہ رکھا ہے، لیکن حرام کمانے سے باز نہیں آیا۔ حرام لین دین سے باز نہیں آیا تو ایسے تو اس بے چارے پر رمضان تیس سال سے آ رہا ہے، چالیس سال سے آ رہا ہے، اس کی زندگی میں تو فرق نہیں آیا، وہ جو ہم کہہ رہے کہ رمضان صحت کا مہینہ ہے، رمضان روحانی تربیت کا مہینہ ہے، رمضان ایمانی تازگی کا مہینہ ہے۔ رمضان آیا اور چلا گیا! مسجدیں بھریں، پھر خالی ہو گئیں۔ کچھ اہتمام نظر آیا، پھر مسجدیں ویران ہونے لگیں۔ اللہ نہ کرے ایسا ہمارے ساتھ ہو تو رمضان تو اس شان سے گزر جائے کہ مجھے ایمان کی صحت نصیب ہو، روحانی تربیت ملے، تقویٰ کی دولت مل جائے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ رمضان آیا ہے تمہیں تقویٰ دینے کے لیے، پرہیزگار بن جاؤ کہ اللہ کا حکم نہ ٹوٹے! جب تقویٰ کا چراغ روشن ہوتا ہے تو فرمایا: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ متقی لوگ ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ یہ متقی لوگ ہیں، جب تقویٰ کا چراغ روشن ہوتا ہے، اگر کبھی بالفرض ان سے غلطی ہو بھی جائے تو سبحان اللہ! تقویٰ کا نور انھیں سکون نہیں لینے دیتا، جب تک کہ اس کی تلافی نہ کر لیں، یہ تقویٰ ہے۔

رمضان اس لیے آیا ہے کہ ہماری تربیت ہو جائے، ہماری اولاد کی تربیت ہو جائے، ہمارے دلوں میں تقویٰ کا نور آ جائے۔۔۔ خلوتوں میں، تنہائیوں میں، تاریکیوں میں، معاملات میں، معاشرت میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روک دے! اس لیے رمضان آیا ہے کہ زندگی میں پاکیزگی، طہارت آ جائے تو رمضان بڑھیا گزاریں۔ جہاں دن کا روزہ ہے، رات کی تراویح اور رات کا قیام ہے، جہاں کثرت سے نوافل اور دعائیں ہیں، وہاں پرہیزگاری ہے۔

اہل ایمان کا سیزن:

ایمان والوں کا یہ جو سیزن ہے "رمضان" اس کا ایک ہدف ہے۔ سیزن تبھی لگے گا، جب یہ ہدف نصیب ہو جائے گا، رمضان کا یہ سیزن تبھی بڑھیا ہو گا۔ جب یہ ہدف نصیب ہو جائے کہ مجھے زندگی کے ہر موسم میں اور زندگی کے ہر موقع پہ اللہ تعالیٰ کا خیال آ جائے، اللہ تعالیٰ کا لحاظ آ جائے، اللہ تعالیٰ کا خیال آ جائے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا، وہ ذات تو دیکھ رہی ہے اور یہ چیز مجھے اللہ کی نافرمانی سے رُوک دے! رمضان اس لیے آیا ہے۔ اگر یہ ہدف نصیب ہو گیا اور یہ سیزن یوں لگ گیا تو پھر ساری عبادات بہت بڑھیا، پھر رمضان کے مزے ہیں اور یہ وہ توانائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے رمضان میں ایسی ایمانی روحانی تربیت مل جائے تو یہ پورا سال اُسے کام آتی ہے۔ یہ طاقت پورے سال کام آتی ہے۔ گاڑی خراب ہو جاتی ہے، انجن خراب ہو جاتا ہے، اسے صحیح کیا جاتا ہے، اگر اچھے طریقے سے اس کو صحیح کیا جائے، سروس اچھی طرح ہو جائے تو پھر سڑکوں پہ چلتی ہے۔ صحیح کام کرتی ہے۔ کافی عرصے تک چلتی ہے۔۔۔ تو سروس کیسی ہوئی۔۔۔؟ تو رمضان کی ان گھڑیوں میں مسلمان کی ایمانی تربیت، صحت کیسی ہوئی؟ گیارہ مہینے گاڑی خراب ہو جاتی ہے۔ کچرا آ جایا کرتا ہے۔ عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اللہ نے رمضان کا مہینہ دیا اچھی سروس ہو جائے، صحت مل جائے، طاقت آ جائے اور گیارہ مہینے صحت کے ساتھ گزارے۔

تقویٰ کا نور حاصل کرنے کا موقع:

ہم کچھ کر لیں، کچھ طے کر لیں، اس لیے کہ یہ زندگی پانی کا بلبلہ ہے۔ کب پھٹ جائے؟ آپ بھی جانتے ہیں کہ کتنے ایسے ہیں جو پچھلے سال رمضان میں ہمارے ساتھ تھے اور آج مَنوں مَن مٹی کے نیچے ہیں، چلے گئے نا! ہمارے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: نماز یوں پڑھو جیسے تمہاری زندگی کی آخری نماز ہو اور ہر دو گھنٹے کے بعد نماز ہوتی ہے۔ یہ تو سال کے بعد آتا ہے بھئی! اور دورانِ سال لوگ کتنے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں! صحت مند بھی چلے جاتے ہیں! جوان بھی چلے جاتے ہیں! بوڑھے بھی روانہ ہو جاتے ہیں! تو رمضان تو اس شان سے گزاریں بھئی کہ تقویٰ کا نور مل جائے، تاکہ اللہ کے دربار میں حاضری ہو تو پھر شرمندگی نہ ہو۔۔۔ تو اس انداز سے رمضان گزارا جائے۔ کوئی وقت غفلت کا نہیں، کہیں بد پرہیزی نہیں، کتنی بھی اچھی آپ غذا کھائیں، کتنی بھی اچھی آپ غذائیں استعمال کریں، روزہ بڑھیا، تلاوت بڑھیا، صدقہ بڑھیا، خیرات بڑھیا۔۔۔ لیکن صحت کے لیے آپ بڑی بڑی غذائیں کھائیں، بد پرہیزی بھی ساتھ کریں گے، صحت کی گارنٹی کوئی نہیں!!

تو روحانی اور ایمانی صحت کے لیے جہاں بڑھیا غذا ہے، رات کا قیام ہے، تہجد ہے، تراویح ہے، روزہ ہے، وہاں ساتھ ساتھ پرہیزگاری بھی ہو کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو! اللہ کا حکم نہ ٹوٹے! تاکہ اللہ تعالیٰ یہ مقدّس مہینہ ہم سب کے لیے روحانی، ایمانی صحت کا ذریعہ بنائے اور اللہ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

رمضان روحانی تطہیر کا سفر

حفصہ سلطان

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ جہاں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کا وسیع خزانہ لے کر جلوہ گر ہوتا ہے، وہیں یہ ہمیں اپنے نفس کے عمیق محاسبے کا سنہری موقع بھی عنایت کرتا ہے۔ یہ ماہِ مقدّس ہمیں اپنے باطن میں جھانک کر اپنے افعال، رویّوں اور نیتوں کا دیانت دارانہ جائزہ لینے اور اپنے رب کی خوشنودی کی جستجو میں اپنے کردار کو سنوارنے کی دعوت دیتا ہے۔

روزہ، ضبطِ نفس اور روحانی پاکیزگی: روزے کا بنیادی مقصد نفس پر قابو پانا اور روح کو پاکیزگی عطا کرنا ہے۔ جب ہم اللہ کی رضا کے لیے دن بھر کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہیں تو یہ ہمیں اپنے نفس کے عادی پن کو ترک کرنے کا سبق دیتا ہے۔ روزہ ہمیں یہ شعور دیتا ہے کہ نفس کی تربیت اور خواہشات کی بندش کے بغیر خود احتسابی کی قوّت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

اخلاقی تطہیر اور خود احتسابی: رمضان ہمیں اپنی عادات و اطوار کا از سر نو جائزہ لینے اور ان میں موجود کمزوریوں کو سدھارنے کا خاص موقع فراہم کرتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، حسد اور غصے جیسے منفی رویے ہمارے دل و دماغ کو زنگ آلود کر دیتے ہیں۔ رمضان کی عبادات اور نیک اعمال کی برکت سے ہم ان بری عادات سے چھٹکارا پا سکتے ہیں اور اپنی زندگی کو روشن اعمال سے آراستہ کر سکتے ہیں۔

مغفرت اور توبہ، دل کا غبار دھو دینے کا وقت: رمضان توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ یہ ماہ ہمیں اپنی لغزشوں کا اعتراف کر کے اپنے گناہوں کو دھو دینے اور اپنے رب کے سامنے دل کی پاکیزگی کے ساتھ جھکنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ رمضان کی ہر نماز، تراویح اور دعا ہمیں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور توبہ کی عظمت کو سمجھنے کی ترغیب دیتی ہے۔

معاشرتی تعلقات میں بہتری: خود احتسابی کے ذریعے ہم اپنے ارد گرد کے افراد کے ساتھ اپنے برتاؤ کو بھی جانچتے ہیں۔ رمضان میں دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک، صبر اور عفو و در گزر کی روش اپنانا ہماری اخلاقی خوب صورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ ماہ ہمیں دلوں کو بغض و کینہ سے پاک کر کے محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینے کا درس دیتا ہے۔

زندگی کے مقصد پر غور، اُخروی کام یابی کی جستجو: رمضان کا مقصد محض دنیوی معاملات کو ترک کرنا نہیں بلکہ اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنا بھی ہے۔ دنیاوی مصروفیات سے دور ہو کر ہم اپنی آخرت کی فکر کریں، اللہ کی خوشنودی کے لیے زندگی کو گزارنے کا عہد کریں اور اپنے اعمال کو اس نہج پر ڈھالیں کہ ہمارا ہر قدم ہمارے رب کی رضا کا مظہر ہو۔

زبان کی حفاظت اور گفتار کی نزاکت: رمضان میں زبان کی حفاظت ایک عظیم عبادت ہے۔ یہ ماہ ہمیں فضول گفتگو سے بچ کر اپنی زبان سے خیر کے کلمات ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ غیبت، جھوٹ اور فحش گوئی جیسے منفی رجحانات سے اجتناب رمضان کی برکات میں شامل ہیں۔

نفس کی اصلاح، خلوصِ نیت اور نیک ارادے: رمضان ہمیں اپنی نیتوں کو خالص کرنے اور اپنی اصلاح کے لیے پُر عزم ارادے باندھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ نیک نیتوں کے ذریعے ہم اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا عزم کرتے ہیں اور ایسے راستے کا انتخاب کرتے ہیں، جو ہمیں روحانی ارتقا کی طرف لے جائے۔

روزانہ کے اعمال کا محاسبہ: رمضان کا ہر روز ہمیں اعمال کا احتساب سکھاتا ہے۔ رات کو اپنے دن بھر کے اعمال کا جائزہ لینا اور اللہ سے مغفرت طلب کرنا دل کی پاکیزگی اور نفس کی تربیت کے لیے نہایت مفید عمل ہے، جو ہم میں عاجزی اور پرہیز گاری کو فروغ دیتا ہے۔

دل کو بغض اور نفرت سے پاک کرنا: رمضان ہمیں دل کی صفائی اور منفی جذبات سے نجات کا سبق دیتا ہے۔ حسد، کینہ اور نفرت کو دل سے نکالنا، دوسروں کے لیے خیر خواہی اور محبت کا جذبہ پیدا کرنا، رمضان کی رحمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا بہترین طریقہ ہے۔

علم اور فہم کی طلب: رمضان ہمیں علم کی روشنی میں اپنے کردار کو نکھارنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس مہینے میں ہم دینی علم کے ساتھ ساتھ اپنی روزمرہ زندگی میں علم اور فہم کو بڑھانے کی نیت سے مطالعے کو اپنا معمول بنا سکتے ہیں۔

مادّی خواہشات سے بے نیازی: رمضان کے دوران ہم مادّی خواہشات اور دنیاوی آسائشوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک پاکیزہ اور پرہیز گار زندگی کا تجربہ کرتے ہیں۔ یہ مہینہ ہمیں اس بات کی طرف متوجّہ کرتا ہے کہ دنیوی چیزوں کی عارضی اہمیت کو کم کر کے اپنی روحانی ترقی پر توجہ دیں۔

احتساب کے ذریعے خود آگاہی: رمضان میں ہم اپنے اندر جھانکنے اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ خود آگاہی ہمیں اپنی خامیوں اور کمی کو بہتر بنانے کی ترغیب دیتی ہے اور ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں اپنے کردار کو بہتر بنانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

جذبات پر قابو: روزہ ہمیں اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ ہم غصہ، بے صبری اور حسد جیسے منفی جذبات کو کنٹرول کر کے ایک متوازن اور سکون بھری زندگی کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

عاجزی اور انکساری کی رَوِش: رمضان میں اللہ کے سامنے جھک کر ہم اپنے اندر عاجزی اور انکساری پیدا کرتے ہیں۔ یہ رویہ ہمیں فخر اور غرور سے بچاتا ہے اور ہمیں عاجزی کے ساتھ زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔

رمضان کے بعد خود احتسابی کا تسلسل: رمضان ہمیں یاد دلاتا ہے کہ خود احتسابی کا یہ سفر محض ایک ماہ تک محدود نہ رہے، بلکہ رمضان کے بعد بھی ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں۔ رمضان ہمیں سکھاتا ہے کہ روحانی ترقی اور کردار کی اصلاح کا یہ سفر جاری رہنا چاہیے۔ یوں تو رمضان المبارک کا ہر لمحہ انمول ہے، مگر یہ ہمیں اپنی روح کی صفائی، اپنے اعمال کی درستی اور اپنی زندگی کی سمت کو بہتر بنانے کا لازوال درس دیتا ہے۔ اگر ہم اس ماہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کریں، برے اعمال سے کنارہ کشی اختیار کریں اور اچھائیوں کو اپنا لیں تو یہ ماہِ مبارک ہمارے لیے ایک ایسی مضبوط بنیاد فراہم کر سکتا ہے، جس پر ہم اپنی آئندہ زندگی کی عمارت کھڑی کر سکتے ہیں۔ رمضان کا یہ پیغام ہمارے دل میں رچ بس جائے، یہی اصل کام یابی ہے۔

سن 2 ہجری کے دو اہم واقعے

2ھ میں اسلامی تاریخ کے دو واقعات ہوئے۔ ایک بیت اللہ کو نماز میں قبلہ بنایا گیا اور دوسرا دشمنانِ اسلام کا مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانا۔

بدر حنین کا میدان مدینہ منورہ سے تقریباً 130 کلومیٹر دور ہے۔ جنگ میں شامل افراد کی تعداد بہت کم تھی۔ اس جنگ کو قرآن نے "یومُ الفرقان" یعنی فیصلے کا دن کہا ہے۔ سورہ الانفال میں ارشادِ ربانی ہے: "اور اِس پر جو ہم نے اپنے (محبوب) بندے پر "فیصلے کے دن" اُتارا، جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں۔"

ابو جہل کی قیادت میں اس غزوہ میں قبیلہ قریش اور دیگر عرب قبائل بھی شامل تھے۔

معرکہ بدر کے اسباب: عبداللہ بن اُبی جو مدینے کا سردار تھا، حضور اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے اس کی سرداری ختم ہوگئی۔ کفارِ مکہ نے عبداللہ بن اُبی کو خط لکھا کہ "تم نے ہمارے آدمیوں کو اپنے ہاں پناہ دی ہے، ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تو تم لوگ انھیں خود قتل کر ڈالو یا مدینہ سے نکال دو، ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمھیں ختم کر دیں گے۔"

نبی اکرم ﷺ کو قریشِ مکہ کی دھمکی کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کو سمجھایا کہ اس مخالفت میں تم خود اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے لڑو گے، اس لیے کہ انصار مسلمان ہو چکے تھے۔

عبداللہ بن اُبی یہ بات سمجھ گیا اور اس نے قریشِ مکہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

کفارِ مکہ مسلسل اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو اس شہر سے نکلوا دیا جائے۔

اس زمانے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ جو انصارِ مدینہ کے سردار تھے، حج کرنے کی غرض سے مکہ گئے۔ وہاں خانہ کعبہ میں ابو جہل ان سے ملا اور کہا کہ "تم نے ہمارے دشمنوں یعنی مسلمانوں کو پناہ دی ہے، انھیں وہاں سے نکال دو، ورنہ ہم تمھیں حج کرنے نہیں دیں گے۔" حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کو جواب دیا کہ "اگر تم نے ہمیں کبھی حج کرنے سے روکا تو ہم تمہارا شام کی تجارت کا راستہ روک دیں گے۔" حضرت سعدؓ اور ابو جہل کی اس گفتگو سے طرفین میں بے چینی پھیل گئی۔

سن 2ھ کے شروع میں مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر بن فہری نے مدینے کی ایک چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گیا۔ انہی دنوں کفارِ مکہ کا ایک بڑا تجارتی قافلہ ابو سفیان کی قیادت میں بہت سامال لیے ہوئے شام سے واپس آ رہا تھا۔ اہلِ مکہ کی تجارت اسی شاہراہ سے ہو کر شام کی طرف جاتی تھی، ایک اندازے کے مطابق یہ تجارت اڑھائی لاکھ اشرفی سالانہ تک تھی۔ طائف اور دوسرے مقامات کی تجارت اس کے علاوہ تھی۔

ابو سفیان نے مسلمانوں کے حملے کے خوف سے ایک قاصد کو مکہ دوڑایا کہ قافلے کی مدد کے لیے قریشِ مکہ فوراً آئیں۔ قاصد نے مکہ جا کر خبر پھیلا دی کہ مسلمان قافلے کو لوٹنے کے درپے ہیں۔ یہ خبر سن کر کفارِ مکہ گھروں سے نکل پڑے۔

غزوۂ بدر کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ کچھ عرصہ پہلے حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک چھوٹے گروپ کو عبداللہ بن جحش کی قیادت میں قریش کی جاسوسی کے لیے نخلہ کی طرف روانہ کیا۔ اتفاق سے اس گروپ کی قریش کے ایک گروپ سے جھڑپ ہوگئی، اس جھڑپ میں قریش کا ایک سردار ابن الحضرمی مارا گیا۔ آپ ﷺ یہ خبر سن کر عبداللہ بن جحش پر ناراض ہوئے، مگر قریشِ مکہ نے ابن الحضرمی کے قتل کو مسلمانوں سے لڑنے کا بہانہ بنالیا۔

غزوہ بدر کی تفصیلات: قرآنِ مجید میں غزوۂ بدر کے محاذ کو بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان عُدْوَةِ الدُّنيا کے پاس تھے اور کفار عُدْوَةِ الْقُصْوٰی کے پاس، مسلمانوں کا مقام میدانِ بدر کے اس کنارے پر تھا، جو مدینہ منورہ کے قریب تھا اور کفار میدان کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ منورہ سے بعید تھا۔ (عدوہ کے معنٰی ایک جانب کے آتے ہیں اور لفظ دنیا دُنی سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں قریب تر اور لفظ قصویٰ اقصٰی سے بنا ہے، اقصٰی کے معنی ہیں بعید تر) مسلمانوں نے جس جگہ پڑاؤ ڈالا تھا، وہاں کی زمین ریتیلی تھی، جس پر چلنا بھی بہت مشکل تھا۔ اس کے مقابلے میں کفارِ مکہ کا پڑاؤ جس جگہ تھا، وہ زمین صاف تھی اور پانی بھی قریب تھا۔

اِس غزوے میں مسلمانوں کے پاس صرف 2 گھوڑے، 70 اُونٹ 6 زرہیں اور 8 شمشیریں تھیں۔ ایک ایک اُونٹ پر تین تین مسلمان سواری کرتے تھے، چناں چہ نبی ﷺ حضرت سیّدنا علیؓ اور حضرت مرثد غنویؓ ایک اُونٹ پر اور حضرت سیّدنا ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرّحمان بن عوفؓ دوسرے پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

عرب میں اس وقت لشکر کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ تھا کہ کتنے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، ایک اونٹ سولوگوں کی خوراک تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ابو جہل نے مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کی تعداد زیادہ معلوم نہیں ہوتی، کیوں کہ ان کی خوراک کل ایک اونٹ ہے۔

نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو کفار کے لشکر کی تعداد کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا کہ معلوم کرو وہاں کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں تو پتا چلا کہ دس اونٹ روز ذبح ہوتے ہیں۔ لشکرِ کفار کو مسلمان کل سو دِکھائے گئے، حالاں کہ مسلمانوں کی تعداد 313 تھی۔

میدانِ بدر میں یہ واقعہ دو دفعہ پیش آیا۔ ایک دفعہ نبی ﷺ کو خواب میں دِکھلایا گیا کہ کفار کی تعداد کم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا خواب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو سنایا اس سے ان کی ہمت میں اضافہ ہوا۔

دوسری دفعہ عین میدانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جب دونوں لشکر مدِّ مقابل تھے، تعداد کم دِکھائی۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم تعداد دکھانے کی حکمت یہ تھی کہ کفار

غزوہ بدر کبریٰ
اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ

عذرا خالد

جنید عظیم

صدقے کی برکات

بے لوث عمل

صدقہ، یا رضا کارانہ صدقہ! اسلام میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ احسان کا ایک بے لوث عمل ہے، جو نہ صرف لینے والے کو فائدہ پہنچاتا ہے، بلکہ دینے والے کے دل، دولت اور روح کو بھی پاک کرتا ہے۔ صدقے کا تصوّر قرآن و حدیث میں بہت گہرا ہے، اس کی روحانی اور سماجی اہمیت پر زور دیتا ہے۔

صدقے کے بارے میں ایک خوب صورت حدیث

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، بلکہ اسے بڑھاتا ہے۔ دینے والے کی عزّت میں اضافہ کرتا ہے اور گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔“ (سنن ترمذی)

یہ حدیث خوب صورتی سے واضح کرتی ہے کہ صدقہ کس طرح کسی کی زندگی میں برکت لاتا ہے۔ یہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اللہ کی خاطر دینا کبھی نقصان کا باعث نہیں بنتا بلکہ رحمتِ الٰہی اور فراوانی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

صدقے کی طاقت

آفات سے حفاظت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ بلا تاخیر کرو، کیوں کہ یہ مصیبت کے راستے میں ہے۔ (سنن ترمذی)
صدقہ مشکلات کے خلاف ڈھال کا کام کرتا ہے، ہمیں غیر متوقّع مشکلات سے بچاتا ہے۔

ضرورت مندوں کی مدد کرنا: صدقہ کم نصیبوں کو راحت فراہم کرتا ہے، ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور ان کے وقار کو بحال کرتا ہے۔ مہربانی کا ہر عمل خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو، مصیبت میں مبتلا لوگوں کے لیے بے پناہ خوشی لا سکتا ہے۔

مسلسل انعامات: جب صدقہ پائیدار منصوبوں کی شکل میں دیا جاتا ہے، جیسا کہ درخت لگانا، کنویں بنانا، یا تعلیم میں معاونت کرنا، دینے والے کے انتقال کے بعد بھی انعامات جاری رہتے ہیں۔

عظیم اثر کے ساتھ ایک سادہ عمل: صدقہ صرف مال یا مال تک محدود نہیں ہے۔ یہ مسکراہٹ، مہربان الفاظ یا کسی ضرورت مند کی مدد کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مسکراہٹ بھی صدقہ ہے۔“ (صحیح بخاری)

خلاصہ: صدقہ ہماری زندگیوں میں امن اور برکت لانے کا ایک طاقت ور ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کو مضبوط کرتا ہے اور ایک ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دیتا ہے، جہاں ہم دردی غالب رہتی ہے۔ ہمیں چاہیے صدقے کا معمول بنالیں، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو بانٹیں۔

”صدقہ دل سے شروع ہوتا ہے اور آسمانوں پر ختم ہوتا ہے۔“

پر مسلمانوں کا رُعب نہ چھا جائے اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا: قدرتِ الٰہی کی حکمت ہے کہ قلّت کو کثرت پر قوت کو کمزور پر غلبہ دے کم کو زیادہ، زیادہ کو کم کردے۔

ان دونوں واقعات کو (خواب اور بیداری کی) سورہ انفال کی آیات 43 اور 44 میں بیان کیا گیا ہے۔

”بے شک تمہارے لیے نشانی تھی دو گروہوں کی، جو آپس میں لڑ پڑے۔ ایک جتھہ اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کفر کی، (مسلمانوں نے) جو آنکھوں دیکھا اپنے سے دوگنا سمجھیں۔“ (آلِ عمران: 13)

اللہ تعالیٰ کے حضور نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! یہ قریش ہیں۔ اپنے ساز و سامان اور غرور کے ساتھ آئے ہیں، تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔ اے اللہ! اب تیری وہ مدد آجائے، جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہیں ہوسکے گی۔“ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فتحِ مبین کی بشارت دی۔

مسلمانوں میں صرف 13 شہید ہوئے، جن میں 6 مہاجر اور باقی انصار تھے۔

قریش کے بڑے بڑے سردار جو اپنی قوم میں بہادری میں مشہور اور قبائل کے سردار تھے، سب کے سب مارے گئے۔

اِن میں عتبہ، ابوجہل اور دوسرے بڑے 70 واصلِ جہنم اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔

بدر کے تین سو تیرہ (313) نفوس عظیم شان والے تھے کہ ان کے حق میں نبی ﷺ نے دُعائیں فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لیے ملائکہ کو نازل فرمایا۔

اُن مجاہدینِ اسلام کے پاس سامان جنگ بھی مختصر تھا۔ آٹھ شمشیریں، چھ زرہیں، دو گھوڑے اور ستر اُونٹ۔

بے سروسامانی اور کم افرادی قوت کے مقابلے میں ایک ہزار فوج ہر قسم کے جنگی سامان سے آراستہ پیادہ، سوار زرہ پوش وغیرہ۔

اس کے باوجود اہلِ ایمان کو فتح نصیب ہوئی۔

خالقِ کائنات نے فرمایا:

”اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔“

غزوہ بدر کے نتائج: معرکۂ بدر نے گہرے اثرات مرتب کیے اور یہ معرکۂ اسلام کے عروج کا اوّلین قدم ثابت ہوا۔ کفارِ قریش کے تمام بڑے بڑے سردار جو اسلام کی راہ میں حائل تھے، سب کے سب واصلِ جہنم ہوئے۔ عتبہ اور ابوجہل کی موت کے بعد قریشِ مکہ کا سردار ابوسفیان کو بنایا۔ (حضرت ابوسفیان فتحِ مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے رضی اللہ عنہ) کفارِ مکہ کی طاقت کمزور پڑ گئی تھی۔ دوسرے عرب قبائل نے جب کفار کے جانی و مالی نقصان کو دیکھا تو وہ بھی مسلمانوں سے اپنے آپ کو کم تر اور کمزور محسوس کرنے لگے۔

یہ مسلمانوں کی قوّتِ ایمانی اور حسنِ اعمال ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ملائکہ نازل فرما کر مسلمانوں کی غیبی مدد کی۔ اللہ کی طرف سے یہ وعدہ کسی وقت اور مقام کے ساتھ مشروط نہ تھا بلکہ یہ وعدہ ہر مقام اور ہر وقت کے لیے ہے، لیکن ضرورت صرف اس جذبۂ ایمانی اور عشقِ حقیقی کی ہے جو اسلام کے دورِ اوّل میں تھی۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

سال 2024-1446 میں

بیت السلام

کے تحت چلنے والے ملک بھر کے مختلف مراکز میں

555 طلبہ و طالبات

نے حفظِ قرآن مکمل کیا

الحمد للہ

NORTH REGION
بیت السلام ایجوکیشنل سسٹم
230

SOUTH REGION
بیت السلام ایجوکیشنل سسٹم
227

بیت السلام بیسک ایجوکیشنل سینٹرز
98

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

رمضان المبارک کے احکام

سوال: روزے کی فرضیت، حکم، اس کی حکمتیں اور فوائد سے آگاہ فرمائیں؟

جواب: واضح رہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل و بالغ پر فرض ہے اور یہ دین کا ایک بڑا رکن ہے۔ ان کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گناہ گار اور فاسق ہے۔

روزے کا حکم یہ ہے کہ روزہ دار اپنے ذمے سے فرض یا واجب کو ادا کرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب حاصل کرتا ہے۔

روزہ رکھنے میں بہت سی حکمتیں ہیں، مثلاً:

1. جسم کی تندرستی
2. نفس کا مغلوب ہونا
3. شیطان کی ناراضی
4. دل کی صفائی
5. گناہوں کا معاف ہونا
6. فرشتوں کی صفت حاصل ہونا وغیرہ
7. آخرت میں ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا

روزے کی بہت سی خوبیاں اور فائدے ہیں، مثلاً:

1. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر معلوم ہو کر ان کا شکریہ ادا کرے گا۔
2. روزے کی برکت سے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا۔
3. خواہشاتِ نفسانی کی اصلاح ہو جائے گی۔
4. فقرا و مساکین پر رحم اور ان کی خدمت کرے گا۔
5. فرشتوں کی صفت سے متّصف ہو گا جو کہ کھانے پینے اور ہر قسم کی لذّتوں سے پاک ہیں اور ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔
6. صبر کی صفت اور برداشت کی عادت پیدا ہو گی۔
7. دل میں صفائی آ جائے گی، جس سے شریعت کی پابندی اور اس کے احکام پر عمل آسان ہو جائے گا۔
8. روزہ رکھنا دنیا میں روزے دار کو گمراہی سے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچائے گا۔
9. روزہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔
10. روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔
11. روزے دار کو دنیا و آخرت میں فرحت حاصل ہو گی، دنیا میں جب کہ وہ روزہ افطار کرتا ہے اور آخرت میں جبکہ روزے دار کو ثواب اور جنّت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو گا۔
12. روزہ فرشتوں کے سامنے روزے دار کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔
13. روزے دار کا جسم بیماریوں سے تندرست رہتا ہے، خاص کر بلغمی امراض اور رطوباتِ ردیہ کو جسم سے زائل کرتا ہے۔
14. یہ ایک ایسی پوشیدہ عبادت ہے کہ اس میں ریاکاری داخل نہیں ہوتی وغیرہ۔

روزہ کے چند مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

1. روزہ کس پر فرض ہے اور بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
2. رمضان کے ہر روزے کی نیت الگ الگ ہونی چاہیے یا سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہو جائے گا؟
3. روزے کی حالت میں دانت سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو روزے کا کیا حکم ہے؟
4. پائریا کی وجہ سے مسوڑھوں سے پیپ آتی ہے اور وہ تھوک کے ساتھ اندر داخل ہو جاتی ہے۔ کیا اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟
5. روزے کی حالت میں اگر دانت نکلوایا تو روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
6. آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے یا جسم میں تیل لگانے سے روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
7. عود اور اگربتی وغیرہ کا دھواں اگر اندر چلا جائے تو روزہ کا کیا حکم ہو گا؟
8. حقہ، نسوار اور سگریٹ پینے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟
9. اگر عورت کو روزہ کی حالت میں حیض آ جائے تو وہ بقیہ دن میں کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟
10. اگر عورت رمضان کے دن حیض سے پاک ہو گئی تو وہ بقیہ دن کیا کرے؟
11. کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
12. روزہ نہ رکھنے کے اعذار کیا ہیں؟

جواب: 1. رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان، عاقل بالغ پر فرض ہیں، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ بچوں اور بچیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ روزے کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے بچوں کو بھی سات سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد نماز کی طرح روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا اور دس سال کے بعد باقاعدہ اہتمام سے روزے رکھوائے جائے، تاکہ بالغ ہونے کے بعد روزہ رکھنے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہو۔

2. رمضان شریف کے ہر روزے کی نیت الگ الگ کرنا ضروری ہے، اگر نیت نہیں کی گئی تو سحری کرنا نیت کے قائم مقام ہو جائے گا، نیز واضح رہے کہ ماہِ رمضان میں روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ نصف النہار شرعی کا مطلب ہے صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کا وقت دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو درمیانی وقت کو نصف النہار شرعہ کہتے ہیں۔

3. روزے کی حالت میں اگر دانتوں سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ حلق میں چلا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ خون زیادہ ہے یا تھوک، اگر خون زیادہ ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا ضروری ہو گی اور اگر تھوک زیادہ ہے اور خون کم ہے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

اے کعبہ!

بنتِ عثمان

اے کعبہ! تم کتنے عظیم ہو۔ میں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں کہ جس سے تمہاری عظمت کو بیان کر سکوں۔ تمہاری حرمت پر تو صرف یہ دلیل بھی کافی ہے کہ تم میرے رب کا مسکن (گھر) ہو۔ ہاں! وہی گھر جس پر میرے رب اپنی پوری شان کے ساتھ قائم و دائم ہیں۔۔۔ پھر میں کیسے تم سے محبت نہ کروں! محبت تو بہت تھوڑی چیز ہے، عشق کی انتہا کو بھی پہنچ جاؤں تو بھی بہت کم ہے۔ بچپن ہی سے تمہاری تصویر کو آنکھوں میں بسایا ہے۔ اپنی ہر دعا میں تمہاری زیارت کو رب سے مانگا ہے، مگر مجھے نہیں معلوم کہ کب قبولیت کی گھڑی آئے گی اور میں تمہیں ان چشمِ دیدہ سے دیکھوں گی۔ کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ میری یہ گنہگار آنکھیں اس قابل کہاں کہ تمہیں دیکھ سکیں۔ شاید اسی لیے ابھی تک میرے رب کی طرف سے تمہاری زیارت کا بلاوا نہیں آیا، لیکن نہیں! پھر ایک دم سے خیال آتا ہے کہ میرے رب تو خود ہی فرماتے ہیں:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا

"اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔"

میرے رب کا یہ قول نہ ہوتا تو شاید تمہیں دیکھنے کی آس میں، میں کب کی مر چکی ہوتی۔ اس بنا پر کہ میری یہ گنہگار آنکھیں تم جیسے پاکیزہ مقدّس اور عظمت والے گھر کو کیسے دیکھ سکتی ہیں، مگر اب میں اپنے رب سے توبۃ النصوح کر چکی ہوں۔ اب میں اپنی آنکھوں کو گناہوں سے بچا کر اس قابل بناؤں گی کہ وہ تم جیسے پاکیزہ اور مقدّس گھر کو دیکھ سکیں۔

اے حرم! میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔ تمہاری طرف جانے والی راہوں کو تکتی رہتی ہوں، جیسے ہی خبر ملتی ہے کہ کوئی تمہاری زیارت کر کے آرہا ہے تو پھر مجھے کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔ میں دیوانوں کی طرح اس شخص سے لپک کر اس کی آنکھوں میں تمہیں تلاش کرنے لگتی ہوں۔ اس کے ہاتھوں کو بے اختیار چومنے لگتی ہوں کہ ان ہاتھوں نے تمہیں چھوا ہو گا۔ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا ہے۔

اے حرم! میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ ہر رات جب خلقِ خدا اپنے بستروں میں دبک کر نیند کے مزے لے رہی ہوتی ہے، مگر میں رات بھر سو نہیں پاتی۔ دل تڑپتا ہے، آنکھیں برستی ہیں، تمہاری یاد میں، تمہاری زیارت کے شوق میں۔۔۔ پھر میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر بہت جلد تمہاری زیارت کی دعائیں مانگتی ہوں۔ مجھے اپنے رب سے پوری اُمید ہے کہ عنقریب وہ مجھے تمہاری زیارت کی توفیق نصیب فرمائے گا۔ اگرچہ میں گنہگار ہوں، مگر میرے رب کا فضل اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے۔ مجھے اپنی پوری زندگی میں یہ ایک ہی غم کھا جائے گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تمہاری زیارت کیے بغیر اس دنیا سے چلی جاؤں۔ نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ! میرا رب مجھے ضرور اپنے گھر یعنی تمہاری زیارت کروائے گا، پھر مجھے اپنے پاس بلائے گا۔ موت سے مجھے ڈر نہیں لگتا، مگر تمہیں دیکھے بنا میں مرنا نہیں چاہتی۔ ہاں! ایک ہی دفعہ سہی، تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، پھر کبھی بھی موت آجائے مجھے کوئی پروا نہیں، کوئی غم نہیں۔۔۔

اے حرم! کیا تم جانتے ہو میں تم سے اس قدر کیوں محبت کرتی ہوں، شاید نہیں۔۔۔! تم ضرور باضرور جانتے ہو گے، لیکن پھر بھی میں تمہیں خود بتائے دیتی ہوں۔ میں تم سے اس لیے محبت کرتی ہوں کیوں کہ تم میرے رب کا گھر ہو، میں چاہ کر بھی اپنے رب کو اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتی، لیکن تمہیں تو دیکھ سکتی ہوں۔ یہی وہ واحد سبب ہے جس کی وجہ سے میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں اور مجھے کامل یقین ہے کہ میری تم سے یہ محبت مجھے میرے رب کی محبت تک پہنچا دے گی۔ ربُّ العالمین سے محبت ہی تو دراصل زندگی کا اصل مزہ اور لطف ہے۔ جب مجھے رب کی محبت حاصل ہو جائے گی تو پھر مجھے دنیا و آخرت کا کوئی خوف دامن گیر نہیں۔۔۔!

4 پائریا ایک مستقل مرض ہے اور پائریا کی پیپ منہ ہی میں پیدا ہوتی ہے، اس سے احتراز ممکن نہیں، ساتھ ساتھ پیپ کی مقدار کم اور تھوک سے مغلوب ہوتی ہے، اس لیے پائریا کی پیپ مفسدِ صوم نہیں ہو گی۔

5 اگر روزے کی حالت میں دانت نکلوایا اور خون پیٹ میں چلا گیا تو روزہ فاسد اور قضا لازم ہو گی۔

6 آنکھ میں دوائی اور سرمہ ڈالنے اور جسم کے اوپر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ آنکھ، جسم، دماغ اور معدہ کے درمیان کوئی راستہ نہیں، جب کہ روزہ فاسد ہونے کے لیے کسی چیز کا جوفِ معدہ تک پہنچنا ضروری ہے، البتہ اگر منہ، کان، ناک، چھوٹے اور بڑے پیشاب کی جگہ، پیٹ اور کھوپڑی کے اندرونی زخم کی راہ سے کوئی چیز جوفِ معدہ اور دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، جسم پر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

7 عود اور اگربتی کا دھواں اگر روزہ دار نے قصداً منہ میں داخل کیا اور وہ اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا لازم ہو گی، اور اگر بلا قصد و ارادہ خود بخود داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

8 حقّہ اور سگریٹ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اگر نسوار حلق میں چلی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

9 اگر عورت کو روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو وہ بقیہ دن کھا پی سکتی ہے، روزہ دار کی طرح رہنا ضروری نہیں۔

10 اگر عورت رمضان کے دن میں حیض و نفاس سے پاک ہو گئی تو بقیہ دن روزہ دار کی مانند رہے، اس کے لیے کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے اور بعد میں اس روزے کی بھی قضا کرے۔

11 کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا لازم ہو گی۔

12 پانچ اعذار ایسے ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے:

1۔۔۔ ایسا شدید مرض جس کی وجہ سے روزہ کی سکت نہ ہو یا روزہ سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، عذر ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

2، 3۔۔۔ حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت جن کو روزے سے اپنی جان یا بچے کو ایذا و تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، عذر ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

4۔۔۔ شرعی مسافر، مقیم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

5۔۔۔ ایسا سن رسیدہ ضعیف (بوڑھا، بڑھیا) جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو، معذور ہو، ہر روزہ کے عوض ایک ایک فدیہ ادا کرے گا۔ اگر فدیہ ادا کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے کی طاقت عطا فرمائے تو فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہو گی۔

تنہائی کے آنسو

امۃ اللہ

اندھیرا اور تنہائی، یکسوئی اور خلوت! یہ انمول لمحے ہمیں عام دنوں میں میسر کم ہی آتے ہیں۔ اللہ نے رمضان ایسا مہینہ بنایا ہے، جس میں بندے مالک کے نظام کے مطابق ڈھل جاتے ہیں اور اپنی ترتیبات چھوڑ دیتے ہیں۔ کھانے پینے سے لے کر سونے جاگنے تک ہر کام سحر و افطار پر مبنی ایک مکمل نظم کے تحت چل رہا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک بہترین نعمت ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ انمول نعمت ہے، جس شخص کو روزوں کی برکت حاصل ہو جائے اس کا دل چاہتا ہے کہ سارا سال ہی رمضان رہے اور جو تہجد کی حلاوت کو پا جائے تو وہ کہا کرے کہ صبح نہ ہوا کرے اور جو تنہائی میں مالک سے مناجات کی لذّت کو چکھ لے تو لوگوں سے کلام نہ کر سکے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جو اللہ کے لیے کوشش کرتا ہے، وہ کیسے نامراد ہوگا؟ اور جب تم کنویں سے مسلسل مٹی نکالتے رہو گے تو ایک نہ ایک دن تمہارا وصال پانی سے ہو ہی جائے گا۔

انسانی زندگی کا مدار عبدیت پر ہے، جہاں تک جس بندے کو للّٰہیت حاصل ہو گی، وہ لوگوں کے ساتھ معاملات میں بھی مخلص ہو گا اور جہاں تک تنہائی میں مالک کی یاد ہو گی لوگوں کے ساتھ اس کا انداز و مزاج عاجزانہ ہو گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلوت کا ایک آنسو مجمعے میں بالٹی بھر رونے سے افضل ہے۔ کہتے ہیں تنہائی کے گناہ انسان کو مار ڈالتے ہیں، اسی طرح تنہائی کے آنسو دراصل ولایت کی معراج ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد کہا کرتے تھے کہ "تنہائی بھی بھلا کوئی سزا ہے؟ وہ تو غور و تدبّر کا بہترین موقع فراہم کرتی ہے۔"

جنابِ نبی کریم ﷺ نبوت کے اعلان سے قبل غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یکسوئی کے لیے مالک سے شرفِ محبت کے گہرے تعلق کے لیے۔۔۔ جو شخص بھی تنہائی کی غار میں گیا وہ نجات پا گیا، لیکن نری تنہائی کی بجائے ایسی تنہائی ہونی چاہیے، جس میں شریعت و طریقت کا نور ساتھ ہو، ورنہ تنہائی اور خلوت میں شیطان حملہ آور ہو گا۔ عملی گمراہی سے زیادہ سوچ و فکر کی گمراہی ہوتی ہے اور شیطان پہلی کوشش یہی کرتا ہے کہ انسان کی سوچ کو گمراہ کرے۔

اصحابِ کہف بھی اس پُر فتن دنیا سے اور ظالم بادشاہ سے بچنے کے لیے اپنے مالک کی عبادت یکسوئی سے کرنے کی خاطر غار میں گئے تھے۔ اللہ نے انھیں ایسے انعام سے نوازا اور ایسی وجاہت بخشی کہ ان کا بال بھی بھیکا کرنے کی کسی میں ہمت اور مجال نہ ہوئی۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کو اللہ ربُّ العزّت نے وحی بھیجی کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے رات آئے اور وہ سو جائے۔ کیا محبوب اپنے محبوب سے خلوت نہیں چاہتا؟ لہٰذا جو اپنے رب سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے رات کی تنہائی کا انتخاب کرے۔ یقین جانیے! تنہائی میں اپنے مالک سے مناجات وہ واحد ذریعہ ہے جو رمضان میں ہمیں بآسانی میسر ہے اور پتا ہے، اس کی وجہ کیا ہے کہ ہمارے مالک خود ہمیں اپنے قریب کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں
تو گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

رمضان المبارک کا بہت برکت والا مہینہ ہے۔ ہمیں چاہیے خوب دلجمعی سے اس میں مالک سے ہم کلام ہوں، تنہائی بڑی نعمت ہے۔ ہمیں چاہیے اِس منافق دنیا سے نکل کر مالک کی رحمتوں میں آ جائیں۔ اپنی آنکھوں کو سکون دیں ندامت کے اشکوں سے اور دل کو قرار دیں بہترین ہم نشیں سے اور کہیں:

اے میرے فریادرَس! ہر بے چینی کے وقت
اے میری پناہ گاہ! ہر مصیبت کے وقت
اے میرے ہم نشیں! ہر وحشت کے وقت
اے میری آخری اُمید! جب سب ختم ہو چکا ہو
اے میرے فریادرَس!
اے میرے فریادرَس!

اللہ کو خوب پکاریں، ہر لمحہ ہر وقت چپکے چپکے اللہ سے لو لگائیں۔ اپنے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی معافی اور رِستے زخموں کی دوا کر لیں۔ مولیٰ سے دوریاں مٹائیں اور اللہ سے کہیں: "مالک! میرے صبح و شام بدل دیجیے۔ میرے غم کی کوئی دوا کیجیے۔"

کئی دن سے کوچۂ ذات میں کسی دشتِ غم کا پڑاؤ ہے
کوئی شام مجھ میں قیام کر، میرا رنگ روپ نکھار دے

رمضان آیا ہے

شمائلہ شکیل

خدا رحمٰن کا تحفہ، سنو! رمضان آیا ہے
محبت سے بھرے رب کے کئی پیغام لایا ہے

چراغاں ہی چراغاں ہے خوشی سے آسمانوں پر
وہاں تیرے لیے جنت کا ہر گوشہ سجایا ہے

جدھر دیکھو ہے سرشاری سکوں دھرتی پہ آ اترا
ہوائیں گنگنائی ہیں فضا میں نور چھایا ہے

کہیں آوازِ قرآں کی، کہیں خاموش سجدے ہیں
تہجد کا دعاؤں کا یہ منظر دل کو بھایا ہے

رکھا اک فرض کا بدلہ ہے ستر کے ترازو میں
نوافل کی جزاؤں کو فرائض تک بڑھایا ہے

خلل ڈالے عبادت میں بھلا شیطان اب کیسے
جکڑ کر آہنی بند میں اسے قیدی بنایا ہے

سبھی بکھری ہیں تاویلیں مکر کے جال ہیں ٹوٹے
نمازی اتنے مسجد میں فلک بھی مسکرایا ہے

نہ کھایا نہ پیا کچھ بھی یہ روزہ تو عبادت ہے
مرے رب کی اطاعت میں سبھی نے سر جھکایا ہے

بہانے ہی بہانے ہیں معافی کے لیے تیری
کہ رحمت کے سمندر نے بڑا ہی جوش کھایا ہے

جہاں بستے تھے سنّاٹے وہاں رونق ہے سحری کی
شہنشاہ کی محبت نے کرشمہ کیا دکھایا ہے

یہ سورج ڈوبتے ہی گہما گہمی سی ہے مسجد میں
مجھے لگتا کہ خلوت کا مناسب وقت آیا ہے

یہ لازم ہے کرو شامل انھیں سب اپنے مالوں میں
کہ اقصیٰ کے بیٹوں نے ترا قرضہ چکایا ہے

یہ امت لاڈلی رب کی شبِ رحمت جو دی اس کو
اخیری طاق راتوں میں خزانہ یہ چھپایا ہے

بچے دامن گناہوں سے، ہدایت پہ رہیں قائم
یہی اس ماہ کا حاصل، جو محنت سے کمایا ہے

روزہ اور صحت

حکیم شمیم احمد

روزہ ایک تربیتی کورس

جسمانی اعتبار سے روزہ انسانی صحت کے محافظ کا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ انسان کے جملہ نظاموں کی خرابی کی اصلاح کر کے ان کے افعال کو درست کرتا ہے، جس کی بدولت اس میں ایک نئی قوت جنم لیتی ہے، جو امراض کا دفاع کر کے انسانی جسم کو پروان چڑھاتی ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے روزہ انسانی اخلاق، کردار، گفتار اور حسنِ سلوک پر بہت عمدہ اثر ڈالتا ہے۔ اس سے انسانوں میں باہمی بھائی چارگی اور محبت کی فضا قائم ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان روزہ فقط اللہ کی رضا کے لیے رکھتا ہے، کیوں کہ دینِ اسلام کا مقصد انسان کو ایک اعلیٰ زندگی پر گامزن کرنا ہے۔ اس لیے روزہ اس کا تربیتی کورس بن جاتا ہے۔ اگر ہمیں روزے کے حقیقی مقصد یعنی تقویٰ کا پاس ہو تو ہم ہر قسم کے فواحش، منکرات سے بھی پرہیز کریں، جس سے ہمیں احساس ہوگا کہ ہم زندہ قوت ارادی کے مالک ہیں۔

ہم نہیں، عادتیں ہماری غلام ہیں

آیئے! ہم سائنس کے تناظر میں دیکھتے ہیں کہ روزہ کس طرح ہماری صحت مندی میں مدد دیتا ہے اور صحت کا محافظ ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ رمضان المبارک کے دوران ہماری غذائی عادتیں بدل جاتی ہیں۔ روزوں سے جسم پر جو مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ اہم خون کے روغنی مادّوں میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں، خصوصاً دل کے لیے مفید چکنائی ایچ۔ڈی۔ایل کی سطح میں تبدیلی بڑی اہمیت کی حامل ہے، کیوں کہ اس سے دل اور شریانوں کو تحفّظ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح دو مزید چکنائیوں ایل ڈی ایل اور ٹرائیگلیسرائیڈ کی سطحیں بھی معمول پر آجاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان المبارک غذائی قابو پانے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے اور اس میں روزوں کی وجہ سے چکنائی کے استحالے میٹابولزم کی شرح بھی بہت کم ہو جاتی ہے۔

حیاتیاتی برکات

روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادّے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں کمزور لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں۔ اس طرح روزے سے متعلق بہت سی اقسام کی حیاتیاتی برکات کے ذریعے ایک دبلا پتلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے اور موٹے لوگ روزے کی عمومی برکات کے ذریعے اپنا وزن کم کر سکتے ہیں۔

علمُ الخلیات کا نقطۂ نظر

روزے کے دوران اکثر لوگوں کو غصے اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرتے دیکھا گیا ہے، جس کا سبب روزے کو گردانتے ہیں، مگر اس بات کو یہاں پر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ان باتوں کا روزہ اور اعصاب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی صورتِ حال انسانوں کے اندر انانیت یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دورانِ روزہ ہمارے جسم کا اعصابی نظام بہت پُر سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے، نیز عبادات کی بجاآوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں زیادہ خشوع و خضوع اور اللہ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح دورِ حاضر کے شدید اور پیچیدہ مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں، تقریباً ناپید ہو جاتے ہیں۔ علمُ الخلیات کے نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لعاب بنانے والے غدود غدہ تیموسیہ اور لبلبہ شدید بے چینی سے ماہِ رمضان کا انتظار کرتے ہیں، تاکہ روزے کی برکت سے انھیں کچھ ستانے کا موقع مل جائے اور آئندہ مزید کام کرنے کے لیے اپنی توانائی اکٹھی کر سکیں۔ اللہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا: کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا حلال وطیّب کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔“ کھانے اور اچھے کام کرنے کو اس آیت میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک ساتھ بیان فرمایا، جو کوئی اس نیت سے کھانا کھائے کہ مجھے علم و عمل کی قوّت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت حاصل ہو، اس کا کھانا بھی عبادت ہوگا۔

اسلام ایک کامل مذہب ہے

قرآنِ حکیم کی یہ آیت كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا پورے علمِ طب پر دلالت کرتی ہے، یعنی کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ اسلام میں روزے کو مؤمن کے لیے ذریعۂ شفا قرار دیا ہے، جب سائنس دانوں نے اس پر تحقیق کی تو چونک اُٹھے اور تسلیم کیا کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ فرانس میں آج بھی یہودی ایک پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں، اس کا مقصد یہ تحقیق کرنا ہے کہ اسلام کے اندر کیا کیا اچھائیاں ہیں، جنھیں ہم اسلام قبول کیے بغیر اپنالیں۔ اس پر عمل کرتے ہوئے یہودی باقاعدہ مہینہ بھر روزہ رکھتے ہیں۔

روزہ ایک انمول شفا ہے

ذیابطیس کے مریضوں کو سحری و افطاری کے علاوہ رات کو بھی کھانا کھالینا چاہیے، بوقتِ سحر کم چکنائی والا پراٹھا، انڈے کی سفیدی تھوڑا گوشت، بغیر بالائی دودھ استعمال کریں۔ چائے اور کینڈرل استعمال کرلیں، چینی مکمل بند رکھیں۔ افطاری میں ایک کھجور، آدھ کپ بغیر چینی فروٹ چاٹ، چنے یا دہی بڑے مقرّرہ مقدار کے مطابق ایک کپ لسی یا لیموں کا پانی کینڈرل ملا کر استعمال کرلیں۔ مقرّرہ ادویہ کے ساتھ اسپغول کی بھوسی اور مغز جامن کا سفوف تین تین گرام سحر و افطار پانی سے استعمال کریں، جو مریض خوراک یا گولیوں سے اپنا علاج کروا رہے ہیں ان کے لیے روزہ ایک انمول شفا ہے، البتہ انسولین لینے والے اپنے معالج سے مشورہ ضرور کریں۔

روزہ امراض میں صحت کی ضمانت ہے

پوپ ایلف گال، ہالینڈ کا سب سے بڑا پادری گزرا ہے۔ روزے کے متعلق اپنے تجربات کچھ اس طرح بیان کرتا ہے کہ اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے اس طریقہ کار کے ذریعے جسمانی اور وزنی ہم آہنگی محسوس کی۔ میرے مریض مسلسل مجھ پر زور دیتے ہیں کہ میں انھیں کچھ اور طریقہ بتاؤں، لیکن میں نے یہ اصول وضع کرلیا ہے کہ ان میں وہ مریض جو لاعلاج ہیں، ان کو تین روزے نہیں بلکہ ایک مہینے تک روزے رکھوائے جائیں۔ میں نے شوگر، دل کے امراض اور معدہ میں مبتلا مریضوں کو مستقل ایک مہینے تک روزے رکھوائے۔ شوگر کے مریضوں کی حالت بہتر ہوئی، ان کی شوگر کنٹرول ہوئی، دل کے مریضوں کی بے چینی اور سانس کا پھولنا کم ہو گیا۔ سب سے زیادہ افاقہ معدہ کے مریضوں کو ہوا۔ فارما کولوجی کے ماہر ڈاکٹر ''لوتھر'' نے روزے دار شخص کے معدے کی رطوبت لی اور اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروایا، ان میں انھوں نے محسوس کیا کہ وہ غذائی متعفّن اجزا (Foodsepticparticles) جس سے معدہ تیزی سے امراض قبول کرتا ہے، بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ روزہ جسم اور خاص طور معدے کے امراض میں صحت کی ضمانت ہے۔ مشہور ماہرِ نفسیات ''سگمنڈ فرائیڈ'' فاقہ اور روزے کا قائل تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ روزہ دار آدمی کا جسم مسلسل بیرونی دباؤ کو قبول کرنے کی صلاحیت پالیتا ہے۔ روزہ دار کو جسمانی کھچاؤ اور ذہنی تناؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

شربتِ بادام سے فرحت و تسکین

رمضان میں شربتِ بادام کا استعمال کئی لحاظ سے مفید ہے۔ اس سے دل کو انتہائی فرحت و تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اس شربت کو خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے۔ نسخہ نوٹ فرمالیں: بادام قسمِ اعلیٰ ایک پاؤ لے کر چند گھڑی گرم پانی میں ڈال کر نکال لیں، اس طرح چھلکا آسانی سے اتر جائے گا، پھر ان باداموں کو پیس کر دو بوتل عرقِ بید مشک خالص اور دو بوتل عرقِ گلاب میں شامل کر کے جوسر کے ذریعے یکجان کرلیں اور پھر قلعی دار دیگچی یا اسٹیل کے برتن میں تیار شدہ جوس کو ڈال کر حسبِ ضرورت چینی شامل کر کے قوام بنالیں۔ قوام ٹھنڈا ہونے پر چھوٹی الائچی پیس کر چھڑک دیں، شربت تیار ہے۔

باب الرّیّان

غیر مسلموں کے یہاں روزہ رکھنے کی غرض وغایت صرف دنیاوی فائدہ حاصل کرنا ہے، جب کہ امتِ مسلمہ کا مقصد اللہ کی رضا خوشنودی، تقویٰ اور پرہیزگاری حاصل کرنا ہے۔ ایک موقع پر حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ''ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے عقبیٰ۔'' آپ پورا قرآن پڑھ جائیں، اللہ ربُّ العزت نے جہاں جنّت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا، وہاں ساتھ ہی ساتھ متّقیوں کا ذکر فرما کر ان نعمتوں کو متّقیوں کے ساتھ مختص کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کے لیے جنّت میں خاص دروازہ بنایا ہے، جس کے ذریعے جنّتیوں کو داخل کیا جائے گا، اس کو ''باب الرّیّان'' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

روزے کی طبّی اہمیت

طبِّ یونانی کے علاوہ مغرب کے بلند پایہ ڈاکٹر بھی روزے کی طبّی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ غذا کے ہضم ہونے میں بدن کی جو قوت صرف ہوتی ہے، روزہ رکھنے کی صورت میں یہی قوت بدن سے فاسد اور ردّی مادّوں کو خارج کرتی ہیں، جس سے جسم پاک صاف ہو جاتا ہے۔ پرانے امراض مثلاً دائمی نزلہ، ذیابطیس، ہائی بلڈ پریشر اور معدہ کی خرابی میں روزہ بہت ہی مفید اثرات مرتب کرتا ہے، اس سے بدن کی قوتِ مدافعت کو اس قدر طاقت ملتی ہے کہ سال بھر تک بدن صحت مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ جو غیر شادی شدہ ہیں، روزہ رکھنے سے ان کے اندر نظم وضبط، صبر اور ضبطِ نفس پیدا ہو جاتا ہے۔ روزے دار کمزوری کے خیال سے خوب کھاتے ہیں۔ افطاری کے وقت پکوڑے، سموسے، مٹھائی، کھجور اور پھل وغیرہ شوق سے کھاتے ہیں، پھر کھانے میں گھی میں پکے مختلف اقسام کے کھانے بڑے مزے سے کھائے جاتے ہیں۔ سحری میں پراٹھے، انڈے، گوشت پھینی کھجلہ وغیرہ سے کام و دہن کی تواضع کی جاتی ہے، جس سے کھٹّی ڈکاریں آنے لگتی ہیں، طبیعت میں بوجھل پن ہوتا ہے اور معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے رمضان المبارک میں ہلکی غذا استعمال کرنا سب سے عمدہ ہے، خاص طور پر ایسی غذائیں جس میں گھی وغیرہ کی مقدار برائے نام ہو۔ افطار کے وقت کھجور اور نمک استعمال کریں، کیوں کہ انسان تمام دن روزے سے ہوتا ہے، اس لیے جسم میں نمک کی کمی ہو جاتی ہے اور جسم نمکین چیزوں کا طالب ہوتا ہے، تاکہ اس کی کمی پوری کرسکے۔ کھجور سے روزہ افطار کرنا سنّت ہے، کیوں کہ یہ دن بھر کی کمزوری کو دور کردیتی ہے۔ انگور اور انار میں بھی غذائی اور قوت بخش حرارے ہیں، جو روزے دار کو توانائی بخشتے ہیں۔ افطار کے وقت چائے اور دودھ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ آلو، بینگن، ماش کی دال، چنے وغیرہ کھانے سے پرہیز کریں، ہلکی مرچ کا پلاؤ یا کھچڑی کھائیں۔ صبح سحری میں ہلکا پھلکا کھانا کھائیں خاص طور پر دہی، سبزی اور بکرے کے گوشت کا شوربہ، پیالی بھر چائے نہایت مفید ہے۔

اعتکاف

میمونہ عظیم

ویسے اعتکاف تو عام دنوں میں بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اعتکاف چاہے (مسنون ہو یا نفلی) فضیلت سے خالی نہیں، البتہ مسنون اعتکاف کی فضیلت بسببِ سنت اور ماہِ رمضان کی مناسبت سے بڑھ جاتی ہے اور یہ اعتکاف صرف مردوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، عورتیں بھی اپنے گھروں میں اعتکاف کی فضیلت حاصل کرسکتی ہیں۔

فضیلتِ اعتکاف

تزکیۂ نفس میں معاون: اعتکاف نفس وروح کی پاکیزگی کا سبب ہے، کیوں کہ جب خالق سے رابطہ بڑھ جاتا ہے تو نفس بھی تابع رہتا ہے اور روح کا تزکیہ بھی ہوجاتا ہے۔

گناہوں کی معافی کا بہترین موقع: اعتکاف گناہوں کی معافی اور قلبی تسکین و صفائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

اللہ کے قرب کا ذریعہ: اعتکاف ریاکاری سے خالی اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے ہو تو خدائے ذوالجلال کے تقرّبِ خاص کا ذریعہ بھی ہے۔

آخرت کی تیاری: اعتکاف کے لیے خود کو فارغ کرنا اور دنیوی مشغولیات سے نظر ہٹا کر عبادات میں مصروف رہنا، دراصل عالمِ آخرت کی فکر دلانے کی طرف مشیر ہے، پھر یوں اعتکاف کے ذریعے اُخروی تیاری کا بھی سامان بن جاتا ہے۔

سنت پر عمل: آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے، جو شخص اعتکاف کرے گا وہ اور فضائل کے ساتھ سنتِ رسول ﷺ پر عمل کا بھی ثواب پائے گا۔

لیلۃ القدر کی جستجو: اعتکاف مسنون کا تعلق چوں کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کے ساتھ ہے اور لیلۃ القدر بھی آخری عشرے کے ساتھ مخصوص ہے تو گویا کہ اعتکاف کرنے والا خود کو لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کی جستجو میں فارغ کرتا ہے اور یہ شرف وفضیلت معتکفین کو حاصل ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔

دعاؤں کی قبولیت: اعتکاف کی حالت میں دعاؤں کی قبولیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، یہ بہترین موقع ہے کہ اللہ جلّ شانہ سے دنیا و آخرت کی خیر طلب کی جائے۔

اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی وہ سنت ہے، جو مواظبت کے ساتھ اختیار کی گئی اور یہ صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہنّ سے بھی ثابت ہے۔

مردوں کے لیے تو سنت اعتکاف مسجد میں کرنا ضروری ہے، البتہ خواتین اپنے گھر کی چار دیواری میں ایک مخصوص جگہ پر اعتکاف کرسکتی ہیں، مگر یاد رہے! وہاں سے بلاضرورت نکلنا خواتین کے اعتکاف کے لیے بھی ناقص (توڑنے والا) ہوگا۔ اگر وہ جگہ پہلے سے نماز کے لیے مخصوص ہو، اکثر وبیشتر نماز وہاں ادا کی جاتی ہو یا گھر میں کوئی بھی پاک اور خالی جگہ اعتکاف کے لیے مخصوص کی جاسکتی ہے۔

چند ضروری مسائل:

عورتیں مسجد کی بجائے گھر کے کسی بھی پاک حصے کو اعتکاف کے لیے مختص کرسکتی ہیں۔

طہارت شرط ہے: اعتکاف والی عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے اور اگر آخری عشرے میں ماہواری کا قوی امکان یا عادت ہو تو اعتکاف نہ کرے۔ اگر اعتکاف کے دوران حیض آگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

نیت اور روزہ:

اعتکاف کی نیت زبان سے ضروری نہیں، دل میں بھی کی جاسکتی ہے۔ البتہ روزہ شرط ہے کیوں کہ یہ مسنون اعتکاف بغیر روزے کے نہیں کیا جاسکتا، چاہے مرد اعتکاف کرے یا عورت۔

شوہر کی اجازت:

اگر عورت شادی شدہ ہے تو نفلی یا مسنون اعتکاف کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہوگی۔ اجازت کے بغیر نفلی نماز کی طرح اعتکاف بھی درست نہیں اور شوہر کو چاہیے کہ خوامخواہ عورت کو مجبور کرکے اس فضیلت سے محروم نہ کرے۔

مسنون اعتکاف:

سنت اعتکاف آخری عشرے کا ہے، جو بیس رمضان کو غروبِ آفتاب کے وقت سے عید کا چاند نظر آنے تک رہے گا۔

نفلی اعتکاف متعین ایّام کے ساتھ مخصوص نہیں، وہ کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے، لیکن عورت کے لیے شوہر کی اجازت دونوں یعنی نفلی و مسنون اعتکاف میں ضروری ہوگی۔

گھریلو کام کاج:

اعتکاف کے لیے چوں کہ ایک جگہ مخصوص کی جاتی ہے اور اس کا حکم مسجد کا سا ہوتا ہے، جیسے کہ مرد حضرات کے لیے بلاضرورت و بغیر حاجتِ شدیدہ مسجد سے باہر نکلنا اعتکاف کو توڑ دیتا ہے، اسی طرح خواتین کے لیے بھی اس مخصوص مکان سے نکلنا اسی طرح گھر کے کام کاج میں مصروف رہنا اعتکاف کو توڑ دے گا، البتہ اگر کام کاج والا کوئی نہ ہو تو عورت پہلے سے انتظام کر لے اور وہیں آٹا بھی گوندھ سکتی ہے اور کھانا بھی پکا سکتی ہے۔ اسی طرح اگر افطاری و سحری کے وقت کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو عورت بقدرِ ضرورت باہر نکل کر کھانا لاسکتی ہے، لیکن وہاں نہ رُکے فوراً اندر آئے اور اندر کھانا کھائے، ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اعتکاف کے دوران گھریلو ذمے داریوں کو ادا کرنے کی اجازت ہے، لیکن حد سے زیادہ مشغول نہ ہو اور وہ اعتکاف کی مخصوص جگہ بھی ترک نہ کی جائے۔

غیر ضروری باتیں اور دنیوی امور:

اعتکاف کا اصل مقصد چوں کہ باری تعالیٰ کا قربِ خاص حاصل کرنا ہے۔ اس لیے غیر ضروری امور اور لغویات سے اجتناب کیا جائے۔

افضل یہ ہے کہ فرض و نوافل کے علاوہ فارغ اوقات ذکر و اذکار میں صرف کیے جائیں۔

اور موبائل کے غیر ضروری اور بے جا استعمال سے گریز کیا جائے۔

اعتکاف کی قضا:

اعتکاف کے دوران اگر عورت کے ایّام شروع ہو جائیں تو اعتکاف ختم ہو جائے گا، لیکن قضا لازم ہوگی۔ یعنی پاک ہونے کے بعد فقط ایک دن رات کا اعتکاف روزے کے ساتھ بطورِ قضا لازم ہوگا، یعنی ایک دن غروبِ آفتاب سے دوسرے دن غروبِ آفتاب تک۔۔۔!!

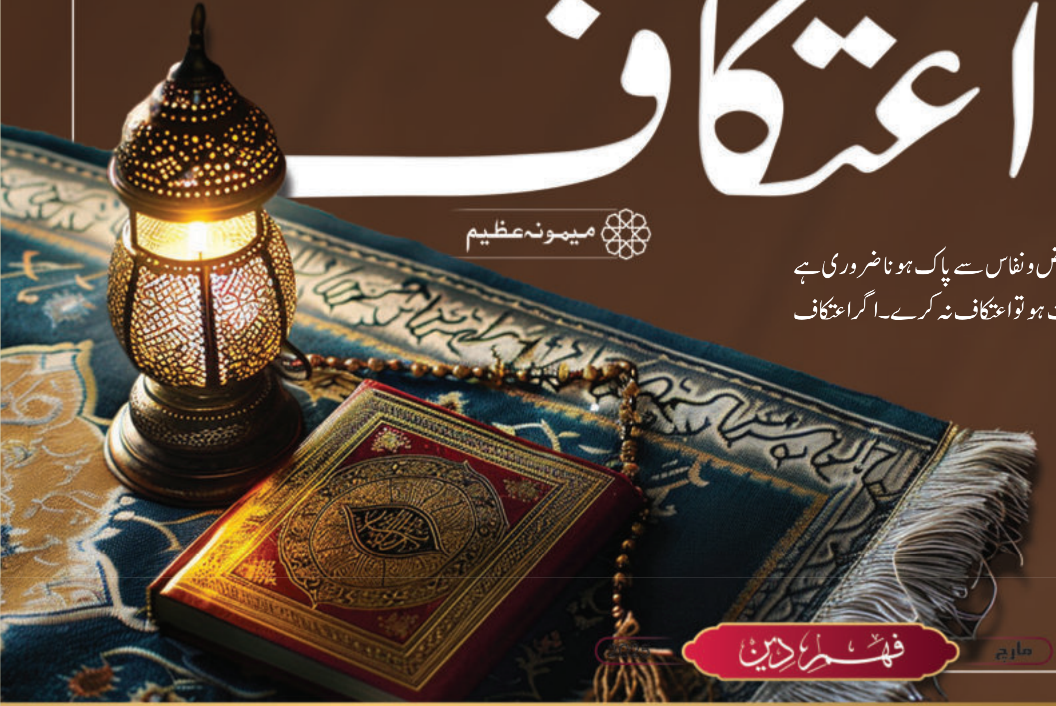

خوشبوں سے بھرا
Ramadan
Perfect
FRESHENER
ROOM FRESHENER
اصلي
ASLEE
LA PERFUME
DRY 300 ml e
Perfect
FRESHENER
ROOM FRESHENER
عود الليل
OUD AL LAYL
LA PERFUME
DRY 300 ml e
Perfect
FRESHENER
ROOM FRESHENER
Ghilaaf-e-Kaaba
LA PERFUME
DRY 300 ml e
Perfect
FRESHENER
ProudlyMadeInPakistan

اخلاص

بیگم سیدہ ناجیہ شعیب احمد

کسی بھی نیک عمل میں محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ارادہ کرنا اِخلاص کہلاتا ہے۔ خلوص، خالص کا منبع ہے، جس کے کئی معنی بنتے ہیں، جیسے: حقیقی محبت، سچا لگاؤ، دلی تعلق، اخلاص، صداقت، پاکیزگی، بغیر کسی دکھاوے کے، بے لوث، بے غرض دوستی، الفت، بے ریائی۔

جس عمل سے مقصود صرف ریاکاری ہو، اس کا قطعی طور پر گناہ ہوگا اور وہ اللہ کی ناراضی اور عذاب کا سبب ہے۔

اور جو عمل خالصتاً اللہ کے لیے کیا جائے گا، وہ مؤجبِ رضائے الٰہیہ اور باعث اجر و ثواب ہے۔

دورِ حاضر میں چہار سُو عالمِ نفسا نفسی ہے، کشاکشی چھائی ہوئی ہے، کسی کو کسی سے کوئی مطلب نہیں، ہر ایک اپنے ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے تگ و دو کر رہا ہے۔ دین و مذہب اور اسلامی بھائی چارے کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ مسلمان کے دل سے مسلمان کی خیر خواہی، بھلائی کے تصور کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ حالاں کہ ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ” دین اخلاص و خیر خواہی کا نام ہے۔“ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ”یارسول اللہ (ﷺ)! کس کی خیر خواہی؟“ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے احکام اور عام مسلمانوں کی!“

بقول شاعر

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز ہو نہ اخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

خلوص اور خیر خواہی یعنی جس کے ساتھ جو معاملہ ہو خلوص اور خیر خواہی پر مبنی ہو، اس میں کھوٹ اور ملاوٹ کا رتی بھر شائبہ نہ ہو۔

امام خطابی فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص و خیر خواہی کا معاملہ کرنا در حقیقت خود بندے کا اپنی ذات سے خیر خواہی کرنا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کسی خیر خواہ کی خیر خواہی سے غنی ہے، بے نیاز ذات ہے۔“

پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ اخلاص و خیر خواہی کا مطلب ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی جائے اور آپ ﷺ جو کچھ خالقِ کائنات کی جانب سے لائے ہیں، اس پر من و عن ایمان لایا جائے۔ آپ ﷺ کے امر و نہی کی بلا چوں چراں اطاعت کی جائے، آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی اور بعد از وفات بھی آپ ﷺ کی نصرت و مدد کی جائے۔ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے، آپ ﷺ کی بھولی بسری سنتوں کو یاد کر کے اس پر سختی سے عمل پیرا ہوا جائے، آپ ﷺ کی شریعت کی ہر ممکن نشر و اشاعت کی جائے، اس پر کیے گئے اعتراضات کی کھل کر نفی کی جائے، علومِ شرعیہ کی تحصیل کو شعار بنایا جائے، ان میں تفقہ حاصل کیا جائے، ان کی دعوت و ترغیب دی جائے، ان کی تعلیم و تعلم میں شفقت و لطف سے کام لیا جائے، ان کی عظمت و جلالت کو ملحوظ رکھا جائے۔ آپ ﷺ کے اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پُرخلوص محبت رکھی جائے، جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کے مقابلے میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نکتہ چینی کرے، اس سے کنارہ کشی کی جائے اور اس نوعیت کے دیگر امور پر اخلاص، محبت اور عقیدت کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

کلامُ اللہ کے ساتھ خلوص و خیر خواہی کا مطلب ہے، اس بات پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل فرمودہ کلام ہے، مخلوق کا کوئی کلام اس کے مشابہ نہیں، مخلوق میں کوئی اس کی مثل لانے پر قادر نہیں! قرآن پاک کی تعظیم کرنا، وقتِ تلاوت خشوع و خضوع اختیار کرنا، تلاوت میں حروف و الفاظ ادائیگی کا خاص خیال کرنا، تحریف کرنے والوں کی غلط تأویلات اور طعنہ کرنے والوں کے طعن کا جواب دے کر قرآنِ کریم کی مدافعت کرنا، قرآن کے تمام مضامین پر ایمان رکھنا، اس کے احکام کو قبول کرنا، اس کے علوم و امثال کو سمجھنا، اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرنا، اس کے عجیب مضامین اور پہلوؤں پر غور و فکر کرنا، اس کے احکام پر عمل کرنا، اس کے متشابہ کو تسلیم کرنا، اس کے عموم و خصوص اور ناسخ و منسوخ کی تفتیش کرنا، اس کی تعلیمات کو سیکھ کر پھیلانا اور سیکھنے کی دعوت دینا۔

اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی دنیا و آخرت کے مصالح میں ان کی رہنمائی کی جائے، ان کی ایذارسانی سے بچا جائے، دین و دنیا کی جس چیز سے وہ ناواقف ہوں، اس کی ان کو تعلیم دی جائے اور اس میں قول و فعل کے ذریعے ان کی اعانت کی جائے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے، ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کیا جائے، ان سے نقصان دہ چیزوں کو دفع کیا جائے، ان کے منافع کی تحصیل میں کوشش کی جائے۔ نرمی، اخلاص اور شفقت کے ساتھ ان کو امر بالمعروف کی تلقین اور نہی عن المنکر سے روکا جائے۔ بڑوں کی عزت کی جائے، چھوٹوں پر شفقت کی جائے، عمدہ نصیحت کے ذریعے ان کی تربیت کی جائے، ان سے کینہ و بغض و حسد نہ کیا جائے، ان کے لیے خیر کی انہی باتوں کو پسند کیا جائے، جن کو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے ان تمام چیزوں کو ناپسند کرے، جن کو اپنے حق میں ناپسند کرتا ہے۔ ان کے مال و آبرو کی حفاظت کی جائے، خیر خواہی کی جو انواع اوپر بیان ہوئی ہیں، ان کو ان کے اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے اور طاعات و عبادات میں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ وہ شمائل و خصائل ہیں، جن کو اپنانے سے معاشرہ رشکِ ملائکہ بن سکتا ہے، مگر افسوس! کہ امتِ محمدیہ ﷺ کی اس طرف بالکل توجہ نہیں۔ اسی کا شاخسانہ ہے کہ مسلمان، مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو رہا ہے، آبرو پامال ہو رہی ہیں، عزتیں اُچھالی جا رہی ہیں۔

تجدیدِ عہدِ رمضان

انیسہ عائش

رِدا کی نظر سامنے بیٹھے بچوں پر تھی جو رمضان کی آمد کی نوید سن کر خوشی خوشی منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ رمضان میں یہ کریں گے، وہ کریں گے۔۔۔بے ساختہ ہی ایک مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کر گئی۔ سوچ کا پرندہ پرواز بھرتا رِدا کو اس کے لڑکپن کے منظر میں لے آیا۔

◆◆◆

"دادی اماں! آج میرا پندرھواں روزہ ہے۔" رِدا نے دادی کو مخاطب کیا جو اپنی بہوؤں اور پوتیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی اپنے مخصوص نرم انداز میں روزے کی ترغیب دے رہی تھیں، رِدا کی آواز سن کر اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔ "ماشاءاللہ! میری بیٹی تو بہت اچھی بچی ہے۔" انھوں نے اس کی پیشانی پر پیار کیا اور سب کے سامنے اس کو سراہا تو وہ کھل اُٹھی۔ شام کو دادی اماں نے رِدا کی امی کو خاص اس کی پسند کے پکوان بنانے کی تاکید کی اور خود بھی اسے انعام دیا۔ اس ستائش اور پذیرائی نے رِدا کی روزے سے جڑی محبت کے جذبے کو مزید مضبوط کر دیا تھا۔

◆◆◆

یہ قصور شہر کے وسط میں ایک واقع عمارت ہے، جس کی نیم پلیٹ پر "عبدالرحمان ہاؤس" درج ہے۔ اس عمارت کے داخلی دروازے سے داخل ہوں تو سامنے تین گھر بنے نظر آتے ہیں، جو لان اور مشترکہ صحن کی صورت ملے ہوئے ہیں۔ یہ عمارت ایک ایک احاطے کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ یہ گھر چودھری عبدالرّحمان کے تین بیٹوں کے ہیں، جہاں وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ چودھری عبدالرّحمٰن کی وفات کے بعد ان کی بیگم اب اس گھر کی سربراہ ہیں۔ بیگم عبدالرّحمٰن نرم رُو اور بے ضرر قسم کی خاتون ہیں جو گھریلو معاملات میں کم ہی مداخلت کرتی ہیں اور اپنے معمولات میں مگن رہتی ہیں۔ ان کا رویّہ اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ نہایت مشفقانہ اور محبت آمیز ہے۔ وہ عموماً ان کی معاشرتی اور اخلاقی تربیت کی خاطر نصیحت کرتی رہتی ہیں۔ ماہِ رمضان کے آتے ہی ان کی فکر خصوصاً بڑھ جاتی ہے۔ وہ تمام گھر والوں کو پاس بٹھا کر رمضان کے حوالے سے سنجیدہ ہدایات جاری کرتی ہیں۔ ان کی بہوئیں اور اولادیں الگ الگ مزاج رکھتے ہیں۔ ان کی بڑی بہو اور ان کی اولاد تابعدار قسم کی ہیں، سو دادی اماں کی باتوں کا گہرا اثر لیتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ درمیان والی بہو اور ان کے بچے درمیانہ مزاج رکھتے ہیں۔ دادی اماں کی باتوں کا کچھ دن تو اثر رہتا ہے، پھر بھول بھال جاتے ہیں۔ آخر میں آتی ہے سب سے چھوٹی بہو! وہ کھلی ذہنیت اور ماڈرن قسم کی خاتون ہیں جو ساس اماں کی تبلیغ و ترغیب سے خاصی بور ہوتی ہیں اور ان کی نصیحتیں اس پہ گراں گزرتی ہیں، مگر ماں کے برعکس پوتی دادی سے لگاؤ رکھتی ہے۔ دادی کے دیکھا دیکھی رِدا نے بھی نماز، روزہ شروع کر دیا۔ رِدا کی ماما کو اس کا دادی کی صحبت میں رہنا پسند نہیں، مگر اس معاملے میں ان کا ماما والا رعب نہیں چلتا کہ رِدا کو اپنے بابا کی پوری حمایت حاصل ہے۔

◆◆◆

اس بار بھی رمضان کی آمد تھی، مگر بیگم عبدالرّحمٰن کی مسرّت اور مستعدّی کا عالم ہی اور تھا، کیوں کہ ان کی دلی مراد بر لے آئی تھی۔ اس رمضان انھوں نے عمرے کا ارادہ کیا تھا جو پورا ہو گیا تھا۔ ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ انھوں نے جانے سے پہلے ایک نشست بلائی اور رِقّت آمیز انداز میں سب کو نصیحت کرتی اور دعائیں دیتی روانہ ہو گئیں۔ ان کے جانے کے بعد گھر کے معمول میں زیادہ فرق نہیں آیا تھا۔ ہاں! البتہ چھوٹی چچی خاصی شاداں و فرحاں دِکھائی دے رہی تھیں۔

رِدا کے امتحانات اس بار رمضان میں تھے، مگر وہ روزے رکھ رہی تھی۔ سحری کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ کتابیں اٹھاتی اور اسٹڈی روم میں بند ہو جاتی، جہاں سے صرف نماز اور افطار کے وقت ہی نکلتی۔ اس کی ماما صرف دینداری سے ہی بے زار تھیں، مگر دوسرے معاملات میں بے حد خیال رکھنے والی ماما تھیں۔ اس کی پڑھائی اور صحت کے بارے میں بے حد فکر مند رہتیں۔ اب بھی وہ اس کے روزے رکھنے پر رضامند نہیں تھیں۔ جون کا مہینہ تھا سو گرمی اور پیاس نہ لگے، یہ ممکن ہی نہیں تھا، اس لیے وہ اسے روزے چھوڑ دینے پر زور دے رہی تھیں۔

"اتنی مشکل پڑھائی اوپر سے تم روزے رکھو گی تو بیمار پڑ جاؤ گی۔"

"مگر ماما! میں روزہ نہیں چھوڑوں گی۔" رِدا بھی ڈٹی ہوئی تھی۔ وہ اس کی ثابت قدمی پر جز بز ہو کر رہ گئیں۔

"دادی کی چچی نہ ہو تو۔۔۔" (وہ زیرِ لب بڑبڑائیں) اب کون سا کوئی پوچھنے والا ہے بیٹا! کسی کو کیا پتا لگنا کہ آپ روزے رکھ رہی ہو یا نہیں؟ رِدا خاموشی سے وہاں سے اُٹھ آئی۔ دوپہر تک تو دن گزر جاتا، مگر اس کے بعد رِدا کی ہمت جواب دینے لگتی۔ شدید پیاس محسوس ہوتی۔ سر میں درد ہونے لگتا۔ ماما کی باتیں سن کر شیطان اس کے ذہن میں وسوسے ڈالتا کہ اتنی گرمی ہے، چھوڑو روزے۔ وہ دیکھو روزی، سبرینہ آپی، آفاق بھائی بھی تو روزے نہیں رکھ رہے اور میرے پاس تو اتنا سولڈ ریزن (ٹھوس وجہ) ہے کہ میرے ایگزام (امتحان) ہیں، میں تو چھوڑ

صفحہ نمبر 29 پر

واللہ معکم

حفصہ محمد فیصل

"شمع ! آج چاند رات ہے۔ رات کی روٹیاں جلدی ڈال لینا، بچوں کو تراویح کے لیے بھی بھیجنا ہے۔ بہت سست روی سے کام کر رہی ہو آج کل۔" میمونہ بیگم بہو کو حکم صادر کرتے ہوئے بولیں۔

شمع کی شادی کو بارہ سال ہو چکے تھے اور اب تک ساس امی اسے سست روی کے طعنے دینا نہیں بھولتی تھیں، حالاں کہ کاموں کے بوجھ نے شمع کو انتہائی کم زوری کا شکار کیا ہوا تھا۔ شوہر سے وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی، کیوں کہ آمدنی اتنی محدود تھی کہ اس میں کوئی ماسی رکھنا ممکن نہ تھا۔ ساس امی کی طرف سے کسی قسم کی بھی سپورٹ نہیں تھی، حالاں کہ وہ تن دُرست و صحت مند تھیں، لیکن ہمارے معاشرے میں کئی خواتین ساس بننے کے بعد خود کو تخت، جھولے یا پھر چارپائی تک محدود کر لیتی ہیں اور صرف زبان کا استعمال کرنا فرض کر لیتی ہیں جو کہ ایک انتہائی غلط رَوِش ہے۔

رمضان المبارک کی شروعات تھی۔ تین اوپر تلے کے بیٹوں، ساس اور شوہر کے بیچ گھن چکر بنی شمع کے دل میں اس مبارک ماہ میں عبادت کی چاہ ہلکورے لے کر سر ابھارتی، مگر شمع پھر اسے تھپک تھپک کر سلا دیتی۔ کام تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتے تھے۔۔۔ آج چاند رات متوقّع تھی اور شمع وقت سے پہلے تمام کام سمیٹ لینا چاہتی تھی، لیکن بہت کوشش کے باوجود بھی وہ تھوڑا لیٹ ہو ہی گئی، جس پر اسے ساس امی کے ساتھ ساتھ میاں صاحب کی بھی باتیں سننے کو ملیں۔

"کاش ! آپ ہی دو میٹھے بول، بول دیتے، تھوڑی سی حوصلہ افزائی کر دیتے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ آپ میرا ہاتھ بٹائیں یا مجھے کچھ مدد دلوائیں، لیکن بعض اوقات دو میٹھے بول اور حوصلہ افزائی عورت کو توانائی کا احساس دلا دیتی ہے اور وہ نئے سرے سے کاموں میں جُت جاتی ہے۔" شمع نے دل ہی دل میں میاں صاحب سے شکوہ کیا۔ ساس امی سے تو وہ عرصہ ہوا کچھ بھی کہنا چھوڑ چکی تھی۔ تینوں بیٹے ماں کو اس طرح بے وقعت ہوتا دیکھتے رہتے، لیکن ابھی چھوٹے تھے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ شمع دل سے چاہتی تھی کہ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرے کہ وہ عورت کی خصوصاً اپنی بیوی کی دل سے عزّت کرنا سیکھیں، لیکن اس کے پاس تو اپنے بچوں کے لیے بھی وقت نہیں بچتا تھا۔

مگر اب اسے کچھ کرنا تھا، اب کی بار ایسا نہیں ہوگا۔ وہ اس ماہ مبارک میں خوب عبادت بھی کرے گی اور اپنے بچوں کی تربیت کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرے گی، مگر یہ سب کچھ کیسے ہوگا؟ ایک سوچ ! ایک نظام الاوقات ! بار بار اس کے ذہن میں آ رہا تھا، جس کے لیے اسے ہمت کرنا تھا اور یہ بات آج چاند رات کو ہی سب کو بتانی تھی۔

شمع ! تمھیں کرنا ہے، تمھیں کہنا ہے۔۔۔ اگر آج نہیں کیا تو پورا ماہ اس جلن اور کڑھن میں نکل جائے گا۔

ہمت کر شمع !

ہمت کر۔۔۔

تراویح کے بعد سب کمرۂ ہال میں بیٹھے چائے نوش کر رہے تھے۔ ساس امی ننھے احمر کو گود میں لیے بیٹھی تھیں۔ عمر اور عون کھلونوں سے کھیل رہے تھے۔ حسن صاحب بھی چائے کے ساتھ ساتھ کسی دوست سے چیٹ میں مصروف تھے۔ شمع نے کھنکار کر گلا صاف کیا۔

"وہ میں آپ دونوں سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

میمونہ بیگم اور حسن صاحب شمع کے اس طرح تمہید باندھنے پر چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

حدیث مبارکہ ہے "جو شخص ماہِ رمضان میں اپنے مزدور یا خادم سے اُس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور اُسے آگ سے آزاد کر دے گا۔" (مشکوٰۃ، کتاب الصّوم)

جب کہ میں نہ اس گھر کی خادمہ ہوں، نہ ہی مزدور۔۔۔ میں آپ لوگوں کا حصہ ہوں اور اس گھر کی اہم فرد ہوں۔ میں اس رمضان المبارک میں آپ دونوں سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں، کچھ رعایت چاہتی ہوں۔

یہ حدیث سنانے کا مقصد بھی یہ تھا کہ اس ماہِ مبارک میں اللہ تعالی نے کیسے کیسے انعام واکرام کے وعدے کیے ہیں اور اس حدیث میں تو جہنم سے خلاصی کا کھلا پیغام ہے۔

"بھئی ! اتنی لمبی چوڑی تمہید کیوں باندھ رہی ہو، کھل کر بات کرو، کیا کہنا چاہتی ہو؟" میمونہ بیگم تیکھے لہجے میں بولیں۔

شمع ساس امی کے لہجے کو نظرانداز کرتے ہوئے دوبارہ گویا ہوئی۔

"امی ! میں صرف اس ماہ میں آپ کی تھوڑی سپورٹ اور مدد کی خواہاں ہوں۔"

"ارے ! کیا اب تم ان بوڑھی ہڈیوں سے کام کرواؤ گی؟"

"نہیں امی ! میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس ماہ میں کچھ نرمی برتیں، کھانا پکانے کی ذمے داریوں سے کچھ حد تک مجھے آزادی دیں اور بچوں کی دیکھ بھال میں تھوڑی سی مدد کروا دیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ سے بہت زیادہ راضی ہوں گے۔ ساتھ ساتھ حسن صاحب ! میں آپ سے بھی گزارش کرتی ہوں کہ یہ ماہ اللہ تعالی نے ہمیں بہت چن کر دیا ہے، اس کو کھانے پینے کی فرمائشوں میں ضائع ہونے سے بچانے میں میری مدد کیجیے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر سال پورے دن کچن اور گھر کی مصروفیت کی وجہ سے میرے پیروں میں رات کو اتنی سکت بھی نہیں ہوتی کہ میں تراویح بھی مکمل طریقے سے ادا کر سکوں، چہ جائیکہ مزید کچھ نفلی عبادات کر سکوں اور یہی پچھلے بارہ سالوں سے میرے دل میں آگ کا الاؤ بن کر مجھے پچھتاؤ میں دھکیل رہا ہے۔ نہ جانے اگلے سال میں اس ماہِ مبارک کو پا سکوں یا نہیں۔۔۔ لیکن اتنا تو میرا حق ہے کہ میں صرف ایک ماہ بنا کوئی روک ٹوک اور بنا کوئی فرمائشی پابندی کے اپنی مرضی سے اپنے اللہ کی عبادت کر سکوں۔" شمع بولتے بولتے

سسک پڑی۔
میمونہ بیگم اور حسن صاحب شمع کی باتیں سن کر دنگ رہ گئے۔ میمونہ بیگم کچھ کہنے ہی والی تھیں، ابھی وہ کچھ بولنے کے لیے پر تول ہی رہی تھیں کہ حسن صاحب بول پڑے۔
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو شمع! ہم وٹس ایپ پر خواتین کا ساتھ دینے، ان کا ہاتھ بٹانے کے پیغامات تو ادھر اُدھر فارورڈ کرتے ہیں اور تم یقین کرو ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ایک ایسا ہی میسج جس میں خواتین کو رمضان المبارک میں رعایت دینے کی بات تھی، اُسے ایک گروپ میں فارورڈ کر رہا تھا، لیکن عملی طور پر میں بہت پیچھے ہوں۔ تم نے یہ بات کر کے مجھے احساس دلایا کہ تم خواتین کا بھی اس ماہِ مبارک پر ویسے ہی حق ہے، جیسے ہم مردوں کا۔۔۔ تم کل ہی کسی ماسی سے ایک ماہ کے لیے بات کر لو، وہ گھر کے بڑے بڑے کام نمٹا دے گی اور ساتھ ہی روزانہ صرف دو ڈش کھانے میں بنیں گی۔ اس کے علاوہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو بازار سے آجائے گی اور کوشش یہی ہوگی کہ کھانے کی بجائے عبادات پر توجہ دی جائے۔" حسن صاحب ماں کی جانب دیکھتے ہوئے پُرعزم لہجے میں بولے۔
میمونہ بیگم بیٹے کی باتیں سُن کر حیران ہو رہی تھیں، جبکہ شمع نم آنکھوں سے اپنے پروردگار کی عنایتوں پر شکر گزار تھی کہ جس نے لمحے میں اس کے صاف دل اور اخلاصِ نیت پر اس کے شوہر کے دل میں اس کی باتوں کا اثر ڈال دیا تھا۔
شمع کے لبوں پر بے اختیار یہ آیت آ گئی۔

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

"اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا۔"

بقیہ

تجدیدِ عہدِ رمضان

سکتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔۔۔ مگر وہ گھبرا کر استغفار پڑھتی تو سارے وسوسوں کو جھٹک دیتی۔
افطار کے وقت ردا کو نڈھال حالت کو دیکھ کر مما خاموش نہ رہ پائیں۔ "اب تو تمہاری دادی بھی نہیں ہیں، اب تم کس کے لیے روزے رکھ رہی ہو۔" انھوں نے خفا ہو کر کئی بار کا کہا جملہ دہرایا، جو سیدھا ردا کے دل پہ چبھا۔۔۔ مگر وہ چپ رہ گئی کہ سچ تو یہ تھا کہ دادی کی وجہ سے ہی روزہ رکھنے کی عادت پختہ ہوئی تھی۔ دادی کی تاکید اور فہمائش ہی اس کے روزہ رکھنے کا باعث تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں دادی کی کہی ہوئی بات گونجی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "روزہ میرے لیے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔"
"امی! میں دادی اماں کے لیے روزے تھوڑی رکھ رہی ہوں۔ روزہ اللہ کا حکم ہے، اللہ کی عبادت ہے۔ میں اللہ کے لیے روزے رکھ رہی ہوں۔" اس کو بُرا مناتے دیکھ کر مما نرم پڑ گئیں۔
"اچھا چلو چھوڑو نا، گڑیا! یہ لو اپنی فیورٹ فروٹ چاٹ کھاؤ۔" اگلی صبح سے اس کی سوچ بدل گئی تھی۔ آج کی سحری میں اس نے بطورِ خاص اللہ کے لیے روزے رکھنے کی نیت کی۔ آج آخری اور سب سے مشکل بائیو کا پیپر تھا اور آج سحر کے وقت سے ہی گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ سحری کے بعد سونے کی بجائے کتاب لے کر بیٹھ گئی۔ پیاس کے احساس پر وہ بے خیالی میں پانی پینے لگی تو اسے یاد آیا کہ اس کا تو روزہ ہے۔ وقت دیکھا تو ابھی نو بج رہے تھے۔ "یا اللہ! آج کا دن کیسے گزرے گا۔" اس نے خود کلامی کی۔ تین بجے اس کا پیپر تھا اور بارہ بجے تک اس کی حالت شدید خراب ہو چکی تھی۔ پیاس سے گلا خشک ہو رہا تھا، زرد رنگت، کھڑے ہونے پر چکر آ رہے تھے۔ اس کی مما تو روزہ کھولنے پر مصر تھی، مگر وہ خاموش ہو گئی۔ اس نے جیسے تیسے نمازِ ظہر ادا کی۔ آج تو دل سے بار بار یہ دعا نکل رہی تھی کہ وہ بھول کر ہی کچھ کھا پی لے، مگر سوئے اتفاق آج رہ رہ کر اسے روزہ یاد آ رہا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور سینٹر میں پہنچنے کی تیاری شروع کر دی۔ وہ حسبِ معمول آدھا گھنٹہ پہلے پہنچ گئی۔ بابا نے چھوڑ کر جاتے ہوئے تاکید کی کہ اگر طبیعت زیادہ خراب ہونے لگے تو روزہ کھول لینا۔
وہ کمرۂ امتحان میں سیدھی جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی اور درود شریف کا ورد کرنے لگی۔ پیپر سامنے آیا تو خلافِ توقع کافی آسان تھا، سو مسرّت میں کچھ یاد نہ رہا۔ کئی گھنٹے کا پیپر کرنے کے بعد وہ باہر نکلی تو خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ ذہن پر سے ایک بھاری بوجھ اُتر چکا تھا۔ وہ چلتے چلتے کینٹین ایریا میں آ پہنچی۔ رنگ برنگے ملبوسات میں ملبوس لڑکیوں نے کینٹین ایریا کو آباد کر رکھا تھا۔ وہ بھی سینڈوچ اور جوس خرید کر کونے میں آ بیٹھی۔ سینڈوچ ختم کر کے ابھی جوس کا گھونٹ بھرنے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے آواز آئی: "کوئی حال نہیں ہے ان لڑکیوں کا۔ اللہ معاف کرے رمضان کا آخری عشرہ چل رہا ہے اور سب کیسے کھا پی رہی ہیں۔" اس تبصرے پر ردا نے بے ساختہ ہی سر پر ہاتھ مارا، وہ واقعی بھول چکی تھی کہ روزہ دار ہے۔ چند لمحے شرمندگی طاری رہنے کے بعد وہ جوس کاؤنٹر پر جمع کرواتی چلی آئی۔ دراصل وہاں ماحول ہی ایسا بنا ہوا تھا کہ اسے بھی بھول گیا کہ ماہِ رمضان چل رہا ہے۔ وہ گھر پہنچی تو مما پریشانی کے عالم میں اس کی منتظر تھیں۔ وہ سیدھا شاور لے کر بیڈ پر ڈھے گئی۔ پیٹ میں رزق تو چلا گیا تھا، مگر گرما گرم سینڈوچ نے پیاس کی شدّت کو مزید بڑھا دیا تھا۔ اسے مارے بھوک کہ نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ ایسے ہی لیٹے لیٹے نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز ادا کر کے پھر بستر پر۔۔۔ بلا آخر اس کی آنکھ لگی تو اس نے خود کو دادی اماں کی گود میں سر رکھے ہوئے پایا۔
"میری بیٹی، صبر کرو! روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک رب سے ملاقات کے وقت۔" اس کی آنکھ کھلی تو وہ پُر سکون محسوس کر رہی تھی۔ آخر کار اذان کی آواز آئی اور ردا نے روزہ افطار کیا۔ کھجور کے بعد پہلا گھونٹ مشروب کا بھرا تو ایک فرحت اور تازگی کا احساس پورے بدن میں پھیلتا چلا گیا۔ بے اختیار ہی دل احسانِ خداوندی سے پُر ہوا اور زبان سے ادا ہوا۔
"الحمد للہ!" ہر لقمے پہ زبان سے کلمۂ شکر جاری ہو رہا تھا۔ اسے یوں خوشی محسوس ہو رہی تھی، جیسے اس نے پہلا روزہ رکھا ہو۔ حقیقتاً وہ آج ہی تو روزے کے مفہوم سے آشنا ہوئی تھی۔ آج اسے دادی اماں کی زبانی سنی باتیں سمجھ میں آ رہی تھیں۔ وہ سچ کہتی تھیں کہ روزہ صبر اور برداشت سکھاتا ہے۔ روزہ صرف اللہ کے لیے رکھا جاتا ہے اور انسان اللہ کی رضا کے لیے ہی جائز خواہشات سے رُک جاتے ہیں۔ اس کا اجر بھی بڑا ہی ہوگا، ان شاء اللہ۔۔۔! اس کا دل عزم سے بھر گیا۔ اس نے خود سے عہد کیا کہ وہ آئندہ بھی روزے اسی طرح رکھے گی۔
"مما جان!!! افطاری میں مزے مزے کی چپس اور رول بھی بنایا کریں گی نا آپ؟" ننھے معید کی آواز اسے حال میں کھینچ لائی۔ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اُٹھ کھڑی ہوئی کہ اسے اپنا بھولا ہوا عہد دہرانا تھا۔۔۔

جھولی بھر نیکیاں

تنزیلہ احمد

ماہِ مبارک کا چاند نظر آتے ہی مبارک باد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رمضان المبارک کے پیغامات اک دوسرے کو دھڑا دھڑ بھیجے جا رہے تھے۔ دوستوں کو رمضان مبارک کہہ کر فائزہ اور سعد ماں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے باورچی خانے تک چلے آئے۔ وہ دونوں جڑواں تھے۔ حاجرہ بیگم جلدی جلدی آٹا گوندھ رہی تھیں۔ دہی وہ پہلے ہی جما چکی تھیں۔ سعد کے ابو سحری میں سالن پراٹھے کے ساتھ پہلے لسی پیتے تھے۔ بعد میں وہ سب چائے پیتے تھے۔

”ہاں بھئی برخوردار! کچھ چاہیے؟“ انھوں نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

”ماں چاہیے۔“ سعد کے فی البدیہ جواب نے انھیں مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

ساتھ ہی وہ موبائل پر ویڈیو کال ملا چکا تھا۔

”دیکھ لیں والدہ محترمہ کو۔۔۔“ کہہ کر اس نے موبائل کا رُخ ماں کی طرف کیا۔

”السلام علیکم امی! رمضان المبارک۔۔۔“ بیٹی کی آواز سن کر وہ کھل اٹھیں۔

وعلیکم السلام، خیر مبارک! کیسی ہے میری بچی۔۔۔“ انھوں نے پوچھا۔ حنا، سعد اور فائزہ سے بڑی تھی۔ کچھ ماہ قبل ہی اس کا دوسرے شہر کے جامعہ میں داخلہ ہوا تھا۔ وہ جامعہ کے ہاسٹل میں رہتی تھی۔

”ٹھیک ہوں امی! آپ فون نہیں اٹھا رہی تھی تو سمجھ گئی کہ اپنی پسندیدہ جگہ پر ہوں گی۔“ حنا نے ماں کو چھیڑنے کے سے انداز میں کہا۔

”ظاہر ہے، تم تو یہاں ہو نہیں، ماں کی مدد کروانے کے لیے۔۔۔“

”تو کیا ہوا، آپ کے لاڈلے تو ہیں نا۔ گھر تو سانجھا ہے اور ذمے داریاں بھی۔“ حنا بولی۔

”ہائیں ہائیں، ارے لڑکی! کیا پٹیاں پڑھا رہی ہو میری بھولی بھالی ماں کو۔۔۔“ سعد بوکھلا گیا۔

”بھائی! تمھاری روز روز کی الگ فرمائش ہوتی ہے۔ ماں اکیلی کیا کیا کرے، تم دونوں سحر و افطار میں ماں کی مدد کروانا۔ یوں نیکیاں کمانا اور تو اور ماں کی دعائیں بھی ملیں گی۔“ حنا کے سنجیدہ انداز پر امی مسکرا دیں، جب کہ سعد نے منہ بنا کر کال کاٹ دی۔

سعد اور فائزہ کالج کے پہلے سال میں تھے۔ وہ لااُبالی اور لاپروا تھے۔ ماہِ مبارک میں ان کے معمولات یکسر بدل جاتے۔ ساری رات دونوں بہن بھائی جاگتے اور سوشل میڈیا استعمال کرتے۔ سحر و افطار میں آئے روز ان کی نِت نئی فرمائش ہوتی۔ پہلے تو وہ حنا کو ستاتے، فرمائشیں کرتے اور بڑی بہن ان کی پسند کے کھانے بنانے میں ماں کی مدد کرتی تھی۔ اس بار حاجرہ بیگم کے کام بہت بڑھ چکے تھے۔ عشاء ادا کر کے انھوں نے درودِ پاک کی تسبیح کی اور سحر کے لیے الارم لگا کر سو گئیں۔ سحر کے لیے اُٹھ کر انھوں نے بیٹیوں کے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور بے ساختہ پکارا:

”حنا بیٹا آ جاؤ، سحری کی تیاری کے لیے۔“

پھر کچھ یاد آتے ہی ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ دل میں ہوک اُٹھی کہ لاڈلی بیٹی گھر سے دور سحر افطار نہ جانے ڈھنگ سے کر پائے گی بھی یا نہیں۔ ہاسٹل کا کھانا تو کبھی ماں کے ہاتھ کے کھانے جیسا نہیں ہو سکتا۔ اُدھر بیٹی بھی ان کے لیے اُداس تھی۔

فٹافٹ انھوں نے سحری تیار کی، پراٹھے بنائے، لسی اور چائے بنائی، سالن گرم کیا، آملیٹ بنایا۔ اس دوران انھیں دو بار جا کر سعد اور فائزہ کو بلانا پڑا۔ پہلی سحری میں بھاگ دوڑ کر وہ تھک گئیں۔ نمازِ فجر کے بعد وہ قرآنِ پاک پڑھنے بیٹھیں تو کمر دکھ رہی تھی۔ چار و ناچار وہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئیں۔ دن چڑھے ان کی آنکھ کھلی تو شوہر دفتر اور دونوں بچے کالج جا چکے تھے۔ ماسی ابھی تک نہیں آئی تھی۔ باورچی خانے میں جھانکتے ہی ان کا منہ اتر گیا۔ جھوٹے برتنوں کا ڈھیر ان کا منتظر تھا، گو کہ درودِ پاک اور استغفار چلتے پھرتے پڑھنا ان کا معمول تھا، مگر کام بڑھ جانے کی وجہ سے ان کا ذہن بٹ گیا تھا۔ سحر و افطار بنانے، گھر سنبھالنے کے دوران انھیں بار بار حنا کی یاد ستاتی تھی۔ ان کی بڑی اور ذمے دار بیٹی نے بِن کہے ان کی ذمہ داریاں بانٹ رکھی تھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے ماہِ مبارک کے سحر و افطار میں بھی رونق تھی اور عبادت کرنے کا وقت اور مزہ بھی تھا۔

”ماہِ مبارک کی تو اک اِک گھڑی قیمتی اور انمول ہے۔ ہر اک نیکی اور عبادت کا ثواب ستّر گنا ہے، مگر آج کل کے بچوں کو سمجھ ہی نہیں۔ روزہ رکھتے ہیں تو اللہ کے لیے نہیں، اس لیے کہ اس بہانے ڈائٹنگ ہو جائے گی۔ روزہ کھولتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے افطار نام ہی رنگ برنگے، چٹ پٹے اور مزے دار پکوان کھانے کا ہے۔ ساری رات جاگیں گے، موبائل پہ نظریں جمائے رکھیں گے، مگر اتنا نہیں ہوتا کہ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹا دیں، عبادت کر لیں، اللہ کو راضی کریں، زیادہ نہیں تو کم از کم درودِ پاک اور استغفار ہی پڑھ لیں، آخرت میں یہ ہی سب کام آئے گا۔“ رات میں بیٹی سے ویڈیو کال پر بات کرتے ہوئے وہ پھٹ پڑیں۔

حنا کا دل دُکھا۔ وہ جانتی تھی کہ ماہِ رمضان ماں کو کتنا پسند ہے۔ عبادات و اذکار میں ماں کا کتنا دل لگتا ہے۔ کیسے بھاگ بھاگ کر ہمیشہ وہ پہلے ہی زیادہ تر اشیا بنا کر فریز کر دیتی تھی، تاکہ ماہِ مبارک میں عبادت کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔

”امی! آپ فکر نہ کریں، میں کچھ کرتی ہوں۔ شاید ہماری جلدی چھٹیاں ہو جائیں۔ گھر آ جاؤں گی تو آپ اکیلا محسوس نہیں کریں گی۔“ اس نے ماں کا دل بہلانے کی کوشش کی۔

نہ جانے اس نے دونوں چھوٹے بہن بھائی سے کیا بات کی یا غالباً دور بیٹھے ہی ان کے کان کھینچے تھے۔ حاجرہ بیگم سحری کے وقت بیدار ہوئیں تو ان کے بلائے بنا ہی سعد اور فائزہ باورچی خانے میں چلے آئے۔ فائزہ نے پہلے آملیٹ بنایا اور چائے چڑھا دی۔ اسی دوران سعد اپنے اور ابو کے لیے لسی بنا چکا تھا۔ حاجرہ بیگم پراٹھے بناتی گئیں۔ دونوں چیزیں میز پر سجاتے گئے۔ کام اتنی جلدی اور خوش اسلوبی سے ہوئے کہ انھیں پتا ہی نہ چلا۔ تھکن کا شائبہ تک نہ تھا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد انھوں نے دو سپارے پڑھے اور ذکر اذکار کیا۔ عبادت کرنے کا وقت ملا تو وہ کھل اُٹھیں۔

حنا عید سے دو ہفتے قبل ہی چھٹیوں پر گھر آ گئی۔ گھر میں عید سے قبل ہی عید کا سا سماں تھا۔ حاجرہ بیگم تراویح پڑھ کر آئیں تو تینوں بچے اپنی اپنی عید کی خریداری کی لسٹ مرتّب کرنے میں مگن تھے۔ وہ بے ساختہ مسکرا دیں۔

”تم سب کو اپنی اپنی پڑی ہے، میری فکر بھی کسی کو ہے یا نہیں۔“ وہ شرارتی انداز میں بولیں۔

سبق اپنا اپنا

تماضر ساجد

رمضان شروع ہونے کے بعد پہلے دن امیمہ کی فریحہ آنٹی سے تفصیلی بات چیت ہو رہی تھی۔ فریحہ آنٹی امیمہ کی امی کی چچازاد بہن تھیں، لیکن بچے انھیں خالہ کی بجائے آنٹی ہی کہتے تھے۔ اس طرح بچوں کو سگی خالہ اور کزن خالہ کا رشتہ پہچاننے میں آسانی رہتی تھی۔ آنٹی، امیمہ کو عید کے سوٹ کے لیے ایک نیا ڈیزائن سمجھا رہی تھیں کہ پیچھے سے انکل کی آواز آئی: "فریحہ! تم نے کھانا کھالیا ہے؟"

"جی! کمرے میں لگایا ہے، بچے بیٹھے ہیں، میں نے کھالیا ہے۔" آنٹی نے فون منہ سے ہٹا کر جواب دیا، پھر امیمہ کو بتانے لگیں: "اصل میں آج ہم نے روزہ نہیں رکھا تو اس لیے سب کو کھانا کھانے کی جلدی ہے۔"

"انکل نے نہیں رکھا؟" امیمہ کو لگا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"نہیں، ہم دونوں کا ہی نہیں تھا۔"

"خیریت تھی! کیا آنکھ نہیں کھلی؟" امیمہ کو معلوم تھا کہ آنٹی پابندی سے روزے رکھتی ہیں۔

"آج بازار جانا تھا اس لیے۔"

"بازار جانے کے لیے؟"

"بھئی! یہ تمہارا شہر تھوڑی ہے کہ اِدھر رکشہ پکڑا اُدھر بازار پہنچ گئے۔ ہمارے یہاں تو بازار جانے کے لیے ایک پورا دن نکالنا پڑتا ہے۔ بازار اتنی دور ہیں، پھر گرمی بھی یہاں اتنی ہے، سورج آگ برسا رہا ہوتا ہے۔ عید کی خریداری بھی ضروری ہے، چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ ویسے بھی بعد میں ہم میاں بیوی اکٹھے ہی قضا رکھ لیتے ہیں۔" آنٹی نے جواباً لمبی وضاحت دی۔

"پر آنٹی! اگر روزہ رکھ کر بازار۔۔۔" امیمہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آنٹی بول پڑیں۔

"توبہ کرو! یہی تو بتا رہی ہوں کہ روزہ رکھ کر بازار جانے والی صورتِ حال نہیں ہوتی۔ پہلے جب روزے سردیوں میں آتے تھے، تب میں روزہ رکھ کر ہی جاتی تھی، پھر چند سال پہلے روزے گرمیوں میں آنا شروع ہوئے تو ہماری ایک محلے دار خاتون روزہ رکھ کر بازار گئیں اور بازار میں ہی گرمی سے بے ہوش ہو گئیں۔ اس واقعے نے مجھے بھی ڈرا دیا۔ بس اب اسی لیے ایک دن کا روزہ چھوڑ دیتی ہوں، تاکہ آرام سے خریداری کر سکوں۔"

کچھ سال پہلے امیمہ کی امی نے رمضان سے پہلے خریداری کر لی تھی۔ بچیوں کی جیولری لینے والی رہ گئی تھی، خالہ اور مامی نے جیولری تحفے میں دے دی۔ رمضان میں بازار نہیں جانا پڑا تو کافی سہولت ہو گئی تھی۔ تب سے امی کی کوشش ہوتی تھی کہ رمضان سے مہینہ پہلے سے خریداری شروع کر دیں۔ بچوں کے جوتے ابو رمضان میں وقت نکال کر تراویح کے بعد لے آتے تھے۔ امی کا کہنا تھا کہ رمضان میں خریداری کے لیے بازار جانا نری مشقت ہے۔ کال ختم ہونے کے بعد امیمہ اپنی امی کے پاس آ بیٹھی۔ امی افطاری کے بعد چائے پی کر کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹی تھیں۔

"امی! پہلے آپ بھی رمضان میں بازار جاتی تھیں، اب کیوں نہیں جاتیں؟"

"پہلے روزے ٹھنڈے موسم میں آتے تھے، روزہ رکھ کر بازار میں پھرنا آسان ہوتا تھا، تب بھی کوشش یہی ہوتی تھی کہ کم سے کم جانا پڑے۔ اب گرمیوں میں بالکل ہمت نہیں پڑتی۔" امیمہ کو کچھ سوچتے دیکھ کر امی نے مزید کہا۔

"بازار کو حدیث پاک میں سب سے بُری جگہ کہا گیا ہے، جہاں عام دنوں میں بھی کم جانا چاہیے۔ رمضان میں انتہائی ضرورت کے بغیر جانے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔"

"لیکن امی! آج کل مہنگائی بھی تو کتنی ہے، ہر کوئی پہلے خریداری نہیں کر سکتا۔"

"ہاں! یہ بھی ہے، لیکن مہینہ ڈیڑھ پہلے تھوڑی تھوڑی خریداری کر لی جائے تو اتنا بوجھ نہیں پڑتا۔ کم از کم کپڑے وغیرہ پہلے بنا لینے چاہییں۔ سارا سارا دن بازار میں گزار دینا اچھی بات نہیں۔ یہ دن بہت قیمتی ہیں، ان کا ایک ایک لمحہ عبادت میں گزارنا چاہیے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ بندہ اگر نیت کر لے اور اللہ سے مدد مانگ کر پہلے سے کوشش کرے تو بہت آسانی ہو جاتی ہے۔"

"لیکن یہ سب باتیں آپ کے ذہن میں پہلے کیوں نہیں آئی تھیں۔" امی امیمہ کے اعتراض پر مسکرا دیں۔ اس کی متجسس طبیعت سے واقف تھیں، اس لیے اسے تفصیلاً بتانے لگیں۔

"اصل میں ہمیں سردیوں کے روزوں کی عادت تھی۔ جب روزے نئے نئے گرمیوں میں آئے، تب ہم نے رمضان تمہارے ننھیال گزارا تھا۔ ان دنوں میں تمہاری آنٹی فریحہ کے گھر تھی۔ ان کی ایک محلے دار خاتون بازار گئیں تو گرمی کی شدّت سے بے ہوش ہو گئیں۔ کافی دن تک محلے میں اس واقعے پر بات ہوتی رہی۔ تبھی میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آئندہ کبھی روزوں میں بازار نہیں جانا۔" امیمہ حیران رہ گئی۔ یہی واقعہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے آنٹی سے سن چکی تھی۔ واقعہ ایک ہی تھا، لیکن اس سے دو خواتین نے دو مختلف اسباق اخذ کیے تھے۔ امی کسی کام سے اٹھ گئیں، لیکن امیمہ کافی دیر تک وہیں بیٹھی اس واقعے کی جزئیات پر غور کرتی رہی۔ اس نے اس واقعے سے ایک بالکل الگ سبق سیکھا تھا۔ روزمرّہ واقعات سے مثبت سبق اخذ کرنے کا سبق!

"ہے نا والدہ محترمہ! آپ کی ہی تو فکر ہے۔ آپ کی فکر میں گھل گھل کر میں لسی اور آملیٹ بنانا سیکھ گیا۔" سعد معصوم شکل بناتے ہوئے بولا۔

"اور میں پکوڑے سموسے بنانے کے ساتھ ساتھ سحری وافطاری کی برکتوں سے فیض یاب ہونا سیکھ گئی۔" فائزہ نے لقمہ دیا تو حنا اور حاجرہ بیگم کھلکھلا کر ہنس دیں۔

اسی دوران ان کے ابو مسجد میں تراویح پڑھ کر گھر آئے تو خوش گوار گھریلو ماحول دیکھ کر ان کا دل خوش ہو گیا۔

"بیگم! اچھی سی چائے تو پلا دیں۔" وہ بولے۔

"ہاں بھئی بچو! کس بات پر اتنا خوش ہوا جا رہا ہے۔" انھوں نے تینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس متوقع عیدی کے متعلّق سوچ کر جو آپ ہمیں ابھی اور اسی وقت دینے والے ہیں، تاکہ ہم شاپنگ کر سکیں۔" حنا جھٹ سے ابو کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولی۔

"دیکھتے ہیں، پہلے چائے وائے تو پی لیں۔" ابو مسکرانے لگے۔

حاجرہ بیگم کا رواں رواں رب کا شکر ادا کر رہا تھا۔ گھر میں رزق تھا، سکون اور برکت تھی اور تو اور ان کے دونوں لاپروا بچے بھی اب احساس کرنے لگے تھے۔ سعد اور فائزہ سمجھ گئے کہ ماہِ مبارک تو برکتیں سمیٹنے اور نعمتیں بانٹنے کا وقت ہے، نہ کہ رت جگا کر کے موج مستی کرنے اور دستر خوان بھرنے کا۔۔۔ چائے بنانے کے دوران درودِ پاک پڑھتے ہوئے حاجرہ بیگم دل ہی دل میں اپنے خاندان کی سلامتی اور خیر و برکت کی دعائیں کر رہی تھیں۔

قیمتی وقت

لائبہ عبدالستار

"مماافطاری میں دس منٹ رہ گئے ہیں۔" محمد عجلان نے آواز لگائی۔

"ارے بیٹا! جلدی سے دستر خوان تو بچھادو۔" بدر النسانے جلدی سے شربت کے لیے چینی نکالی، ایک طرف چولھے پر پکوڑوں کے لیے آئل گرم کیا اور دوسری طرف چنے چاٹ تیاری کے آخری مراحل میں تھی۔

"زمل بیٹا! جلدی سے شربت دستر خوان پر رکھ آیئے۔"

"جی مما!"

"مما! پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔" محمد عجلان نے دوسری آواز لگائی۔

"عجلان بیٹے! ذرا یہ لوازمات سکینہ خالہ کے گھر دے آیئے۔" بدر النسانے جلدی سے ایک پلیٹ تیار کی۔

"مما! ابھی دیر ہو گئی ہے، رہنے دیں۔" محمد عجلان نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف نگاہ دوڑائی۔

"نہیں بیٹا کوئی بات نہیں! آپ جلدی سے دے آئیں شاباش۔" بدر النسانے زبردستی محمد عجلان کو ٹرے تھمائی۔

"بیگم! کیا بات ہے۔ آج خالی دستر خوان پر بٹھانے کا ارادہ ہے؟" ذوالقرنین نے دستر خوان سے آواز لگائی۔

"مما! فروٹ چاٹ رکھ دیا ہے اور کیا رکھوں؟"

"بیٹا! یہ چنا چاٹ اور پکوڑے رکھ آئیں۔ میں سموسے بھی نکال دیتی ہوں آپ کو۔"

"مما! افطاری میں ایک منٹ باقی ہے۔" محمد عجلان نے پھر صدا لگائی۔

"بیگم! دستر خوان پر کھجوریں نہیں ہیں؟"

"اوہ! روز کی طرح آج پھر میں بھول گئی۔ زمل بیٹا! جلدی سے کھجوریں نکالیں۔" ایک عجیب جلد بازی کا ہنگامہ برپا تھا، اسی افراتفری میں الارم بج چکا تھا۔

"مما یہ لیں آپ کی کھجور!" زمل بجلی کی طرح دوڑتی ہوئی باورچی خانے میں آئی۔

"بیگم صاحبہ! ہمارے نصیب میں کب وہ دن آئیں گے، جب ہم سکون سے قبولیت کی گھڑی میں دعا مانگ سکیں گے۔" ذوالقرنین نے حسب عادت شکوہ کیا۔

"بھئی! آپ بچوں کی فرمائشیں بھی تو دیکھیں نا، سموسے پکوڑے اور پاپڑ تو روز کھانے ہیں انھوں نے، فروٹ چاٹ کے بغیر افطاری مکمل نہیں ہوتی اور نمکین میں دہی بڑے یا چنے چاٹ وغیرہ تو دستر خوان کا حصہ ہیں، پھر رات کے کھانے کا انتظام بھی تو کرنا ہوتا ہے نا۔۔۔" بدر النسا نے بے چارے پن سے کہا۔

"اور جو قبولیت کی گھڑی کو گنوا دیتے ہیں، وہ دوبارہ تو نہیں ملے گی نا۔۔۔"

"رمضان کا مہینہ اس لیے تو نہیں ہے کہ قیمتی وقت کو باورچی خانہ میں صرف کر دیں۔" ذوالقرنین نے مختصر بات کہہ کر افسردہ دل کے ساتھ مسجد کی راہ لی۔

بدر النسا سوچوں میں کھو گئی۔

"یا اللہ! تیرے ہی بندے ہیں، جن کی خوشی کی خاطر روزے کے ساتھ خادمہ بنی پھرتی ہوں، اپنا آپ تھکاتی ہوں، اس کے باوجود خوشی تو درکنار الٹا شکوے شکایات ہی سننے کو ملتے ہیں۔"

"یہ ہی نتیجہ ہے۔" اچانک دبی دبی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"کک کیسا نتیجہ؟"

"ہاں بدر النسا! فقط مخلوق کی خوشی ملحوظ رکھتے ہوئے رب کی خوشی کو بھولنے کا نتیجہ۔۔۔"

"ذرا بتاؤ مجھے! کیا تم نے رب کی خوشی کے لیے خود کو اتنا تھکایا ہے کبھی؟"

"حالاں کہ وہ ذات تو اس لائق ہے کہ سب سے بڑھ کر اسے چاہا جائے، اس کو یاد رکھا جائے، اس کی خاطر خود کو فنا کر دیا جائے۔" بدر النسا اب اس آواز کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بدر النسا! یہ ماہِ رمضان رب نے اس لیے دیا ہے کہ اس کی قربت حاصل کرو، ہر قیمتی لمحے کی قدر کرو۔"

"روزانہ سب کی فرمائشیں پوری کرنا اسراف ہے جو کہ اللہ کو پسند نہیں، جب ایک قسم کا کھانا سب کا پیٹ بھر سکتا ہے تو پھر مزید پانچ، چھ کھانوں کی کیا ضرورت؟"

"اسی مال کو کسی ضرورت مند کی ضرورت پر خرچ کر دو تو کمال کے درجے کو پہنچو گی۔"

"ہاں میرے ضمیر!!! تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ روزانہ کی افراتفری اور بے سکونی کے ساتھ ساتھ شوہر کے شکوے سننے سے اچھا ہے کہ مصروفیت کا رُخ دوسری جانب موڑ دیا جائے۔"

"جہاں پانچ گھنٹے باورچی خانے میں لگتے ہیں، وہاں دو گھنٹوں میں کام تمام ہو جائے اور باقی وقت مناجات، تسبیحات و عبادات میں صرف ہو۔۔۔"

"بہت خوب بدر النسا! تم بہت سمجھ دار ہو، جلد ہی بات سمجھ گئی ہو۔ چلو! اللہ تعالیٰ تم سمیت تمام بناتِ حوّا کو اپنا قیمتی وقت اللہ کی راہ میں صرف کرنے والا بنائے۔ آمین!"

NEW Zaiby Jewellers CLIFTON
A trusted name in jewellery since 1974
You'll be Surprised
by the reaction you get!
Unleash the Power of True Luxury with Exquisite Jewelry That Tells
a Story of Unmatched Craftsmanship and Timeless Beauty.
Follow our socials:
NEWZAIBYJEWELLERS
Scan now to visit us:
S-11, Yousuf Grand Square,
Block 8, Clifton, Karachi
Contact us:
021 35835455 - 021 35835488

ایک یادگار افطار پارٹی

ام محمد سلمان

”ارے بھئی نور جہاں جلدی آؤ۔۔۔ سامان دیکھ لو سب پورا ہے نا!! یہ تمہارے کاغذی باداموں کے چکر میں اتنی دور جانا پڑ گیا، ورنہ اچھا بھلا قریب کے بازار سے سب سامان مل گیا تھا۔“ ادریس میاں رومال سے منہ صاف کرتے ہوئے چارپائی پر بیٹھے کہ اتنے میں نور جہاں بھی اندر سے تشریف لے آئیں اور سامان دیکھنے لگیں۔

بادام ہاتھ میں اٹھائے تو بولیں: ”ہاں بھئی! شاہی قورمہ ایسے ہی تو نہیں بن جاتا ادریس میاں! گوشت بھی اچھا ہو اور بادام بھی اعلیٰ نسل کے، تب ہی تو قورمے پر رنگ اور ذائقہ چڑھتا ہے۔“

”چلو بھئی، جیسی تمہاری خوشی! ہمارا کام تھا سودا سلف لا دینے کا، وہ ہم نے کر دیا۔ اب باقی تم جانو!“ وہ پاؤں سیدھے کر کے پلنگ پر نیم دراز ہو گئے۔

”ارے واہ بھئی! ایسے کیسے بھلا آپ کا کام ختم ہو گیا؟ ارے میاں ابھی بیٹھ کر مہمانوں کی فہرست بنانی ہے جو آپ کے تعاون کے بغیر ہرگز نہیں بن سکتی۔“

”ہاں بھئی! یہ بھی خوب یاد دلایا۔ لاؤ جلدی سے کاغذ قلم لے آؤ تو ہم مہمانوں کے نام لکھوا دیں۔“

”جی یہ دیکھیے! آپ کے بہن بھائی اور میرے بہن بھائی مع اہل و عیال تو سب لکھ دیے، کل ملا کر پچیس افراد تو یہی ہو جائیں گے۔ رضوانہ باجی اور فردوس بھائی تو اپنے گھر والوں کو لے کر لاہور گئے ہوئے ہیں، ظاہر سی بات ہے وہ تو آ نہیں سکیں گے۔ باقی آپ بتا دیجیے۔“

”ارے ہاں! لکھواتا ہوں بھئی۔۔۔ ذرا عشرت بیٹی سے کہو اچھا سا قہوہ بنا لائے لونگ ڈال کے۔“

”جی جی، ابو جی! میں قہوہ لے کر آ رہی ہوں۔ آپ کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر ہی میں نے قہوہ بننے رکھ دیا تھا۔“

”جیتی رہو بٹیا! ہمیشہ ایمان پہ ثابت قدم رہو! ماشاء اللہ دل خوش کر دیا تم نے۔“ ادریس میاں نے بڑی محبت سے عشرت بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا۔ نور جہاں باپ بیٹی کی محبت دیکھ کر مسکرانے لگیں۔

”ارے! وہ دونوں کہاں ہیں ہمارے شیر ببر؟ گوہر میاں اور جلیل احمد!“

”ابو جی! ہم یہاں ہیں۔“ دونوں جڑواں بھائی پلنگ کے نیچے بیٹھے کوئی ٹوٹا کھلونا جوڑنے میں مصروف تھے۔ چھوٹے موٹے اوزار بھی ساتھ رکھے تھے۔

”ارے بچو!! تم پلنگ کے نیچے کیوں گھسے ہو؟ چلو باہر نکلو!“ ادریس میاں نے پیار بھرے لہجے میں ہلکی سی ڈانٹ پلائی۔

”ابو جی! یہ گوہر بھائی کہتے ہیں پلنگ کے نیچے کھیلنے میں مزہ آتا ہے۔ پلنگ کے رنگین پائے کے پاس ہم اپنی گاڑی کھڑی کرتے ہیں اور باقی چھوٹی گاڑیوں سے شوروم بنا لیتے ہیں۔ پلنگ کے نیچے کا سب علاقہ ہمارا شوروم ہے ابو جی!!“ جلیل احمد روانی سے بولنے لگے۔

”ہاہاہاہا۔۔۔“ ادریس میاں زور سے ہنسے۔ ”بھئی نور جہاں! یہ بچے ہمارا اجدّی پشتی شوق ورثے میں لے کر پیدا ہوئے ہیں۔“

”جی جی، ماشاء اللہ!! لگ رہا ہے کوئی نہ کوئی چاند چڑھا کر ہی رہیں گے آپ کے یہ سپوت۔ ان کی عمر دیکھیں اور شوق دیکھیں، کیسے کاروباری ہیں!“ نور جہاں بھی ان کی حرکتوں سے محظوظ ہوئیں۔

”ارے بھئی! آپ دونوں اپنی باتوں میں لگ گئے اور میں کاغذ قلم لیے بیٹھی ہوں رشتے داروں کے نام لکھنے کے لیے۔“ عشرت جہاں نے یاد دلایا۔

”ارے ہاں بیٹے! لکھو لکھو۔۔۔ وہ اپنے دوست انور میاں اور ان کی بیگم! اور وہ ہمارے چچا زاد بھائی ابراہیم اور پڑوس والے قریشی صاحب۔۔۔ اور اور۔۔۔ ہاں! وہ اپنی مریم خالہ، پھوپھی کریمن، امتیاز تایا۔۔۔ ان سب کو بلانا ہے بیٹے! اور اس کے ساتھ وہ جو گھر کی ملازمہ ہے نوری! اسے اور اس کے بچوں کو بھی ضرور بلانا۔“

”جی جی، سب لکھ لیا ابو جی! عشرت کاغذ قلم اٹھائے اندر کمرے میں چلی گئی۔“

”خیر سے دو دن بعد پہلا روزہ ہے اور اس دفعہ تیسرے روزے کو ہی ان شاء اللہ افطار پارٹی کا اہتمام کریں گے۔ بس سب کے مل بیٹھنے کا بہانہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے روزہ افطار کروانے کا ثواب بھی بے انتہا ہے۔ بس دل چاہتا ہے روزانہ ہی یہ اہتمام کیا جائے۔۔۔ لیکن ظاہر سی بات ہے، ایسا کرنا ممکن نہیں نور جہاں بیگم! بس دیکھنا انتظامات میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔“

”ارے آپ فکر نہ کیجیے ادریس میاں! میں نے سب سوچ لیا ہے۔ اس دفعہ بہت ساری چیزوں کی بھرمار نہیں کرنی۔ بس اچھی معیاری کھجور، فروٹ چاٹ اور پانی سے روزہ افطار کروا دیں گے۔ اس کے بعد نمازِ مغرب کی ادائیگی اور پھر کھانا لگا دیں گے، ان شاء اللہ!!“

”کھانے میں شاہی قورمہ، دودھ والے نان اور شیر مال ہوں گے اور میٹھے میں چاولوں کا زردہ ہو گا، ان شاء اللہ!“

”بھئی دیکھ لو بیگم! کم سے کم بھی پچاس ساٹھ افراد ہو جائیں گے۔ اتنے افراد کا کھانا روزے میں بنا بھی لو گی یا نہیں؟“ ادریس میاں کو کچھ کھٹکا سا ہوا۔ میں تو کہہ رہا ہوں ابھی بھی وقت ہے، باورچی سے رابطہ کر لیتے ہیں۔ کیا کہتی ہو؟

”ارے نہیں میاں! نور جہاں میں ابھی دَم خَم باقی ہے۔ میرے ہوتے بھلا کسی باورچی کا ہاتھ کیوں لگنے لگا کھانے کو۔۔۔ بھئی اللہ جنّت نصیب کرے ہماری اماں نے سب سکھا دیا تھا ہمیں! یہ بڑی بڑی دعوتیں ہوا کرتی تھیں گھر میں اور کبھی باہر سے کھانا نہیں بنوانا پڑا ماشاء اللہ!“ گھر کے بڑے دالان میں یہ مشرق سے مغرب تک لمبے لمبے دستر خوان لگتے تھے جی۔ ابا میاں بھی دعوتیں کرنے کے بڑے ہی شوقین تھے اور اماں جی مانو ان سے بھی دو ہاتھ آگے۔ دونوں ہی دل کے کھلے تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ میاں نے بھی رزق کے دہانے کھول رکھے تھے کہ جتنا خرچ کر لو کمی نہیں پڑتی تھی۔ یہ تو بس جب سے اماں جی کا انتقال ہوا تو سب کچھ دھرا رہ گیا۔ اب تو ابا میاں کے اندر بھی وہ

جوش وہ ولولہ نہ رہا۔ نور جہاں گئے دنوں اور مرحومہ ماں کی یاد میں آب دیدہ ہو گئیں۔

ادریس میاں بھی کچھ اداس سے ہو گئے، پھر بات بدلتے ہوئے بولے: "ارے ہاں بھئی نور جہاں! وہ رقم جو آپ نے فلسطین بھجوانے کے لیے رکھی تھی، وہ مجھے لا دیں، تاکہ آج ہی معتبر ہاتھوں میں پہنچا دوں۔ رمضان کی خوشیوں میں اپنے ان مظلوم اور مجاہد بہن بھائیوں کو نہیں بھولنا چاہیے ہمیں! ورنہ اللہ کی قسم! سحر و افطار میں ایک ایک لقمہ کانٹے کی طرح نگلنا دشوار ہو جائے گا میرے لیے۔ ہر نوالے پر ان کا بہتا لہو یاد آئے گا۔ مجھ سے جو بَن پڑا میں ضرور کروں گا، ان شاء اللہ! رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں سے اپنے فلسطینی بہن بھائیوں کے غم میں شریک ہوئے بغیر کیسے نفع اٹھایا جا سکتا ہے بھلا!! میری دعائیں بھی ان کے لیے ہیں، میرا مال بھی اور اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی!! ہم تو بس اتنا ہی کر سکتے ہیں نور جہاں۔۔۔! اللہ کریم ہماری یہ کاوشیں قبول فرمائے، مجاہدین کو شاندار فتح عطا فرمائے اور دشمنوں کو ذلت و رسوائی کے ساتھ فلسطین سے نکالے، انھیں عبرت ناک شکست سے دوچار کرے۔" ادریس میاں نہایت جذب سے بولے تو نور جہاں نے بھی بے ساختہ اور بڑے دل سے آمین کہا۔۔۔

پھر رمضان المبارک کی باسعادت گھڑیاں شروع ہو گئیں۔ شام و سحر عجیب نور کے ہالے میں بسر ہونے لگے۔ عبادتوں کا لطف بڑھ گیا، رب سے مناجات کرنے میں مزہ آنے لگا اور پھر تیسرے روزے کو صبح سے ہی افطار پارٹی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ گھر میں پردے کا خاص اہتمام کیا گیا، تاکہ رمضان کی مبارک گھڑیوں میں کوئی گناہ کا کام نہ ہونے پائے۔

افطار کے وقت کھجور، پانی اور فروٹ چاٹ سے تواضع کی گئی۔ مرد حضرات تو مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے اور خواتین کے لیے وہیں صاف چادریں بچھا کر نماز پڑھنے کا بندوبست کر دیا گیا۔ نماز کے بعد مریم خالہ نے دس پندرہ منٹ کے لیے فضائلِ رمضان پر بات کی اور مختصر لفظوں میں اس مبارک مہینے کو زیادہ سے زیادہ نیکیوں میں لگانے اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے پر خصوصی زور دیا۔ "بھلا! اس مبارک و مطہر مہینے میں بھی ہم نے خود کو گناہوں سے آلودہ کر لیا تو اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں گے!" آخری جملے پر مریم خالہ کی آواز ڈبڈبا گئی اور حاضرین کی بھی آنکھیں بھیگ گئیں۔

جلد ہی دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا۔ شاہی قورمے کی خوش بو نے سب کی بھوک چمکا دی تھی۔ میوے والا زردہ بھی ساتھ ہی پیش کر دیا گیا۔ کچھ چھوٹے بچوں کی مائیں بھی تھیں، جنھیں بچے تنگ کر رہے تھے، مگر نور جہاں مسکراتے ہوئے ایک خوب صورت جملہ کہتی ہوئی باورچی خانے میں چلی گئیں۔ ارے چھوٹے بچوں کی پیاری پیاری ماؤ! گھبرانا نہیں! تمہاری اس تکلیف پر بھی تمہارے رب نے اجر رکھا ہے! بچے تو بچے ہوتے ہیں بھئی۔ تنگ نہ کریں تو انھیں بچہ ہی کون کہے! ایک بڑی بی نے بھی ٹکڑا لگایا، جس پر اکثر خواتین مسکرا دیں۔ دو تین نے آگے بڑھ کر چھوٹے بچوں کو لینا چاہا کہ ان کی مائیں بھی سکون سے کھانا کھا لیں، مگر بچے کہاں مانتے ہیں!

کھانے کے بعد موسم کی مناسبت سے سبز چائے کا دور چلا۔ سب نے جلدی جلدی چائے کی پیالی ختم کی اور فضول مجلس جمانے کی بجائے سب اپنے گھروں کو چل دیے، تاکہ اپنے محلے کی مسجد میں نمازِ عشاء اور تراویح ادا کر سکیں۔

نور جہاں کی بہن اور نند نے برتن سمیٹنے میں ان کی مدد کی اور جب سب مہمان چلے گئے تو گھر کو صاف ستھرا کروایا اور آخر میں وہ بھی اپنے گھروں کو سدھاریں۔۔۔!

یوں ایک پُر تکلّف اور یادگار دعوت نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچی۔

انعام

دانیال حسن چغتائی

رمضان کی آمد آمد تھی۔ گھر میں رمضان المبارک کی آمد کی تیاری ہو رہی تھی۔ ہر ایک اس مہینے کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ امی نے خالہ حمیرا کے ساتھ مل کر پورے گھر کی صفائی کرائی اور کچن کو خاص طور پر صاف کیا گیا۔ فرحان اپنے دادا جان کے پاس گیا اور ان سے پوچھا: "دادا جان! ہمارے سب سارے گھر والے کیوں خوش ہو رہے ہیں؟"

دادا جان نے اسے بتایا: "بیٹا! یہ سب رمضان المبارک کے آنے پر خوش ہو رہے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہم سب مل کر روزے رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔"

فرحان نے کہا: "اچھا دادا جان! پھر تو میں بھی روزے رکھوں گا۔"

"ہاں بیٹا، ضرور رکھنا!" دادا جان نے فرحان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

صبح سحری کے وقت امی نے سب گھر والوں کو جگا دیا۔ سب کی آوازیں سن کر فرحان کی بھی آنکھ کھل گئی اور سب نے ایک ساتھ دستر خوان پر بیٹھ کر سحری کی۔

جب سحری کا وقت ختم ہونے کا اعلان ہو گیا تو فرحان اپنے ابو کے ساتھ نماز فجر پڑھنے مسجد میں چلا گیا۔

اس روز جب فرحان اسکول گیا تو استادِ محترم نے سب بچوں سے مخاطب ہو کر کہا: "بچو! آج رمضان المبارک کا پہلا روزہ ہے۔ یہ بتاؤ کہ کس کس بچے نے روزہ رکھا ہے؟"

فرحان نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا تو استاد صاحب بہت خوش ہوئے اور فرحان کو شاباش دی۔

آج فرحان بہت خوش تھا، کیوں کہ اس نے پہلی بار روزہ رکھا تھا۔ دوپہر کے وقت اسے بھوک نے بہت ستایا، مگر پھر اسے دادا جان کی نصیحت یاد آ گئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دیں گے۔

شام کو امی نے افطاری کے لیے بہت مزے مزے کی چیزیں تیار کی تھیں۔ جب روزہ کھلنے کا وقت ہوا تو فرحان نے سب کے ساتھ مل کر روزہ افطار کیا اور فرحان کو سب گھر والوں نے شاباش دی، کیوں کہ فرحان نے بڑی توجہ اور خلوص کے ساتھ اپنا روزہ پورا کیا تھا۔

افطار کے بعد دادا جان، فرحان کو صحن میں لے آئے، جہاں ایک سائیکل کھڑی تھی۔ اس وقت انھوں نے فرحان کو بتایا کہ انھوں نے وہ سائیکل فرحان کے لیے خریدی ہے۔

فرحان سائیکل کا تحفہ پا کر خوشی سے اُچھل پڑا۔

دادا جان نے اس سے کہا: "بیٹا! تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھا ہے تو یہ تمہارے روزے کا انعام ہے۔ ایک انعام میں نے تمہیں دیا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ تمہیں روزِ قیامت دے گا، ان شاء اللہ۔۔۔!!

GARI PARTS
Oil Change & Auto Care
WWW.GARIPARTS.COM
رمضان کا تحفہ
گاڑی پارٹس ایکسپریس سینٹر کی جانب سے!
جی پی ٹی ایئر فلٹر کی خریداری پر
FREE ٹیون اپ
GPT
انجیکٹر کلیننگ
آئل چینج
بریک سروس
ٹرانسمیشن آئل ریپلیسمنٹ
کولنٹ ریپلیسمنٹ
گاڑی
کوئی بھی ہو،
maintenance
تو ضروری ہے!
To book your appointment, message us on WhatsApp 03354274060
and use Promo Code: BAITUSSALAM or scan the QR code.
TIMING: 10:00 AM to 11:59 PM (Night) In last 15 days of Ramadan
38C, Sunset Lane 1, 24th Commercial Street, Near Master Juice,
DHA Phase II Extension, Karachi

ثواب

نفیسہ سعید

"ثمرینہ بیٹا پہلے نماز پڑھ لو" ثمرینہ کی امی نے اُس سے کہا جو روزہ کھولنے کے کافی دیر بعد بھی دستر خوان سے چمٹی ہوئی تھی۔

ثمرینہ نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا اور گھونٹ گھونٹ شربت حلق میں اتارتے ہوئے کہنے لگی: "امی! ابھی تو کافی وقت ہے۔"

"لیکن تمہیں وضو بھی تو کرنا ہوگا؟"

"جی امی!" ثمرینہ شربت کا گلاس ختم کرتے ہوئے اٹھنے لگی، اس کی توجہ امی کی بات سننے میں تھی جو کہہ رہی تھیں۔

"بیٹا! نماز وقت پر ادا کرنی چاہیے، روزے کی حالت میں سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بعد ہمیں کھانے پینے کی طلب ہوتی ہے، اس لیے افطار کے بعد چند منٹ تک دستر خوان پر رہنے میں حرج نہیں، تاکہ ہم پیاس اور بھوک کا فوری تقاضا بھی ختم کر سکیں اور دورانِ نماز ہمیں افطاری میں بنی چیزیں بھی اپنی طرف متوجہ نہ کریں اور ہم نماز پورے سکون سے ادا کر سکیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کھانے پینے میں ایسے محو ہو جائیں کہ نماز سے غافل ہو جائیں یا دیر کرتے رہیں، جس طرح دستر خوان پر سجی چیزیں ہم اپنی تسکین، ذائقے اور جسم کی توانائی کے لیے کھاتے پیتے ہیں، اسی طرح نماز تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے ذکر روح کی توانائی کے لیے بہت ضروری ہوتے ہیں۔ اس لیے کھانے پینے میں ایسا انہماک نہ ہو کہ نماز اور یادِ الٰہی سے غفلت ہونے لگے۔"

"جی امی!"

◆◆◆

بانو نے اپنے بچوں کو بچپن سے ہی ہر بات میں گناہ اور ثواب کا فرق خوب اچھی طرح سمجھا دیا تھا، اس لیے بارہ سالہ ثمرینہ جانتی تھی کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے، گالی دینا گناہ ہے، بڑوں سے بدتمیزی نہیں کرتے، پانی کھڑے ہو کر نہیں پیتے، دوسروں کی مدد کرنا ثواب ہے، غیبت گناہ ہے اور بھی بہت سی ایسی باتیں تھیں جن سے وہ اور اس کا بڑا بھائی ہمیشہ بچنے کی کوشش کیا کرتے۔ یہی وجہ تھی جوان کی اچھی تربیت پر خاندان بھر میں بانو کو سراہا جاتا، جس پر وہ خوب خوش ہوا کرتیں اور اپنے بچوں پر انھیں فخر محسوس ہوتا۔

◆◆◆

آج دسواں روزہ تھا اور تین دن سے اماں صفیہ کام پر نہ آئی تھیں، جس کے سبب بانو اکیلی سارے گھر کا کام کر کے تھکن سے نڈھال ہوئی پڑی تھیں۔ بانو نے تو ساری زندگی کبھی برتن نہ دھوئے تھے، یہاں تو روزے کی حالت میں انھیں سحری اور افطار کی تیاری کے ساتھ ساتھ سارے گھر کا کام کرنا پڑ رہا تھا تو بھلا کیسے نہ تھکتیں۔ ایسے میں انھیں صفیہ پر شدید غصہ تھا جو بِنا کچھ بتائے غائب تھی اور آج تو کپڑوں کا ڈھیر بھی دھونے کو پڑا تھا، جنھیں دھونے کا سوچ کر ہی بانو کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے، تب تھکی تھکی سی اماں صفیہ ان کے گھر کے دروازہ سے اندر داخل ہوئیں جنھیں دیکھتے ہی بانو غصے سے ان پر برس پڑیں۔

"آپ کہاں غائب تھیں؟ تین دن سے بِنا کسی پیشگی اطلاع کے جبکہ آپ کو علم ہے رمضان میں اضافی کام کس قدر ہوتا ہے۔"

"طبیعت خراب تھی میری۔"

نقاہت زدہ آواز میں جواب دے کر اماں صفیہ کچن کی جانب بڑھیں، جب غصے میں بانو نے چلا کر کہا: "ایک تو ہر دو دن بعد آپ بیمار ہو جاتی ہیں، پھر جب کام پر آتی ہیں تو جان بوجھ کر آواز حلق میں پھنسا کر بولتی ہیں۔"

بانو کی آواز پر اماں صفیہ نے انھیں دیکھا اور آہستہ آواز میں بولیں: "بیٹا میں سچ کہہ رہی ہوں، آپ۔۔۔"

"بس رہنے دیں، میں آپ کے سارے سچ جانتی ہوں!" غصہ کی شدّت میں بانو نے صفیہ کی بات کاٹ دی، جب سامنے بیٹھی ثمرینہ نے ایک نظر اپنی ماں پر ڈالی جن کا چہرہ غصے کی شدّت سے لال بھبوکا ہو رہا تھا، پھر اس نے کچھ دور کھڑی اماں صفیہ کو دیکھا جو شرمندہ سی اپنی جگہ کھڑی شاید رو رہی تھیں۔

ثمرینہ کو بہت دکھ ہوا اور وہ کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور کچن میں آ گئی، جہاں بانو گوشت بھونتے ہوئے دیگچی میں تیز تیز چمچ چلاتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ ثمرینہ نے ان کے قریب جا کر آہستہ آواز میں کہا: "اماں! اتنا غصہ کیوں کر رہی ہیں، آپ کا بی پی بڑھ جائے گا۔"

"جب کام والیاں ہم جیسوں کو بے وقوف بنانے لگیں تو غصہ آنا لازمی ہے۔" بانو نے بیٹی کی جانب دیکھا۔

"ہماری اسلامیات کی استانی نے بتایا تھا کہ روزے کی حالت میں غصے پر قابو پانا بھی ثواب ہے، جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کا اجر بھی دیتا ہے۔"

بانو چونکی! ثمرینہ کہہ رہی تھی: "اگر گھر میں کام کرنے والا بزرگ ہو تو بھی اس کی عزّت اپنے بڑوں جیسی کرنا چاہیے۔ یہ بھی حقوق العباد میں شامل ہے اور آپ تو ماشاءاللہ سب جانتی ہیں کہ دوسروں کا دل دکھانا بھی گناہ ہے، جو آپ نے آج اماں صفیہ کا دُکھا کر کیا ہے، جبکہ آپ کی طرح وہ بھی روزہ رکھتی ہیں اور اس حالت میں سارے گھر کا کام کر کے آپ کو آرام پہنچاتی ہیں، اس لیے آپ کو چاہیے اماں سے معافی مانگ لیں، تاکہ دنیا میں ہی حساب برابر ہو جائے اور آپ کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ نہ ہونا پڑے۔"

اتنا کہہ کر ثمرینہ کچن سے باہر نکل گئی، لیکن بانو کو آئینہ دکھا گئی۔ بیٹی کی باتوں پر شرمندہ ہوتی بانو کو یہ سوچ کر خوشی ہوئی کہ اس کی اولاد حقوق العباد کی اہمیت کو سمجھتی ہے۔ آج ثمرینہ نے انھیں ہدایت کا جو راستہ دکھایا تھا، وہ قابلِ تعریف تھا، جس کے لیے وہ دل ہی دل میں اپنی بیٹی کا شکریہ ادا کرتی کچن سے باہر نکل آئی، تاکہ اماں صفیہ سے معافی مانگ کر دنیا میں ہی اپنا حساب برابر کرتے ہوئے اللہ کو راضی کر سکے۔

مہمان کی آمد

بنتِ احمد

”بچیو! ہمارے پاس بہت کم وقت رہ گیا ہے، بہت سے کام کرنے ہیں۔ مہمان کے آنے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔“ استانی رقیہ کام کے ساتھ ہدایات بھی دے رہیں تھیں۔

مہمان کی عزّت کرنا اور اس کا اکرام کرنا تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یہ مہمان تو بہت خاص ہے، سال میں ایک مرتبہ آتا ہے اور اتنے سے وقت کے لیے تو کیا ہم اپنے مہمان کی عزّت نہ کریں؟ اس کو ناراض کر دیں؟ ایسے ہی جانے دیں۔۔۔ اگر یہ ناراض ہو کر گیا تو اللہ تعالیٰ بھی ہم سے راضی نہیں ہوں گے۔ توبہ، توبہ کتنے شرم کی بات ہے۔“ استانی جی تسلسل سے بول رہیں تھیں۔

یہ اندرونِ سندھ کے گاؤں کے ایک مدرسے کے اندر یہ سب کام چل رہے تھے۔ پرانی بچیوں کو تو پتا تھا، مگر نئی آنے والی طالبات حیرانی سے سب سن رہیں تھیں۔ ان کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ سب کے ذمہ میں مختلف کام تھے، کوئی پردے اتار رہا تھا، کوئی الماریاں صاف کر رہا تھا، کوئی دروازے اور کوئی دیواروں سے جالے صاف کر رہا تھا تو کوئی کچن کے برتن اور کیبنٹ صاف کر رہا تھا۔ غرض کے ایک رونق بھی تھی اور پھیلاوا بھی تھا۔

خود رقیہ بیگم قرآنِ شریف کے ریک میں سے قرآن نکال رہیں تھیں اور مسنون دعاؤں کی کتابیں بھی۔۔۔ کچھ بچیوں کو ساتھ لگایا ہوا تھا جو قرآن اور کتابیں صاف کر کے استانی جی کو دے رہیں تھیں اور وہ ان کو بڑی عقیدت سے آنکھوں سے لگا کر اور جزدان میں خوش بو لگا کر سلیقے سے ریک میں رکھ رہی تھیں۔

چھوٹے سے گاؤں میں رقیہ بیگم نے اپنے گھر میں ایک مدرسہ کھول رکھا تھا۔ بڑا گھر تھا، اکیلی رہتی تھیں تو بچیوں کو قرآن اور دینی تعلیم دیتی تھیں۔ گاؤں کے لوگ بڑی عزّت کرتے تھے اور کچھ بچیاں دوسرے گاؤں سے آئی ہوئی تھیں یا کچھ ایسی بھی تھیں، جن کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا، وہ مستقل ان کے پاس رہتی تھیں۔ گاؤں کے سب لوگ مل جل کر خرچہ پانی پورا کرتے تھے، کچھ مخیّر حضرات باقاعدہ مہینے کا خرچہ دیتے، چودھریوں کا گھرانہ اچھا تھا، وہاں سے اناج وغیرہ آتا تھا، اس کے علاوہ رقیہ بیگم کی اپنی زمینیں تھیں۔ غرض کے بہت اچھے نظم وضبط سے سب چل رہا تھا۔

رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہمیشہ رقیہ بیگم بہت پُرجوش ہو جاتیں، ایک الگ ہی رنگ ان پر طاری ہوتا، مدرسے کی تو رمضان میں چھٹی ہوتی تھی، مگر دینی مجالس ہوتی تھیں جو لڑکیاں اپنے گھر چلی جاتی تھیں، وہ بھی افطاری میں اہتمام کروانے آتیں۔ گھروں سے افطاری اور سحری وغیرہ کا اہتمام ہوتا، باوجود ان کے منع کرنے کے لوگ باز نہیں آتے تو وہ اس لحاظ سے کہ سامان ضائع نہ ہو سب کی ترتیب بنا دیتی تھیں۔ افطار تو زیادہ تر سب ساتھ ہی کرتے تھے، پھر سب لڑکیاں بڑے طریقے اور سلیقے سے ہر کام سرانجام دیتیں۔ کوئی افراتفری اور بے ڈھنگا پن نظر نہ آتا، پھر اپنے اپنے حساب سے کوئی تلاوت میں مشغول ہوتی، کوئی ذکر میں تو کوئی نوافل میں، ایک نور کا سماں ہوتا تھا۔

خود رقیہ بیگم کا یہ حال تھا کہ بس ایک رِقّت ایک خوف طاری ہوتا، ہر وقت یہ دھڑکا کہ رمضان بھائی ہم سے ناراض نہ ہو جائیں۔ ایک لمحہ بھی گناہ میں اللہ کی یاد سے غافل ہو کر نہ گزرے، جو لڑکیاں پہلے سے موجود تھیں، وہ تو سب جانتی تھیں کہ استانی جی رمضان کی آمد سے پہلے سب کام سمٹواتیں اور رمضان کی فضیلت پر بات کرتیں۔۔۔ نئی آنے والی لڑکیوں کے لیے تو یہ سب حیرت انگیز تھا کہ عموماً روزے کے ساتھ غیبت بھی چلتی تھی اور گناہ بھی جاری رہتے، ذکر و تلاوت کے ساتھ یہ سب چلتا تھا۔ جب استانی جی نے بڑے پیار سے سمجھایا کہ دیکھو! کھانا، پینا تو جائز ہے، وہ ہم روزے میں چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا کی نعمتیں سامنے ہوتی ہیں، شربت، پکوڑے، چھولے اپنے ہاتھوں سے بنا رہے ہیں، مگر کھاتے نہیں۔۔۔ کیوں؟ روزہ ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے، مگر جائز نعمتیں چھوڑ کر اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا رہے ہوتے ہیں۔ لڑکیاں ایک دَم حیران اور کراہیت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ استانی جی نے ان کی حیرت کو دیکھا اور بولیں: غیبت کوئی معمولی بات نہیں اور روزے کا تو نور ہی چلا گیا۔ روزہ رکھنے کا فرض تو پورا ہو گیا، مگر اس کا نور نہیں ملا۔

”یہ نور کیا ہوتا ہے اور ہمیں کیسے پتا چلے گا نور کا؟“ ایک بچی نے سوال کیا۔

”بیٹا! نور ایسے پتا چلے گا کہ عبادت میں مزہ آنے لگتا ہے۔ اللہ کے نام کا مزہ آنے لگتا ہے۔ گناہ سے نفرت ہونے لگتی ہے۔“ استانی جی نے جواب دے کر اپنی بات دوبارہ شروع کی۔ اب تہجد پڑھی، دن میں غیبت کر لی، جھوٹ بول دیا کسی کا دل دُکھا دیا تو سب نور چلا گیا۔۔۔ بچیو! ایک بات یاد رکھیں! عبادت کے ساتھ جب تک گناہ بھی جاری رہیں گے، تب تک ہمارے رمضان بھی ہمارے زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکیں گے۔ عبادت تو شیطان نے بھی بہت کی، مگر ایک نافرمانی سے مردود ہو گیا۔ رمضان المبارک اللہ کو منانے کا دوستی کا ذریعہ ہے۔ گیارہ مہینے اپنی من کرتے ہیں، ایک مہینہ اللہ کو دے دیں، جو کام ضروری نہیں، انھیں چھوڑ دیں اور فضول باتوں سے بچنے کی نیت سے سونا بھی عبادت بن جائے گا، ان شاء اللہ۔۔۔!

”تو کیا ہم سوئیں گے، جب بھی ثواب ملے گا۔“ ایک بچی نے معصومیت سے سوال کیا۔

”جی ہاں! مگر اپنے فرائض نماز وغیرہ وقت پہ ادا کریں۔ اسی طرح آخری عشرہ میں یعنی جو جاگنے کی راتیں ہیں، اس میں لوگ زبردستی جاگتے ہیں، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں، مگر جاگ رہے ہیں تو زبردستی تو نہیں ہے، جتنی توفیق ملے، اتنا کر لیں۔ عشاء پڑھ لی ہے، تراویح بھی پڑھ لیں۔“

”تو کیا عورتیں بھی تراویح پڑھتی ہیں۔“ نئی آنے والی بچیوں میں سے ایک نے حیرت سے سوال کیا۔

”جی بیٹا! یہ ہمارے اوپر بھی واجب ہے۔“ استانی جی نے جواب دیا۔ ہاں تو سب کاموں سے فارغ ہو کر سو جائیں اور سحری میں تو ویسے بھی اُٹھتے ہیں، کچھ پہلے اُٹھ کر تہجد وغیرہ پڑھ لیں، پھر فجر تو الحمد للہ پڑھتے ہی ہیں، بس پوری رات جاگنے کا ثواب ملے گا۔ کوئی زبردستی کسی پر نہیں ہے، بس جتنا آسانی سے ہو جائے۔ ہاں! گناہ نہ کریں، اللہ کو ناراض نہ کریں، گناہ تو ویسے ہی اچھی بات نہیں اور رمضان المبارک میں مزید احتیاط لازم ہے۔

”چلو بچیو! سب کاموں کو نمٹانا ہے، تاکہ رمضان میں عبادت کے لیے تازہ دَم رہیں اور وقت بھی بچ جائے عبادت کے لئے۔ ابھی سے یہ نیت کر لیں کہ ان شاء اللہ گناہوں سے بچنا ہے، رمضان میں بھی اور اس کے بعد بھی۔۔۔“ استانی رقیہ نے بات ختم کی تو سب نے آمین کہا۔ نئی آنے والی بچیوں کی سمجھ میں بات اچھی طرح آ گئی کوئی دردِ دل رکھنے والا اور پیار سے سمجھانے والا ہو تو کیوں دل میں نہ اُترے۔۔۔ اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنا بھی تو عبادت ہے!!

اس کہانی کا بہترین عنوان رکھنے پر 300 سو روپے انعام دیا جائے گا۔ صفحہ 55 بھی دیکھیں

بلاعنوان

بنتِ مسعود احمد

”امی! یہ آسمان سب کے لیے ایک جیسا کیوں نہیں؟“ اس کی نظریں آسمان پر چمکتے ستاروں کے جھرمٹ پر ٹکی تھیں۔

”لڑکی! طبیعت تو ٹھیک ہے، یہ کیسا بچکانہ سوال ہے؟ پوری دنیا کے لیے آسمان ایک سا ہی ہے۔ کیا آج کچھ نیا نظر آ رہا ہے آسمان پر؟“ زرینہ ہنس کر بولی۔

”امی۔۔۔ یہ آسمان سب کے لیے ایک سا نہیں ہے، سچ میں!“ شفا کا انداز حتمی تھا۔

سلائی میں مصروف زرینہ نے پہلی بار سامنے دھرے کپڑے پر سے نظر اٹھا کر اسے حیرانی سے دیکھا جو ستاروں پر نظر ٹکائے کسی گہری سوچ میں تھی۔ شفا کی سوچیں اسے کسی اور جہاں میں لے جا چکی تھیں۔ نظروں کے سامنے ایک ایک کر کے وہ سب دلخراش مناظر نوحہ کناں تھے۔

ملبے میں دبی وہ معصوم سی بچی جیسے کسی مدد کو پکارتے پکارتے تھک کر اطمینان کی نیند سو چکی تھی اور یہ دوسرا منظر تو اس سے کہیں بڑھ کر تھا، ایک چھوٹا بچہ سفید کپڑے کے اس پار جھانک رہا تھا اور مچل کر رو رہا تھا اور کیوں نا مچلتا تڑپتا۔۔۔ اس کی ماں کفن میں لپٹی بے سدھ پڑی تھی۔ کیسے کیسے دلخراش مناظر ہیں۔

یہ کوئی تین سال یا شاید اس سے بھی کچھ چھوٹا بچہ جو ماں کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ گھسٹنے پر مجبور ہے۔۔۔ اور وہ بھلا کرے بھی تو کیا؟؟؟ جب کوئی گھر اُجاڑ ڈالے اور گھر کے مکینوں کو اس مقام پر لا کھڑا کرے۔۔۔ تپتی سڑکوں پر بھوک و پیاس سے نڈھال ایک نامعلوم منزل کا راہی بنا دیے جانا۔۔۔ یہ سفر آسان نہیں ہوتا۔ ایک ایسی منزل جس کا انجام ایک سوالیہ نشان ہو۔ کتنے رتجگے اُداس راتوں کے اور کتنی صبحیں فکروں کی زنجیروں میں جکڑے گزر چکیں کہ شاید اب تو چند سکون کی سانسیں سوکھے صحرا میں پھوار کی مانند میسر ہوں۔

- یہ ایک معصوم بچہ رات کے اندھیرے میں بلا خوف و خطر یہ کیسی ضد لگائے قبرستان میں اپنی ماں کی قبر پر لیٹا رو رہا ہے کہ مجھے میری ماں کی گود میں سونا ہے۔۔۔
- اور یہ سڑک پر کھڑا بارہ تیرہ سال کا لڑکا، ایک ہاتھ میں کچھ ماہ کے بچے کو اٹھائے اور دوسرے ہاتھ میں ایک بچی کا ہاتھ تھامے بھلا کس اُمید پر کھڑا ہے۔۔۔؟
- اور یہ ملبے کے ڈھیر کے نیچے سوراخ سے ننھا سا ہاتھ کس اُمید پر باہر کو نکلا ہے کہ ہے کوئی مہربان جو ہمیں سہارا دے سکنے کی سکت رکھتا ہے۔۔۔
- یہ ننھی بچی جو تھکن سے چور ہے، جس کے سر کے بال سے لے کر پورا جسم مٹی میں اَٹا ہے، یہ کتنی دور سے چلتی آ رہی ہے۔ اپنی پھول سی بہن کو کس محبت سے کمر پر لاد رکھا ہے۔۔۔

ہم جہاں سے دیکھتے ہیں، وہاں سُکون ہے۔ ہر چیز معمول پر ہے، مگر سب کے لیے آسمان ایک جیسا نہیں۔۔۔ ہمارے فلسطینی بہن بھائیوں پر آسمان سے آگ کے شعلوں کی برسات ہو رہی ہے، جس میں ان کا سب کچھ برباد ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی زمین ان پر تنگ ہو رہی ہے۔ لوگوں کے گھر اُجڑ رہے ہیں، گھر والے بچھڑ رہے ہیں۔ ہر چیز جل رہی ہے، مگر ہمارے معمولاتِ زندگی میں فرق کیا ہے؟ بس کچھ سن لیا تو دو بول افسوس کے کہہ کر غم ہلکا کر لیا۔ دو آنسو بہا کر دل کا بوجھ اتار ڈالا۔ چند معمول کی دعائیں کر ڈالیں اور حقِ محبت ادا کر دیا۔۔۔ بس یہی! کیا یہی کافی ہے؟ کیا اپنے طور پر کچھ کرنے کی لگن دل میں نہیں اُبھرتی۔۔۔ ہم احساس کو غفلتوں اور بے حسی کی تھپکیاں دے دے کر سلا چکے ہیں اور ان کی زندگیاں ان پر اتنی تنگ ہو چکی ہیں کہ کھانا پینا تو درکنار، سانس لینا اور جینا بھی ان کے لیے آزمائش بن چکا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہم اللہ کی نظر میں کس جگہ کھڑے ہیں۔۔۔؟

◆◆◆

لسٹ بناتی زرینہ باآواز بلند شہیر کو چیزیں گنوا رہی تھی۔

”چینی، چاول، آٹا، تیل، دالیں، بیسن، چنے، دلیہ اور سوجی۔۔۔ اب شیمپو آپ کوئی سا بھی اچھا سا دیکھ کر لیجیے گا۔ پچھلی بار جو شیمپو آیا تھا، مجھے لگتا ہے اس کے استعمال سے بال بہت گر رہے ہیں۔“

”اچھاااا۔۔۔ میں دیکھ لوں گا۔“ وہ مصروف سا بولا۔

”اور ہاں۔۔۔ برتن دھونے والے صابن کے ساتھ لیکوڈ بھی ضرور لیجیے گا، کبھی بہت چکنے برتن ہو جاتے ہیں جو صابن سے مشکل سے صاف نہیں ہوتے ہیں۔“ وہ سرف صابن کے ساتھ چائے کی پتی، ٹوتھ پیسٹ سب کے نام ساتھ ساتھ لکھتی جا رہی تھی۔

◆◆◆

”یہ سامان کون لایا ہے؟“ شفا نے ایک ایک شاپر کھول کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارے ابو لائے ہیں۔“

”کیوں۔۔۔ وہ یہ سب کچھ کیوں لے کر آئے ہیں؟“ زرینہ نے حیران ہو کر دیکھا۔

”وہ پہلی بار یہ سامان لائے ہیں کیا؟ ہر مہینے گھر کا سودا سلف آتا ہی ہے، اب اس میں کوئی نئی بات ہے کیا؟“

”آپ کو لگتا ہے اب سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا؟ کیا کچھ بھی نہیں بدلا؟“ شفا نے اُداسی سے پوچھا۔

”تم آج کل جو باتیں کر رہی ہو، میری سمجھ سے بالاتر ہیں شفا!“ زرینہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اب زندگی میں پہلے جیسا کچھ نہیں رہا، یہ لسٹ چیک کریں۔۔۔ اور غور کریں اس میں آدھی سے زیادہ چیزیں اسرائیل کے ہم نواؤں کی تیار کردہ ہیں۔“ شفا نے زرینہ کو سودے کا پرچہ دکھایا۔

”یہ صابن، سرف، برتن دھونے والا لیکوڈ، یہ فیس واش، یہ کافی۔۔۔ امی یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ہمارا پیسہ ہم اپنے بھائی بہنوں کے قاتلوں کو روزانہ خود دے رہے ہیں اور ایسا کر کے کیا ہم شریک جرم نہیں بن رہے۔۔۔؟ وہ روتے ہیں تو روتے رہیں، وہ تڑپتے ہیں تو تڑپتے رہیں، وہ بھوکے ہیں پیاسے ہیں۔۔۔ آئے دن اپنے پیاروں کو کھو رہے ہیں۔۔۔ ہمارے لیے کوئی مسئلہ

نہیں ہے، کیوں۔۔۔؟ کیوں کہ یہ ہمارا نہیں ان کا مسئلہ ہے۔ ہم مسلمان ہیں، آپس میں بھائی بھائی ہیں، مگر پھر بھی ہمیں فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں فرق تب پڑتا ہے، جب ہم اسرائیل کے ہم نواؤں کی مصنوعات کو چھوڑتے ہیں، جن کے ہم عادی ہو چکے ہیں۔ ہم کتنے سالوں سے ایک پراڈکٹ استعمال کرتے چلے آرہے ہیں، اب اسے چھوڑنا ہمارے لیے مشکل ترین بلکہ ناممکن ترین کام ہے۔ اتنی خاموشی بھی جرم ہے، جب کسی دوسرے کو اپنے کیے کا احساس ہی نہ ہو۔"

آج دل کی بھڑاس نکلی تو اس نے سب کچھ کہہ ڈالا۔ وہ رو رہی تھی اور زرینہ سوچ رہی تھی کہ اگر شفا اس کی توجہ اس طرف نہ دلاتی تو وہ کتنے بڑے خسارے میں پڑ چکی ہوتی اور روزِ محشر اپنے رب کو کیا منہ دکھاتی۔۔۔؟

آج شفا کی دوست وانیہ نے پورے کالج میں ٹاپ کرنے پر پارٹی رکھی تھی۔ وہ اس کی بہترین سہیلی تھی، اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے پارٹی میں شرکت کرنا ہی تھی۔ اب نہ کالج میں اس کا جی لگتا نہ کہیں کسی کے گھر آنے جانے میں۔۔۔ مگر وانیہ کے صدہا اصرار پر وہ پارٹی میں شریک ہو گئی تھی۔

سب دوستیں ہنسی مذاق کر رہی تھیں اور وانیہ نے ان کے لائے تحفے سب کے سامنے ہی کھولنے شروع کر دیے۔ ساری سہیلیاں خوش و مگن تھیں۔ شفا بھی بھرپور کوشش کر رہی تھی کہ وہ اس محفل میں دل سے شریک ہو سکے اور اپنی اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو چکی تھی۔ دل پر دھرا بوجھ اب تھوڑا سا ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ ذہن پر چھائے گہری سوچوں کے بادل بھی کہیں کو چھٹ چکے تھے۔ اچانک وانیہ کی ماما نے سب کو ٹیبل پر آنے کا کہا۔ ساری سہیلیاں کمرے سے باہر نکل کر لاؤنج میں آگئیں۔ پوری ٹیبل انواع اقسام کے اسنیکس، فاسٹ فوڈ، کولڈ ڈرنک اور جوس سے سجی تھی۔

شفا کو یہ سب دیکھ کر عجیب سی گھٹن کا احساس ہونے لگا۔

"یہ بے حسی ہے۔" اس کے دل نے چپکے سے ضمیر کو ملامت کی، ایک پل کو جیسے سب تھم سا گیا۔ وانیہ نے ساکت کھڑی شفا کو پکارا: "شفا۔۔۔ کن سوچوں میں گم ہو؟"

"میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"کیا ہوا؟ ابھی تو صحیح تھیں۔" اور سہیلیاں بھی تشویش سے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

وہ سب ٹیبل کے پاس سے ہٹ کر دوبارہ اسی کمرے میں جا بیٹھیں۔

سب کی تشویش زدہ نظریں سر جھکائے بیٹھی شفا پر ٹکی تھیں۔

"کیا میں کچھ کہنے کا حق رکھتی ہوں؟" یہ سوال اس نے خود سے کیا اور اگلے پل وہ ان سب سے مخاطب تھی۔

"کیا تم سب واقعی مجھے اپنی دوست سمجھتی ہو؟" سب نے حیرت سے اس کا بے موقع سوال سنا اور فوراً اپنی دوستی کا یقین دلانے کی کوشش کرنے لگیں۔

"اب ہم اتنے بڑے تو ہو چکے ہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، ہم ان سب باتوں سے واقف ہیں، لیکن ہم شاید یہ نہیں جانتے کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اُخوت و محبت کو ایک جسم کے مختلف اعضا سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ترجمہ: ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات: ۱۰)

"مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی ہیں۔"

گویا پوری دُنیا کے مسلمان اُمتِ اسلامیہ کا ایک جزو ہیں۔ اگر وہ اپنے اپنے خطوں میں اپنے ملکوں میں چین اور آرام کی زندگی گزار رہے ہیں تو پوری اُمت پُرسکون ہو گی اور اگر وہ کسی مصیبت یا ظلم کا شکار ہیں تو اُن کی تکلیف سے پوری اُمت بے چین اور تکلیف میں ہو گی اور اس طرح کی صورتِ حال میں ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی فکر کریں اور اُن کی پریشانی کے حل کے لیے ہر ممکن کوشش کے ساتھ ساتھ اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لائیں۔

سب سہیلیاں بغور اسے سن رہی تھیں۔

"تم سب سمجھ رہی ہو نا، میں کس کی بات کر رہی ہوں؟"

وانیہ فوراً بولی: "تم فلسطین میں جاری ظلم و ستم کی بات کر رہی ہو۔ واقعی ہمیں ان کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ہم سب خود تو کمفرٹ زون میں ہیں، ہم ان کی پریشانیوں کا ایک پرسنٹ بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک کہا۔۔۔ اس کے لیے ہم سب مل کر اپنی پاکٹ منی سے پیسے جمع کر کے وہاں کے لوگوں کے لیے بھیجیں گے، ان شاء اللہ۔" عصمت بولی۔

"یہ اچھا رہے گا۔ ہم اس طرح سے ان کی مدد کرنے کے لیے اور دوسرے لوگوں کو بھی راضی کریں گے۔" قدسیہ نے جوش سے کہا۔

"مجھے بہت خوشی ہے کہ تم سب نے میری بات کو سمجھا۔ ہم فلسطینی بھائیوں کی مدد دو طرح سے کر سکتے ہیں۔ پیسے دے کر بھی اور نہ دے کر بھی۔" سب نے حیرانی سے اس کی بات سنی۔

"ہم ان کے لیے دعائیں بھی کر سکتے ہیں۔" ماہم نے شفا کی بات سن کر کہا۔

"دعائیں تو ان کے لیے ہمہ وقت جاری رکھنی چاہیے، مگر میری بہنو! ہم ان کو پیسے بھیجیں، یہ بہت اچھی بات ہے، مگر ان کے دشمنوں کو پیسا دینا یہ بہت ہی کم ظرفی اور ذہنی پستی کی علامت ہے۔"

"ہم کیوں ان کے دشمنوں کو پیسے دیں گے بھلا؟" عصمت فوراً بولی۔

"ہاں بھئی! ہم تو یہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ ایک پھوٹی کوڑی نہ دیں۔"

"ہم یہ کر رہے ہیں، یہی تو افسوس کا مقام ہے۔"

"میرے ساتھ آؤ" وہ ان سب کو لے کر ٹیبل تک آئی۔

"یہ چپس، یہ بسکٹ کس کمپنی کا ہے؟ جانتی ہو۔۔۔ اور یہ فاسٹ فوڈ کمپنی اسرائیلیوں کی ٹاپ سپورٹر ہے۔ یہ جوس کے ڈبے اور یہ بوتلیں۔۔۔ یہ سب ہم فلسطینیوں کے دشمنوں کو پیسہ خوشی خوشی ادا کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے بھائی بہنوں کو اپنے بموں اور بلڈوزروں سے اجاڑ دے۔"

"اللہ نہ کرے شفا! ہمیں نہیں معلوم کہ یہ سب اسرائیلی پراڈکٹ ہیں۔" وانیہ نے دہل کر کہا۔

"کیوں نہیں معلوم! معلوم کرنا چاہیے۔۔۔ دنیا کے حالات سے سب آشنا ہے اور اتنی بے خبری اچھی نہیں۔ ہر چیز خریدنے سے پہلے تحقیق کرو، چاہے وہ کھانے کی چیزیں ہوں، جسمانی استعمال کی ہوں یا پھر کوئی مشینری۔۔۔ کم از کم اتنا تو ہم کر ہی سکتے ہیں۔"

"ہاں! تم نے ٹھیک کہا۔ اب ہر چیز لیتے ہوئے ہمیں پہلے چھان بین ضرور کرنی چاہیے۔ خدانخواستہ ہمارا پیسہ ہمارے ہی بھائیوں کے خون بہنے کا سبب بنے، یہ کتنی بڑی بدبختی ہے۔" وانیہ نے افسوس سے کہا۔

نبی اکرم ﷺ نے اخوتِ اسلامیہ اور اُس کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ (صحیح مسلم) شفا نے کہا۔

سب سہیلیوں نے اس کی دل سے تائید کی اور پکا عہد کیا کہ وہ آئندہ اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کے لیے نمازِ حاجت کا اہتمام کریں گی اور ان کی مالی مدد کے ساتھ ساتھ اسرائیلی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ بھی کریں گی۔۔۔ ان شاء اللہ!!

NAZIJ DATES
IMPORTED FROM MADINAH AL MUNAWARAH

تراویح میں ختمِ قرآن ہوں
یا سحر و افطار کے دسترخوان
مدینہ منورہ کی کھجوریں بنیں رونقِ رمضان

- AJWA
- QALMI
- AMBAR
- SUKARI
- MUBROOM

ORDER NOW

KSA
+966 558 149 650
5092-5116 AL IMAM AL SHAFEI, AL FAISALIYYAH, JEDDAH 23447

PAKISTAN
0330 280 7253
SHOP#3 AL-YOUSUF COMFORT, GULSHAN-E-IQBAL 13-C, NEAR CHASE UP MINI, BEHIND AL-MUSTAFA HOSPITAL, KARACHI.

SCAN ME

صلہ رحمی کریں

آمنہ عبدالباسط

"یااللہ ہمارے حال پہ رحم فرما اور ہمیں اپنی شانِ کریمی سے نواز دے۔ آمین!" اس نے جیسے ہی نمازِ ظہر کے بعد دعا کے اختتام پہ آنسوؤں سے تر چہرے پہ ہاتھ پھیرے تو دس سالہ بیٹا "بھوکے کو کھانا کھلاؤ، ثواب کماؤ" کا نعرہ لگاتے ہوئے اس کے پاس آ گیا۔ شدید بھوک لگنے پہ بچوں کو کھانے کا مطالبہ کرنے کے لیے یہ جملہ بھی مہناز نے از خود از بر کرایا تھا، یعنی کہ اب کچھ سامان کرنا لازم تھا۔

"آ گیا میرا بیٹا شاباش! چلو آج کچھ نیا ٹرائی کرتے ہیں!" ٹھنڈے چولہے کا خیال آتے ہی اس نے بے اختیار بیٹے کو پچکارا اور پیار کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچن میں قدم رکھا تو راشن کے خالی ڈبے اور ویران سی لہسن پیاز کی ٹوکری اسے منہ چڑا رہے تھے۔ ٹوکری میں بس ایک پیاز پڑی تھی، اس نے ایک بار پھر ہمت مجتمع کرتے ہوئے بہت اُمید سے فریج کھولا تو دو انڈے نظر آئے، جیسے تیسے کر کے اس نے انڈوں کا شوربے والا سالن بنایا۔ کنستر کے پیندے میں موجود بچے کھچے آٹے کو گوندھ کر روٹیاں بنائیں اور بچوں کو نئی ڈش کے طور پہ کھانا پیش کر دیا۔

"یہ کیا؟ آپ تو کہہ رہی تھیں آج کچھ نیا بنائیں گی؟" چھوٹی بیٹی نے سالن دیکھتے ہی شکوہ کر دیا۔ وہ ذرا لاڈلی تھی اور کھانے پینے کے معاملے میں کچھ تنگ بھی کرتی تھی۔

"ارے بیٹا! یہ نیا ہی تو ہے۔ آج آملیٹ کی جگہ نئی ترکیب سے انڈوں کا سالن بنایا ہے، آپ کھا کے تو دیکھیں کتنا مزے کا ہے!"

"ٹھیک ہے، ایک شرط پہ کھاؤں گی کہ بابا مجھے کل برگر لا کے دیں گے؟"

"ان شاء اللہ ضرور! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گی تو بہت جلد لا دیں گے، پھر رمضان بھی تو آنے والے ہیں نا! ہمیں اس کی بھی تیاری کرنی ہے۔ اس لیے خود کو بار بار کھانے پینے اور شیطان کو خوش کرنے والی خواہشات سے بچنے کی پریکٹس ہم کل سے شروع کرنے والے ہیں۔"

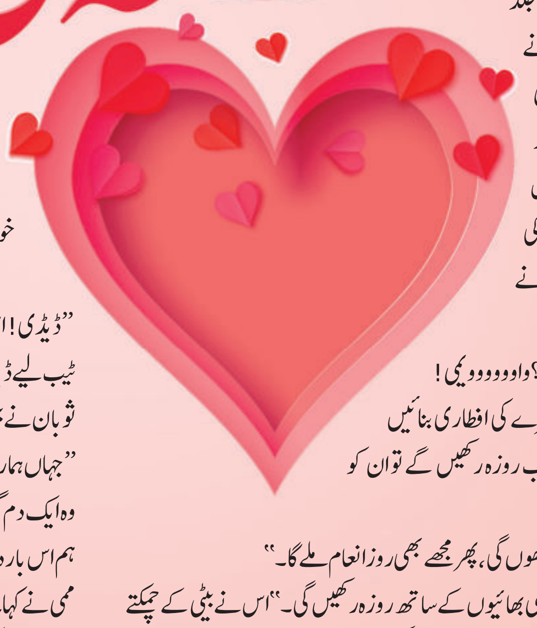

"ہیں ں ں! رمضان آنے والا ہے؟ واوووو ممی! کتنا مزہ آئے گا۔ آپ روز مزے مزے کی افطاری بنائیں گی۔ ٹھنڈا ٹھنڈا شربت ملے گا، سب روزہ رکھیں گے تو ان کو انعام ملے گا۔"

"امی جان! اس بار میں بھی روزہ رکھوں گی، پھر مجھے بھی روز انعام ملے گا۔"

"ان شاء اللہ ضرور! اس بار ثانیہ بھی بھائیوں کے ساتھ روزہ رکھیں گی۔" اس نے بیٹی کے چمکتے چہرے پہ بوسہ دیا اور پاس پڑا فریم اٹھا کر کڑھائی کرنے لگی۔

اب سات سالہ ثانیہ رمضان اور ملنے والے انعام کی خوشی میں بھول چکی تھی کہ اسے انڈے بالکل بھی پسند نہیں ہیں حتیٰ کہ فرمائشی برگر بھی ذہن سے محو ہو چکا تھا۔ یاد تھا تو بس اتنا کہ رمضان آ رہا ہے اور انعام ملنے والا ہے، سو وہ بڑی خوشی سے کھانا کھانے لگی۔

"تمہیں آتا بھی ہے روزہ رکھنا؟؟ ذرا سی بھوک برداشت نہیں تو سارا دن خالی پیٹ کیسے رہو گی؟ تم چڑیا والا ہی رکھنا تمہیں وہی سوٹ کرتا ہے، ہاہاہاہا"

"جی نہیں، میں اس بار آپ سب کی طرح مکمل روزہ رکھوں گی، ہاں!" دوسرے بیٹے نے بہن کو چھیڑا تو وہ منہ بسورنے لگی اور گھر میں داخل ہوتے نعمان صاحب دل تھام کے رہ گئے۔

بیگم کی روز نئی ڈش اور بچوں کی اگلے دن کے لیے فرمائش جیسے معمول سا بن چکا تھا، مگر آج پہلی بار انھوں کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بیٹوں کی گہری چپ اور بیٹی کی گفتگو سنی تو پریشانی نے نئے سرے سے انھیں گھیر لیا۔

◆◆◆

ان کے حالات کبھی اس قدر خراب نہ ہوئے تھے کہ یوں دو وقت کا کھانا مشکل ہو جاتا۔ نعمان صاحب اپنی بساط سے بڑھ کے محنت کرتے اور ہمیشہ حلال رزق کو ترجیح دیتے، پھر بیگم طبیعت کی بھلی مانس خاتون تھیں جو انتہائی سلیقے سے خرچ کرتیں۔ کبھی فالتو جگہ پیسے کا استعمال نہ کرتیں، بجٹ خود بناتیں۔ سب ٹھیک چل رہا تھا کہ یکایک مہنگائی کا طوفان اٹھا اور سفید پوش طبقہ اس طوفان تلے دب گیا۔

خیر! نعمان صاحب اب اور زیادہ محنت کرنے لگے، لیکن ان کی صحت عین کٹھن وقت پہ انھیں دھوکا دے گئی۔ ظاہر ہے دن رات کی اَن تھک محنت اور اخراجات کی پریشانی کا اثر تو ہونا تھا، بس کب سے خاموش بیٹھا جگر کا ورم ظاہر ہوا اور بڑھتے بڑھتے خطرناک صورتِ حال اختیار کر گیا۔ انھوں نے بہتیری کوشش کی کہ جلد افاقہ ہو جائے، لیکن بیماری سے چھٹکارے کے لیے پرہیز کے ساتھ مکمل آرام اور متوازن غذا بھی درکار تھی، جبکہ یہاں آرام کی گنجائش نہ تھی۔ وہ اسی طرح ڈبل ڈیوٹی کرتے رہے، نتیجتاً جب زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو چند مہینے گھر رہنا پڑا۔ بیگم کی کفایت شعاری سے بچائی گئی رقم سے ان کا علاج اور گھر کا خرچ کچھ عرصہ چلتا رہا، مگر اب حالات دگرگوں ہونے لگے تھے۔

وہ بچوں میں کسی قسم کی محرومی یا کم مائیگی کا احساس پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے، سو جتنا سوچتے پریشانی بڑھتی جاتی۔ سوال کرنے کی انھیں عادت نہ تھی اور نہ کبھی ہمت کر پائے حالاں کہ ان کا سارا خاندان انتہائی خوشحال اور امیر گھرانوں میں شامل تھا، کچھ عرصہ پہلے تک وہ بھی خوشحال تھے اور کسی حد تک امیر بھی!!!!

◆◆◆

"ڈیڈی! اس بار ہم پکنک پہ کہاں جائیں گے؟ آپ ہمیں دبئی لے جائیں۔" ننھی ہانیہ ہاتھ میں ٹیب لیے ڈیڈی کی گود میں چڑھ آئی، جہاں اس کی پسندیدہ ویڈیو میں پارک کی سیر کی جا رہی تھی۔

ثوبان نے بیٹی کے بال سہلائے اور ہیئر کلپ درست کرتے ہوئے کہا:

"جہاں ہماری بیٹی کہے گی، ہم وہیں جائیں گے۔ ان شاء اللہ!"

وہ ایک دم گود سے اتری اور خوشی سے پورے اپارٹمنٹ میں اُچھلنے لگی: "یے ے ے ے! ہم اس بار دبئی جائیں گے، واووو ممی! ہم دبئی جائیں گے۔" ڈِش واشر سے پلیٹیں نکالتی ہوئی ممی نے کہا۔

"اوکے! لیکن ابھی ٹیب چھوڑ کر اپنا ہوم ورک کمپلیٹ کرنا ہو گا، پھر ہی جا سکیں گے۔" تو وہ جلدی اسٹڈی ٹیبل پہ جا بیٹھی، تاکہ ہوم ورک مکمل کر سکے۔

اور اپنی پسندیدہ کتاب "جنّت کے متلاشی" کا مطالعہ کرتے ہوئے ثوبان چونک سے گئے تھے، جہاں رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم درج تھا۔

"آپ اس کی ہر فرمائش پوری مت کیا کریں، ہم یہاں کہیں قریب بھی تو جا سکتے ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ بچوں کو خواہشات کا غلام بنا دیا جائے؟"

◆◆◆

"جانتا ہوں، ہر خواہش پوری نہیں کرنی چاہیے! مگر میری ایک ہی بیٹی ہے، میں نہیں چاہتا وہ اپنے دل میں کوئی محرومی پالے، یہاں زندگی ویسے ہی بہت سخت ہے تو اگر میں بھی اس کی

صفحہ نمبر 44 پر

کچھ اس طرف بھی دیکھیے

ساجدہ بتول

رمضان المبارک کا مقدّس مہینہ تھا۔ افطار کی مبارک گھڑیاں تھیں۔ صحنِ حرم تھا۔ مطاف کی حسین جگہ تھی اور بیت اللہ شریف کا حسین ترین نظارہ جب اتنے حسن اور اتنی برکات جمع ہوں تو آپ کی کیا کیفیت ہو گی۔ خوشی سرور کیف یا آنسو! مگر یہاں شادی مرگ کی کیفیت طاری تھی، کیوں کہ ہمارا یہاں یہ آخری دن تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا، اس خوبصورت منظر کو ہمیشہ کے لیے آنکھوں میں قید کر لوں۔ اس وقت میرے پاس صرف کھجور تھی، پانی نہیں تھا۔ رمضان المبارک میں سارا دن حرم شریف کے اندر پانی کا انتظام بالکل نہیں ہوتا اور باہر سے ٹھنڈا پانی اندر لے کر جانے کا مطلب تھا ہم افطار سے قبل اندر نہیں جا سکتے، کیوں کہ عصر کے بعد ہی اندر جانے کے راستے بند ہو جاتے تھے اور اس سے قبل اگر ٹھنڈا پانی لے کر اندر جاتے بھی تو افطار تک وہ گرم ہو جاتا۔ ہم نے اس فکر کو ملتوی کیا، جس کے ہم مہمان ہیں، وہ خود ہی انتظام کرے گا۔ بس ایک طواف اور مل جائے۔۔۔ عشاء کے بعد تو ہمیں جدّہ روانہ ہونا تھا۔

لہٰذا ہم لوگ خالی ہاتھ اندر چلے آئے تھے اور طواف کے دوران ہی کسی نے میرے ہاتھ میں کھجوروں کا پیکٹ تھما دیا۔ آنکھیں اس منظر کو یاد کر کے اب بھی بہ رہی ہیں۔ آپ رحمان کے سامنے ڈائریکٹ حاضر ہیں۔ آپ کے دل میں کوئی تقاضا پیدا ہوتا ہے اور وہ اس تقاضے کو اسی وقت پورا کر دیتا ہے۔ اس وقت احسان مندی اور شکرانے کے کیا ہی جذبات ہوں گے۔ سر ہے کہ جھکا جاتا ہے، آنکھیں ہیں کہ نَم ہوئی جاتی ہیں اور دل ہے کہ سراپا نیاز ہے۔ خیر! کھجوریں تو مل گئیں، پانی نہیں ملا۔۔۔ مگر نو ٹینشن! جس نے کھجوریں دی ہیں، وہ پانی بھی دے گا، آپ کا کام اس وقت صرف مانگنا ہے۔ پانی کی ایک بوند سے لے کر دریا تک، کھجور سے لے کر باغ تک، سوئی سے لے کر گھر کے پورے سامان تک، مانگنا ہے اور بس مانگنا ہے اور میں مسلسل مانگ رہی تھی۔ عصر کے بعد طواف ہو گیا تھا، پھر مولانا صاحب (میرے شوہر) مردوں والے حصے میں چلے گئے اور میں خواتین والے حصے میں آ گئی۔

اس وقت میں مطاف کے بالکل سامنے کے حصے میں خواتین کی سب سے اگلی صف میں موجود تھی، جن مہربانوں نے مجھے عمرے کا مکمل خرچ دے کر یہاں بھیجا تھا، دل مسلسل ان کے لیے دعائیں کیے جا رہا تھا۔ ”اللہ جی! ان کو دنیا کی خوشیاں دینا، ان کو اولاد کی خوشیاں دینا، ان کو آخرت کی خوشیاں دینا، ان کو دونوں جہانوں کی کامیابیاں دے دے۔ ان کو سارے مسائل سے چھٹکارا دے دے، ان کو یہ، ان کو وہ۔۔۔ اللہ جی! اللہ جی۔۔۔!“ اچانک قریب ہی کچھ ہلچل ہوئی۔ نظر اٹھائی تو حرم شریف کا خادم تھا۔ ٹھنڈے پانی کی بوتلیں تقسیم کر رہا تھا۔ ذرا سی آگے ہوئی اور ایک بوتل لے لی۔ بس کہا نہیں تھا! ہم جس کے مہمان ہیں، وہ خود ہی انتظام کرے گا۔۔۔! ابھی افطار میں چند منٹ باقی تھے۔ یہ چند منٹ بھی آخر گزر گئے اور لیجیے محبوب کے گھر میں ہمارا آخری روزہ تمام ہوا۔ یہ رونے کا مقام ہے، مگر شکر بھی ضروری ہے، جس اللہ نے میرے دو آنسوؤں پہ مجھے میرے گھر سے اٹھا کر یہاں پہنچا دیا، اس کا شکر کس قدر ضروری ہے! میں اسی دو دو چار میں مگن پانی کی بوتل کو منہ سے لگانے ہی والی تھی کہ ایک آواز کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ کم زوری لاچاری اور پیاس میں لپٹی آواز! آہ و زاری، مسکنت اور التجا میں لتھڑی آواز! ”ماء“ میں نے بوتل سے منہ ہٹایا اور آواز کی سمت دیکھنے کی کوشش کی۔ نظر کچھ نہیں آیا۔ وہ دور تھی۔ میں نے دوبارہ بوتل سے منہ لگایا اور پھر! ”ماء“ میں بے چین ہو کر کھڑی ہو گئی۔ ایک بار پھر اس سمت نگاہ دوڑائی اور پھر میری اس پہ نظر پڑ گئی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر خاتون تھیں، جو پانی کی صدا لگا رہی تھیں۔ اِرد گرد سب خواتین افطاری میں مصروف تھیں۔ کچھ نے پانی کی بوتلیں منہ سے لگا رکھی تھیں اور کچھ کھجوریں کھا رہی تھیں، مگر یہ جو خاتون تھیں ان کو ابھی تک پانی نہیں ملا تھا۔ اِدھر پیاس سے میرا اپنا دم نکلا جا رہا تھا، مگر میرے ذہن میں چودہ سو برس پرانا وہ واقعہ تازہ ہو گیا تھا، جب جنگ کے میدان میں ایک صاحب زخمیوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ ایک زخمی صحابی کی جان لبوں پہ ہے، وہ صاحب پانی لے کر ان کے قریب آتے ہیں اور اس سے قبل کہ پانی ان زخمی صحابی کے منہ کو لگے تو دوسری جانب سے پانی پانی کی صدا سنائی دیتی ہے۔ یہ زخمی صحابی فرماتے ہیں: ”پہلے اس کو پانی پلاؤ۔“ وہ صاحب پانی لے کر صدا لگانے والے تک پہنچتے ہیں، مگر اس سے قبل کہ پانی ان کے منہ کو لگے، ایک اور جانب سے پانی پانی کی صدا سنائی دیتی ہے۔ یہ زخمی صحابی بھی فرماتے ہیں: ”پہلے اس کو پانی دو۔“ پانی والے صاحب اس شخص کی طرف دوڑتے ہیں، وہاں جب تک پہنچتے ہیں تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔ وہ واپس مڑتے ہیں، جب تک پچھلے شخص تک پہنچتے ہیں، اس کی جان بھی نکل چکی ہوتی ہے۔ وہ ابتدائی شخص کی طرف پلٹتے ہیں اور جب اس کے قریب آتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بھی شہید ہو چکا ہے۔

یہ منظر تازہ ہوتے ہی میں نے راستہ بنانے کی کوشش کی کہ ان خاتون تک جاؤں جو پانی کی طلب میں بے حال تھیں، پریشان کھڑی نظریں چاروں طرف دوڑا رہی تھیں ”ماء۔ ماء!“ کی آواز بلند کر رہی تھیں۔ اسی دم میرے قریب سے کسی نے کہا: ”آپ نہ جائیں، ان کو پانی مل گیا ہے۔“ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تو ایک ڈسپوزیبل گلاس ان خاتون کے منہ سے لگا تھا، مگر مجھے احساس ہوا کہ چھوٹا سا گلاس ہے، میں نے اپنی بوتل منہ سے لگائی اور پھر آدھا پانی بچا لیا۔ یہ آدھا پانی مجھے ان خاتون تک پہنچانا تھا کہ اسی وقت دو تین ہاتھ ان کی طرف بڑھتے نظر آئے، جن میں ڈسپوزیبل گلاسز تھے۔ انھوں نے جلدی سے ایک گلاس تھام لیا اور میں مطمئن ہو کر بیٹھ گئی۔

◆◆◆

آج جس وقت غزہ خاک و خون میں ڈوبا ہوا ہے، بھوک اور پیاس میں لپٹا ہوا ہے، آگ میں جل رہا ہے

، ٹوکوں اور چاقوؤں سے کٹ رہا ہے، خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہمیں اس کے کٹتے وجود اور بھوک و پیاس سے بلکتے بچے نظر نہیں آ رہے؟ کیا وجہ ہے کہ اس کے زخمیوں کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے؟ کیا وجہ ہے کہ وہاں سے آتی "ماء۔۔۔ماء" کی آوازیں میرے اور آپ کے ضمیر کو سنائی نہیں دے رہیں؟ کیا ہمارا اتحاد صرف بیت اللہ تک ہے؟ کیا ہمارا اتفاق صرف حرمین شریفین تک ہے؟؟ ہم وہاں جا کر پورے مسلمان بن جاتے ہیں، مگر واپس آنے کے بعد مسلمانی کا روپ اتار پھینکتے ہیں اور پھر سے منافقین کا سا چال چلن اپنا لیتے ہیں۔ ہم حرمین شریفین میں امن اور محبت کی مثالیں قائم کر کے آتے ہیں اور واپس آتے ہی اپنے قریبی لوگوں کے دوبارہ دشمن بن جاتے ہیں۔ واپس آتے ہی ہم اپنے دور والے کلمہ گو بھائیوں کی تکالیف بھول کر بے حس بن جاتے ہیں۔ کیا ہماری مسلمانی صرف بیت اللہ تک ہے!! ارے ہم اپنے گھر میں بھی وہی ہیں جو حرم شریف میں ایک ہو جاتے ہیں۔ ہم وہی ہیں وہی۔۔۔ ہم وہی ہیں، جو وہاں پہ ایثار و قربانی کے جھنڈے گاڑ کے آتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم یہ سب دکھاوے اور ریاکاری کے لیے کرتے ہیں؟؟ بصورتِ دیگر اپنے گھر آ کر ہم اپنے کلمہ گو بہن بھائیوں کا غم کیوں بھول جاتے ہیں! ہمیں کیوں بے وطن مسلمانوں کا غم نہیں ستاتا؟ ان کی سسکیاں کیوں ہم تک نہیں پہنچتیں؟ ان کی چیخیں ہمیں کیوں سنائی نہیں دیتیں؟؟

یاد رکھیے! ہمیں جواب اس کا بھی دینا ہے، جب حشر کے دن شہید روحیں اللہ کے پاس جھگڑا کریں گی۔

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ اس دن ان کو اس حال تک پہنچانے والوں میں ہمارے نام بھی شامل ہوں گے۔۔۔!!

بقیہ

صلہ رحمی کریں

”خواہشیں پوری نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ اور ویسے بھی بیٹیوں کو منع نہیں کیا جا سکتا! ارد ہم نے بہت مشکل وقت دیکھا ہے۔ میں نہیں چاہتا ہماری بیٹی بھی ویسا ہی تجربہ کرے۔“

”اوکے! نیکسٹ فرائیڈے مے بی پہلا روزہ ہو تو گروسری آج ہی کرا آئیے گا۔ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں، اس لیے جا نہیں پاؤں گی۔ شاید ڈاکٹر کے بھی وزٹ کرنا پڑے۔ کاش! ہم پاکستان میں ہوتے، کتنی گہما گہمی ہوتی ہے ہر کوئی ضیف الرّحمٰن کا استقبال کر رہا ہوگا وہاں!“

”ٹھیک ہے، کل چلیں گے، تب تک تم بھی بہتر محسوس کرو گی!“

ردا جانتی تھیں، اب دوبئی جانے کا فیصلہ نہیں بدل سکتا، اس لیے موضوعِ گفتگو بدل کر شوہر کو گروسری لانے پہ آمادہ کرنا مناسب سمجھا اور وہ آمادہ ہو بھی گئے۔

گروسری سے واپسی پہ اچانک پاکستان سے آئے اپنے محلے دار رفیق بھائی سے ملاقات ہوئی تو ان سے نعمان بھائی کی صحت اور سفید پوشی کا سن کر ثوبان کے ہوش اڑ گئے تھے۔ ان کا خیال تھا بھائی جان پہلے کی طرح ہی صحت مند اور خوشحال ہوں گے۔ ثوبان شروع میں تو رابطہ کرتے رہے تھے، پھر مصروفیات بڑھتی چلی گئیں تو بات کرنا بھی بھول گئے اور آج کئی سال ہو گئے تھے، انھوں نے بھائی کی خبر تک نہیں لی تھی۔

بیوی اور بیٹی کی فرمائشیں پوری کر کے اپنے تئیں صلہ رحمی کا حق ادا کرتے کرتے وہ یہ بھول گئے کہ دنیا میں ایک عدد ان کا بڑا بھائی بھی ہے، جس کی وجہ سے وہ کھڑے ہونے کے قابل ہو پائے۔ وہی تو تھے جنھوں نے ابا کے بعد ثوبان کو بھائی نہیں، بیٹے کی طرح پڑھا لکھا کر یہاں بھیجا تھا۔

وہ تمام رات بھائی جان کو یاد کرتے کرتے اللہ سے معافی مانگتے ہوئے روتے رہے کہ اتنا عرصہ اپنے بھائی کی خبر کیوں نہ لی؟ وہ غافل کیوں ہو گئے؟ فجر کا وقت قریب ہوا تو حسبِ معمول بیٹی کے کمرے میں جھانکا، وہ بچپن کی بے فکر نیند سو رہی تھی۔ ابھی ردا اس کو اٹھانے کے لیے آنے ہی والی تھی۔

اس کا کمبل درست کرتے ہوئے فیصلہ کر چکے تھے کہ اس بار پکنک کے لیے کہاں جانا ہے!

اس رات نعمان صاحب بھی سو نہیں پائے، آخر کار! فجر کے وقت رب کے روبرو ہو کر رو پڑے تھے کہ اللہ ان پہ فضل کر دے، انھیں صحت دے دے، تاکہ وہ رزقِ حلال سے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ اپنے بچوں کے مرجھائے سے چہرے انھیں چپ ہونے ہی نہیں دے رہے تھے۔ زار و قطار رونے کے بعد انھوں نے سجدے سے سر اٹھایا اور جائے نماز تہ کرتے ہوئے انھیں یقین ہو گیا تھا کہ ان کا رب انھیں ضرور نوازے گا اور اس بار ان کا خاندان پہلے کی طرح ہی رمضان کی برکات ضرور سمیٹے گا!

سب لوگ کل کے دن ہونے والے پہلے روزے کی تیاری میں اپنے اپنے طور پہ مصروف تھے۔ کوئی سودا سلف لا رہا تھا تو کوئی لین دین کے معاملات نپٹا رہا تھا تو کوئی چپکے سے راشن کے تھیلے مستحقین کے پہنچا رہا تھا اور خواتین گھروں میں متوقع سحری کے حوالے سے گھر بھر کو تہجد کے وقت اٹھنے کے فضائل بتا کر تیار کر رہی تھیں! ایسے میں نعمان صاحب کے فون کی بیل ہوئی تو باہر کا نمبر دیکھ کر ٹھٹھک گئے اور فون پہ بات کرتے ہوئے بار بار اپنے آنسوؤں کو پونچھ رہے تھے، جو رب کے تشکر میں بہتے چلے جا رہے تھے۔ ان کا رُخ اب اندرونی کمرے کی جانب تھا، تاکہ وہ مہناز بیگم کو بتا سکیں کہ اس صابرہ کی دعائیں رنگ لے آئی ہیں، اللہ نے فضل کر دیا ہے! کیوں کہ ان کے بھائی نے انھیں ابا جی کے نام پہ کاروبار شروع کرنے کے لیے رقم بھیجی تھی، جس میں وہ دونوں بھائی شراکت داری کریں گے۔ فی الحال ان کے حصے کی رقم بھائی ادھار بھیج چکا تھا اور شرط یہی رکھی تھی کہ سال بھر بعد لوٹانا لازم ہوں گے اور بچوں کے لیے ان کے روزے کے انعام کے طور پہ کچھ رقم اضافی بھیجی تھی کہ وہ زیادہ شوق کے ساتھ روزے رکھیں۔ صحیح معنوں میں انھیں ”رمضان“ رب کا انعام محسوس ہو رہا تھا، سو خوشی خوشی اندر کی جانب بڑھ گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے۔“ (البقرۃ:2)

اللہ نے واضح طور پہ ارشاد فرما دیا کہ قریب رشتے داروں پہ خرچ کرو اور رمضان میں تو ہر نیکی کا اجر ستر گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، پھر ایسے رشتے دار جو سوال نہیں کرتے وہ سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کی عزتِ نفس مجروح کیے بغیر ان کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے۔

تو آئیں! اس رمضان صلہ رحمی کریں۔ ہمارے ارد گرد موجود ایسے خاندانوں کی مدد کریں، تاکہ ”رمضان“ ہر ایک کے لیے انعام ثابت ہو۔ ان شاء اللہ، اس میں بھی خیر ہو گی!

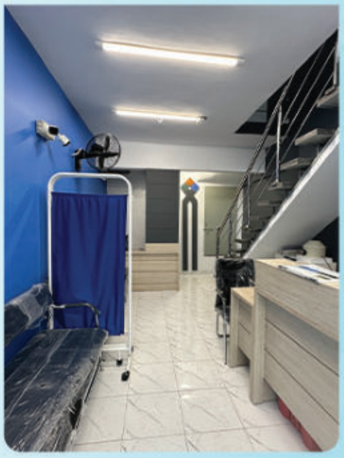

BAITUSSALAM LABORATORY & DIAGNOSTIC CENTRE

مستحقین کے لیے کوئی قیمت نہیں

Laboratory
لیبارٹری

X-Ray
ایکسرے

Ultra Sound & Color Doppler
الٹراساؤنڈ اینڈ کلر ڈوپلر

Consultant Clinics
کنسلٹنٹ کلینکس

MAIN LABORATORY:
Show-Room No. 01, Ground Floor, Royal Tower, Korangi Road, Near Qayyumabad Chowrangi, Karachi.

COLLECTION UNITS:
Korangi MB Branch: CPLC Check Post.1 Plot.58, Sector 7/A, Korangi Industrial Area, Sharifabad, Karachi.

Gulshan e Iqbal: FL-7, B-2, Block-7, Next to Al Moosa Banquet, Near Disco Bakery, Gulshan-e-Iqbal, Karachi.

Baloch Colony: Shop No.2, Plot No. SA-62, Block-5, KAECHS, Near Ideal Bakery Opposite Iqbal Food Center & My City Hospital.

برائے رابطہ

lab@baitussalam.org

+92 334 2982988 +92 21 35392634

کایاپلٹ

نادیہ حسن

صدیق صاحب کمرے میں بیٹھے حساب کتاب میں مصروف تھے۔ ہر سال کی طرح اس بار بھی رمضان المبارک کے آتے ہی وہ اس شاندار افطار پارٹی کی تیاریوں میں لگ گئے تھے، جس کا اہتمام ان کے ہاں ہر سال کیا جاتا تھا۔ وہ مہمانوں کی لسٹ، کھانوں کا انتخاب اور بجٹ کا حساب کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا، ان کی بوڑھی اماں جان چھڑی کے سہارے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندر آئیں اور ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر بعد بولیں:

"صدیق بیٹا! اس بار بھی ستائیسویں روزے کو سب لوگوں کی افطاری کروا رہے ہو؟"

"جی اماں جان! میں بھی بس وہی حساب کتاب کر رہا تھا بھی۔۔۔ مہمانوں سے بھی مشورہ کرنا ہو گا کہ کس تاریخ کو وہ سب آ سکیں گے۔" صدیق صاحب ادب سے بولے۔

"ہاں! لیکن ان کو بھی تو پتا ہے نا ہمارے گھر برسوں سے ہر سال 26 ویں روزے کو اجتماعی افطاری ہوتی ہے، جس میں سب خاندان والے، دوست احباب، محلے والے سبھی شامل ہوتے ہیں۔۔۔ میرا خیال ہے سب نے پہلے سے ہی سوچ رکھا ہو گا ستائیسویں شب کا۔" اماں جان بولیں۔

"جی ماں جی۔۔۔ بس اللہ پاک ہماری یہ کوششیں قبول کر لے۔ میں تو بس اسی کی رضا کی خاطر یہ سب کرتا ہوں۔ کوئی امیر ہو یا غریب! قریب کا رشتہ دار ہو یا دور کا! سب کو بلاتا ہوں اس دعوت میں۔۔۔"

صدیق صاحب بولے تو ان کی اماں جان بولیں: "کیوں نہیں بیٹا! یہ تو بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ رمضان میں تو یوں بھی ہر نیکی کا اجر بہت بڑھ جاتا ہے، یہ تو ہم دردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں رزق میں فراخی اور اضافہ کیا جاتا ہے۔"

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو افطار کروایا تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اسے اس روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔"

ان کی اماں جان یہ فضائل ہر سال رمضان میں صدیق صاحب کو سناتی رہتی تھیں، تاکہ اس نیک کام کے لیے ان کا جذبہ اور عزم تروتازہ رہے۔

"جی بالکل اماں جان! میں بس کل ہی یونس کے ساتھ جا کر انتظامات شروع کرتا ہوں۔" صدیق صاحب بولے۔

"ہاں بیٹا! یونس کے ہوتے ہمیں کیا فکر بھلا۔۔۔ وہ تو اس دعوت کا سارا انتظام خود ہی سنبھالتا ہے۔ اس کے ہوتے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، اللہ اسے لمبی زندگی دے!" اماں جان یونس کو دعائیں دینے لگیں جو ان کا پرانا ڈرائیور تھا اور گھر کے فرد کی طرح سارے کام سنبھالتا تھا۔

ہر سال رمضان المبارک میں اس عظیم الشان افطار پارٹی کا سارا کام یونس ہی سنبھالتا تھا۔ صدیق صاحب اس کے ہوتے ہوئے بالکل بے فکر رہتے۔ اتنی بڑی تقریب کے اتنے عمدہ طریقے سے انتظامات سنبھالنے پر مہمان بھی یونس کی تعریف کر اٹھتے۔

◆◆◆

ہر سال کی طرح اس بار بھی وقت پر ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ عصر کے بعد مہمانوں نے آنا تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر صدیق صاحب یونس سے بولے: "یونس میاں! ہر سال میں یہ جو عظیم نیکی کرتا ہوں تو اپنے رب کا بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس نیک کام کی توفیق دی۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنے والدِ مرحوم کا بھی بہت شکر ادا کرتا ہوں، جنھوں نے مجھے ہمیشہ دوسروں سے اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی، کھانا کھلانے کی ترغیب دی، کوئی بڑا ہے یا چھوٹا، امیر ہے یا غریب سب کا خیال رکھنا، ان کے حقوق ادا کرنا سکھایا۔" صدیق صاحب فخر سے بولے تو یونس کے چہرے پہ پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولے: "میں ہر سال اس افطار سے پہلے والد صاحب کی قبر پہ جاتا ہوں، ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن کل میں مصروفیت کی وجہ سے نہیں جا سکا، کیوں نہ ہم ابھی قبرستان کا چکر لگا لیں، عصر تک واپس آ جائیں گے۔"

"جی صاحب جی! لیکن۔۔۔ مجھے گھر کچھ سودا دینے جانا تھا افطار کے لیے۔" یونس سوچتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو کوئی بات نہیں! میرے خیال میں تمہارا گھر بھی تو راستے میں آئے گا، تم وہاں سودا پکڑا دینا، پھر آگے چلے جائیں گے۔" صدیق صاحب نے مشورہ دیا تو یونس نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی کی طرف چل پڑا۔

راستے میں ایک سبزی والی دکان پہ رک کہ یونس نے کچھ خریدا اور گاڑی میں آ کے بیٹھ گیا۔

"گو بھی" صدیق صاحب نے اس کے ہاتھ میں پکڑے شاپر کو دیکھا تو حیران ہوئے۔

"جی صاحب جی! وہ بچوں کو پسند ہے تو۔۔۔ لے لی پکانے کے لیے۔" یونس نے لڑکھڑاتے لہجے میں جواب دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد اس کا گھر آ گیا۔ وہ صدیق صاحب سے اجازت لے کر اپنے گھر کی طرف بڑھا تو صدیق صاحب کو نہ جانے کیا سوجھی کہ وہ بھی کچھ دیر بعد گاڑی سے اتر کے اس کے گھر کی طرف چل دیے۔

دروازے کے قریب پہنچے تو انھیں صحن میں یونس کے بچے کے رونے کی آواز آئی جو اس بات کی ضد کر رہا تھا کہ یونس اس کے لیے پھل کیوں نہیں لایا۔

"بیٹا! میں جب رات کو آؤں گا تو بہت سے پھل لے کر آؤں گا اور سالن اور چاول بھی۔۔۔ آج صاحب کی کوٹھی پہ بہت بڑی دعوت ہے، وہ ہمیں بھی کھانا دیں گے آپ کے لیے۔"

یونس نے اس کو چپ کرواتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا! پچھلے سال بھی آپ رات کو بارہ بجے آئے تھے، تب تک میں سو چکا تھا۔" بچہ رو رہا تھا، یونس نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی، لیکن جب وہ چپ نہیں ہوا تو یونس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "باہر صاحب کھڑے انتظار کر رہے ہیں، مجھے جلدی جانا ہے۔ میں رات کو پھل اور کھانا لے کر آؤں گا، تم بچے کو سنبھالو۔"

"بچہ بھی تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ اس کو چار پانچ دن سے ٹال رہے ہیں کہ میں اتوار کو ڈھیر سارے پھل لاؤں گا اور آج آپ گو بھی لے آئے ہیں، حالاں کہ آپ کو پتا ہے کہ وہ گو بھی نہیں کھاتا۔" یونس کی بیوی بولی۔

"دیکھو! تمہیں پتا ہے کہ ابھی تک مجھے سیلری نہیں ملی،

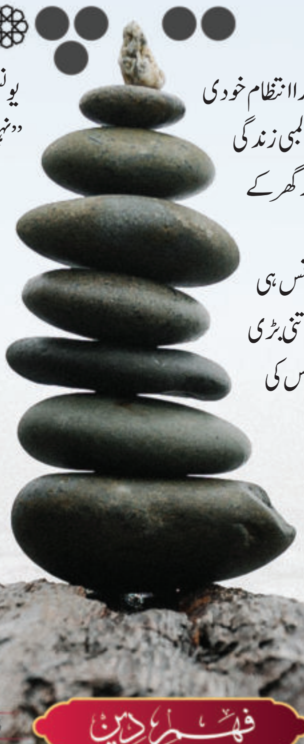

بقیہ صفحہ نمبر 48 پر

مشکل کے ساتھ آسانی ہے

افشاں اقبال

متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے والی نورین نے ابھی دسویں جماعت کا امتحان ہی دیا تھا کہ اس کے رشتے آنے شروع ہوگئے۔ عمران صاحب اوران کی بیگم بہت خوش تھے کہ عمر بھر انھوں نے دولت تو زیادہ نہیں کمائی تھی، لیکن اپنے رکھ رکھاؤ اور اخلاق سے عزّت خوب کمائی تھی اور یہی چیز نورین کے رشتے آنے کا باعث بن رہی تھی۔ انھوں نے بیٹی کا رشتہ کرتے وقت بھی عزّت کو ہی اہمیت دی۔ نورین کے والدین کا فیصلہ نورین کے حق میں درست ثابت ہوا۔ عرفان اور اس کے خاندان نے نورین کو بہت عزت دی نورین بھی عرفان کے لیے ایک بہترین بیوی اور اس کے گھروالوں کے لیے ایک مثالی بہو ثابت ہوئی، جس نے اپنی خدمت اور درگزر کی عادت سے چند ہی ماہ میں سب کا دل جیت لیا۔

عرفان کی والدہ بالکل صحت مند اور چاک وچوبند تھی، بس سردی لگ کر ایک رات بخار آیا اور یہی بخار جان لیوا بیماری کینسر کا سبب بن گیا۔ عرفان نے اپنی ماں کے علاج میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا، لیکن ہونی ہو کر رہی ماں جی کی وفات کے بعد عرفان اور نورین کو سنبھلنے میں بہت وقت لگا۔ اسامہ اور مہک کی پیدائش نے ان کی ویران زندگی کو پھر سے آباد کر دیا۔ دونوں بہت خوش تھے، لیکن سب سے زیادہ عارضی خوشیاں ہوتی ہیں۔ عرفان آفس سے گھر کی جانب ہی آرہا تھا کہ ایک تیز رفتار ٹینکر عرفان کی بائیک کو روندتا ہوا چلا گیا۔ عرفان کا بچنا کسی معجزے سے کم نہیں تھا، لیکن وہ قادرِ مطلق ہے، بچانا چاہے تو کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا اور جس پر زندگی تنگ کرے تو اسے کوئی دو سانسیں بھی ادھار نہیں دے سکتا۔ طویل آپریشن کے بعد ڈاکٹروں نے اسے بچا تو لیا، لیکن اسے اپنے پیروں پر چلنے کے قابل نہ بنا سکے اور ڈاکٹر یہ بھی بتانے سے قاصر تھے کہ وہ کب تک اپنے پیروں پر چلنے کے قابل ہو جائے گا۔ ڈاکٹر نے نورین سے صرف اتنا کہا: ”ہم اپنا کام کر چکے، اب جو کریں گی وہ آپ کی دعائیں کریں گی۔ میڈیکل سائنس جہاں ہار جاتی ہے، دعائیں وہاں جیت جاتی ہیں۔“ آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ تھا نہیں، اس لیے آہستہ آہستہ گھر کے حالات ابتر ہو رہے تھے۔ نورین نے بچوں کو پرائیویٹ اسکولوں سے نکال کر سرکاری اسکولوں میں ڈال دیا۔ کام والی کو نکال کر سارا کام نورین خود کرنے لگی۔

بچوں کو اپنا پرانا اسکول بہت یاد آتا تھا، وہ روز آکر نورین سے ایک نئی شکایت کرتے: ”آج بچے نے مارا۔ آج ٹیچر نے سزا دی۔“ نورین ان کی شکایتوں پر کان نہ دھرتی۔

روز کی طرح وہ چھٹی کے وقت اسکول کے باہر بچوں کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک سے اسے کسی نے پکارا: ”کیسی ہو نورین؟“

”معذرت! آپ کون؟ میں نے پہچانا نہیں۔“

”ہاں بھئی! اوّل آنے والے کہاں ہم جیسے خالی پاس آنے والوں کو پہچانیں گے۔“

”جی!“ نورین نے حیرانی سے مخاطب ہونے والی شخصیت کو دیکھا۔

”میں سدرہ! تمھاری ہم جماعت! وہ تو ابھی تم اپنے بیٹے سے بات کر رہی تھی تو میں نے تمھیں تمھاری آواز سے پہچانا۔“ نورین کو بھی پھر یاد آگیا اور دونوں پر تپاک انداز سے ملیں۔

”سدرہ! کیا تمھارے بچے بھی اسی سرکاری اسکول میں پڑھتے ہیں؟“ نورین کی بات سن کر سدرہ نے ایک جاندار قہقہ لگایا۔

”یار! میری شادی ہی نہیں ہوئی، ابھی میں سنگل اسٹیٹس انجوائے کر رہی ہوں، میں یہاں vlog بنانے آئی تھی۔“

”میں سمجھی نہیں؟“ نورین نے حیرانی سے پوچھا۔

”چلو! گاڑی میں بیٹھو۔ میں تمھیں گھر چھوڑتی ہوں اور راستے میں سب سمجھاتی ہوں۔“

”شکریہ! میرا گھر یہاں سے قریب ہے۔ ہم پیدل چلے جائیں گے۔“

”تم بالکل بھی نہیں بدلی، ویسی کی ویسی ہی ہو، اپنی انا کا پرچم سربلند رکھنے والی، اب جلدی سے بیٹھو، ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ میں تمھیں اور تمھارے بچوں کو اغوا کر کے لے جارہی ہوں۔“

گاڑی سُبک رفتاری سے چل رہی تھی۔

”نورین! میں ایک ٹک ٹاکر اور وی لاگر ہوں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی وی لاگ بنا کر یوٹیوب پر اپنے چینل پر ڈال دیتی ہوں، دس منٹ میں ہزاروں لائکس آجاتے ہیں اور کچھ گھنٹوں میں ملین ویوز آجاتے ہیں، اس طرح لائک کے حساب سے یوٹیوب کی طرف سے میرے اکاؤنٹ میں ڈالر آجاتے ہیں۔“

”کیا تمھارے بچے ہمیشہ سے یہاں پڑھتے تھے؟“ نورین جواب دیتی اس سے پہلے ہی اس کا بیٹا اسامہ بول پڑا۔

”آنٹی! ہم تو بہت بڑے اسکول میں پڑھتے تھے، وہاں جھولے بھی تھے، پھر بابا کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور ممی نے ہمارا اس اسکول میں داخلہ کروا دیا۔“

”چپ کرو اسامہ! بہت بولنے لگے ہو تم آج کل! اب ایک لفظ بھی بولا تو تمھیں تھپڑ لگا دوں گی۔“ نورین نے غصے سے کہا تو اسامہ خاموش ہو گیا۔

”نورین! تم بچے کو خاموش کروا دو گی، لیکن جو تمھارے چہرے پر غم اور غربت کی داستان رقم ہے، اسے کیسے مٹاؤ گی۔ میرے پاس تمھارے لیے ایک بہت اچھی آفر ہے۔ مجھے یاد ہے

تمہارے بال بہت لمبے اور ریشم جیسے ہوا کرتے تھے۔ اُمید ہے اب بھی ایسے ہی ہوں گے۔ میرے ایک واقف کار ہیں، انھیں اپنے شیمپو کے اشتہار کے لیے ایک لمبے بالوں والی لڑکی کی ضرورت ہے اور وہ نئے چہرے کے ساتھ یہ اشتہار بنانا چاہتے ہیں۔ راتوں رات شہرت، دولت سب مل جائے گی اور تمہارے سب مسئلے حل ہو جائیں گے۔ میں تمھیں فون کروں گی، اُمید ہے تمہارا جواب مثبت ہوگا۔"

نورین کے دماغ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ دو تین دن باقی تھے رمضان کے مقدّس مہینے کے شروع ہونے میں، ساری جمع پونجی ختم ہو چکی تھی۔ عرفان کے ٹھیک ہونے کے امکانات بھی نہ تھے۔ بچوں کی خواہشات دن بادن بڑھتی جارہی تھیں۔ سلائی کڑھائی کے ذریعے جو معمولی رقم ملتی تھی، وہ بجلی اور گیس کے بل ادا کرنے کے لیے بھی ناکافی تھی۔ یہ تو نورین کے بھائی اور ابو تھے جو ہر ماہ نورین کو راشن ڈلوا دیتے تھے، ورنہ تو کھانے کے بھی مسئلے پیدا ہو جاتے۔

"رمضان میں تو خرچے بھی کتنے بڑھ جاتے ہیں، بچوں کا تو سموسوں پکوڑوں کے بنا چلتا نہیں ہے اور شربت تو دو تین قسم کے چاہیے ہوتے ہیں، پھر میں عید میں اپنے لیے نئے کپڑے نہیں خریدوں گی، لیکن بچوں کو تو نئے کپڑے دلوانے پڑیں گے، لیکن اس کے لیے پیسے کہاں سے آئیں گے؟ اسامہ کے بابا کے تو ٹھیک ہونے کے کوئی امکانات نہیں دِکھ رہے۔۔۔ کیا کروں، ماڈلنگ کرلوں؟ امی بابا سے مشورہ لے لوں؟ نہیں، وہ کبھی نہیں مانیں گے، وہ حجاب کے بنا کہیں جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے تو ماڈلنگ تو ان کے لیے کبیرہ گناہ ہوگا، ایسا کرتی ہوں عرفان کی رائے لے لیتی ہوں، شاید وہ ہاں کہہ دیں، پھر تو امی بابا بھی مان جائیں گے۔۔۔ نہیں نہیں! یہ بیوقوفی مت کرنا۔ عرفان تو غصے سے پاگل ہو جائیں گے۔ پہلے اشتہار کرلیتی ہوں، پھر بتادوں گی کہ کیا کرتی پیسوں کی ضرورت تھی، بچوں کو روتا بلکتا نہیں دیکھ سکتی۔

ہاں! یہ ٹھیک ہے، ایسا ہی کرتی ہوں۔" نورین خود اپنے آپ سے سوال جواب کر رہی تھی۔ عجیب کشمکش چل رہی تھی، وہ خود سے جنگ لڑ رہی تھی۔ کبھی نیکی غالب آجاتی تو کبھی شر جیت جاتا۔

بچوں اور گھر کو دیکھتی تو دل چاہتا ساری حدود پھلانگ لیں اور سدرہ کو فون کر کے ہاں کہہ دے، لیکن دوسرے لمحے اس کا ضمیر اسے ضرب لگاتا "عورت میں حیا نہیں تو کچھ بھی نہیں" جب خود سے لڑتے لڑتے تھک گئی تو دو رکعت استخارہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور پھر قرآن کی تلاوت کرنے بیٹھ گئی۔

قرآن کھولتے ہی اس کی پہلی نگاہ اس آیت پر پڑی:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

"بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے اس کے دل کی ایک گرہ کھل گئی"

دوسری نظر سورۃ النجم کی آیت پر پڑی: "کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" گناہ کسی کو بھی فائدہ پہنچانے کے لیے کیا جائے، حساب اسی شخص کو دینا ہوگا۔

اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

اسی وقت خطبے کی آواز آئی مولانا صاحب کہہ رہے تھے: "روزے اس لیے فرض کیے گئے کہ انسان متقی اور پرہیزگار بنے۔" نورین کو سمجھ آگئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کس میں ہے۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ "چاہے روزہ پانی سے کھولنا پڑے یا عید کے دن بچوں کو پرانے کپڑے پہنانے پڑیں، وہ اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ حدود کو نہیں پھلانگے گی۔ وہ پردے میں ہی رہے گی، وہ حیا کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دے گی، وہ رمضان میں اپنے رب کو راضی کرے گی نہ کہ گناہ کر کے اس کو ناراض۔" اس نے فون ملایا اور سدرہ کو صاف منع کر دیا اور ساتھ ہی اس کا نمبر بھی بلاک کر دیا، تاکہ وہ اس کی باتوں میں آکر گناہ کی طرف راغب نہ ہو۔

بقیہ

کایاپلٹ

آج کل میں مجھے سیلری مل جائے گی تو پھل بھی لے آؤں گا۔ عید کی شاپنگ بھی کروا دوں گا، بس تھوڑا صبر کرلو۔۔۔! بچوں کو جگا کے رکھنا میں کوشش کروں گا کہ رات کو جلدی آجاؤں۔"

"آپ ہر بار ایسا ہی کہتے ہیں، لیکن بارہ بجے سے پہلے آپ کبھی بھی واپس نہیں آئے، تب تک بچے سو چکے ہوتے ہیں اور اپنے صاحب سے اب تنخواہ کا تقاضا کر ہی لیں، مہینہ شروع ہوئے اٹھارہ دن گزر چکے ہیں، کم از کم رمضان میں تو وقت پہ تنخواہ دے دیا کریں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"اچھا میں چلتا ہوں! باہر صاحب انتظار کر رہے ہیں۔" یونس نکلنے کی جلدی کر رہا تھا، جب کہ بچہ بدستور رو رہا تھا۔

صدیق صاحب واپس مڑے اور گاڑی کی طرف چل دیے۔ یونس کو گھر سے نکلتے دو منٹ مزید لگے، تب تک صدیق صاحب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ یونس حسبِ معمول اسی سنجیدگی کے ساتھ آیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سارا راستہ صدیق صاحب خاموشی سے بیٹھے رہے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ گھر میں جتنے بھی ملازم ہیں، وہ ہر وقت اپنی ضروریات کا تذکرہ کر کے ان سے اور ان کی بیوی سے وقتاً فوقتاً پیسے لیتے رہتے ہیں، لیکن یونس نے اتنے سالوں میں اپنی تنخواہ کے علاوہ کبھی کسی چیز کا تقاضا نہیں کیا، حتیٰ کہ تنخواہ وقت پہ دینے کا بھی نہیں! وہ اپنی مصروفیات کے باعث اکثر ہی وقت پہ تنخواہ دینا بھول جاتے تھے، لیکن یونس اتنا خوددار انسان تھا کہ اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتے بھی جھجکتا تھا۔

◆◆◆

عصر کی نماز کے بعد مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ صدیق صاحب ان کا استقبال کر رہے تھے، لیکن ان کے چہرے پہ اُلجھن اور پریشانی کے آثار تھے۔۔۔

آج انھیں اپنی یہ عظیم الشان نیکی بہت ہلکی محسوس ہو رہی تھی۔ ان کا ضمیر انھیں ایک پل چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ یونس کے بچے کا رونا ان کو اپنے کانوں میں ابھی تک سنائی دے رہا تھا۔

وہ تو یہ سمجھتے تھے یہ شاندار افطار پارٹی جو وہ ہر سال کرواتے ہیں، یہ ان کی بخشش کے لیے کافی ہے، لیکن اپنے ملازم کو پندرہ پندرہ دن تاخیر سے تنخواہ دینے پہ جو اس کو پریشانی ہوتی رہی، اس کے گھر افطار میں اچھا کھانا نہیں بن سکا، وہ وقت پہ عید کی شاپنگ نہیں کر سکا، یہ سب تو انھوں نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد انھوں نے یونس کو اکیلے میں بلوایا اور اسے اس کی تنخواہ اور عیدی کے طور پہ کچھ اضافی رقم دی۔ یونس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر نکل گیا۔

صدیق صاحب کو یہی لگتا تھا کہ یونس ایک کھاتے پیتے گھرانے کا فرد ہے، اسے تنخواہ میں دیر سویر سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ لیکن آج وہ جہاں شرمندگی اور پریشانی سے نڈھال تھے، وہیں اس بات پہ شکر بھی ادا کر رہے تھے کہ ان کی آنکھیں کھل گئیں، ورنہ کل روزِ محشر وہ ان عظیم افطار دعوتوں کا ثواب وصول کرتے یا کسی غریب کے گھر ان کی وجہ سے افطار نہ بننے کا حساب دیتے!!

مبارک عشرہ

ام محمد عبداللہ

"سعد بھائی، سعد بھائی! لگتا ہے ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے، امی اور بابا جانی ہم سے ناراض ہیں اور سزا دینا چاہ رہے ہیں۔" صہیب گھبرایا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور جلدی جلدی سعد بھائی کو اطلاع دی۔

"ہائیں ں ں، مگر کیوں؟" سعد بھائی نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا، پھر کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگے، "میں نے تو کوئی غلط کام نہیں کیا، ضرور تم ہی نے کچھ کیا ہو گا، لیکن تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے؟"

"وہ بابا جانی امی جان سے کہہ رہے تھے، سعد اور صہیب کو جگائے رکھنا ہے، بالکل سونے نہیں دینا اور ان دونوں سے خوب محنت اور کوشش کروانی ہے۔" صہیب نے سعد بھائی کو تفصیل بتائی۔

"نہیں بھئی! مجھے تو بہت نیند آرہی ہے اور میں تو تھکا ہوا بھی ہوں۔" سعد بھائی بھی پریشان ہو گئے۔

"یہ باتیں کرتے کرتے دونوں چھت پر چلے گئے تھے۔ آئیں ان کے پیچھے جا کر دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔" صہیب نے تجویز پیش کی۔

"جی نہیں! میں تو جلدی سے سونے لگا ہوں۔" سعد بھائی جھٹ پٹ بستر میں گھس گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی صہیب بھی اپنے بستر پر لیٹ گیا اور جلد ہی نیند کی آغوش میں جا پہنچا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے پر اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ بابا جانی اسے اور سعد بھائی کو بلا رہے تھے "کیا تم دونوں نماز پڑھنے کے لیے اُٹھو گے نہیں؟" ساتھ ہی امی جان بھی کمرے میں داخل ہوئیں اور مسکراتے ہوئے بابا جانی سے کہنے لگیں: "آپ نے تو بچوں کو ایسے مخاطب کیا ہے کہ جن الفاظ میں پیارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے انھیں پکارا کرتے۔۔۔" امی اور بابا جانی کی بات چیت کی وجہ سے سعد اور صہیب اٹھ گئے تھے۔

"پیارے بچو! وضو کر کے اوپر چھت پر آ جاؤ، ہم اوپر ہی جا رہے ہیں۔" امی جان نے بچوں کو ہدایت کی۔

بچے وضو کر کے اوپر آئے تو چھت کی ترتیب بدلی ہوئی تھی۔ چھت کو صاف ستھرا کرنے کے بعد اس پر بڑی چٹائی بچھا دی گئی تھی۔ چٹائی پر سفید چادریں اور جائے نمازیں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف دو چھوٹے میز رکھے تھے، جن میں سے ایک میز پر قرآنِ پاک، دعاؤں کی چھوٹی چھوٹی کتابیں، اذکار کارڈ اور چند تسبیحاں رکھی تھیں، جبکہ دوسرے پر ایک جگ میں پانی اور شیشے کے پیالے میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔

"پیارے بچو! رمضان کا آخری عشرہ یعنی آخری دس دن شروع ہو چکے ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی ﷺ عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی جگاتے۔"

پیارے صہیب، سعد پیارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ہم اب اپنا زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزاریں گے۔ نمازوں میں طویل قیام کریں گے، کوشش کریں گے کہ ہر رکعت میں سو آیات کی تلاوت کریں۔

قرآنِ پاک کی تلاوت بھی پہلے سے زیادہ کریں گے۔ چلتے پھرتے اور لیٹے ہر وقت ذکر کریں گے۔ دن میں بھی عبادت اور رات کو بھی عبادت۔" بابا جانی نے آخری عشرے میں کرنے کے کاموں سے متعلق بچوں کو آگاہ کیا۔

"کیا ہم اب عید تک بالکل نہیں سوئیں گے؟" سعد بھائی نے فکرمندی سے بابا جانی کی طرف دیکھا۔

"ارے نہیں بھئی، ایسی بھی کوئی بات نہیں! تم دونوں اسکول سے واپسی پر بھی آکر سونا اور رات کو تراویح پڑھ کر بھی کچھ دیر ضرور سونا۔ نصف شب تک میں تم دونوں کو اٹھا لیا کروں گا اور سحری کھانے تک ہم اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کریں گے، ان شاء اللہ!"

"جی پیارے بچو! یہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں پھر تو روزے اور تراویح نہیں ہوں گے اور نہ ہی شب بیداری ہو گی۔" امی جان نے بچوں کا حوصلہ بڑھایا۔

امی اور بابا جانی نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو سعد بھائی بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ صہیب ذکر کرنے کے لیے اذکار کارڈ کی جانب بڑھا تو امی جان کی رمضان ڈائری کے کھلے صفحات پر یہ دعا جگمگا رہی تھی: "یا اللہ عزوجلّ مجھے اور میرے پیارے سعد اور صہیب کو اور صہیب کے بابا جانی کو اور ہماری پیاری امامہ کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں سے ضرور نواز دینا اور ہمیں ان ساعتوں کی خیر سے محروم نہ کرنا یا ربَّ العالمین۔ آمین ثم آمین!" صہیب نے پیالے سے اٹھا کر کھجور کھائی، ٹھنڈا پانی پیا، جنّت کی کھجوروں اور صاف شفاف پانی کی نہروں کا سوچا اور مسکرا دیا۔

اس نے مڑ کر ایک بار پھر امی جان کی ڈائری سے دعا پڑھی اور آخری عشرے میں ذوق و شوق سے

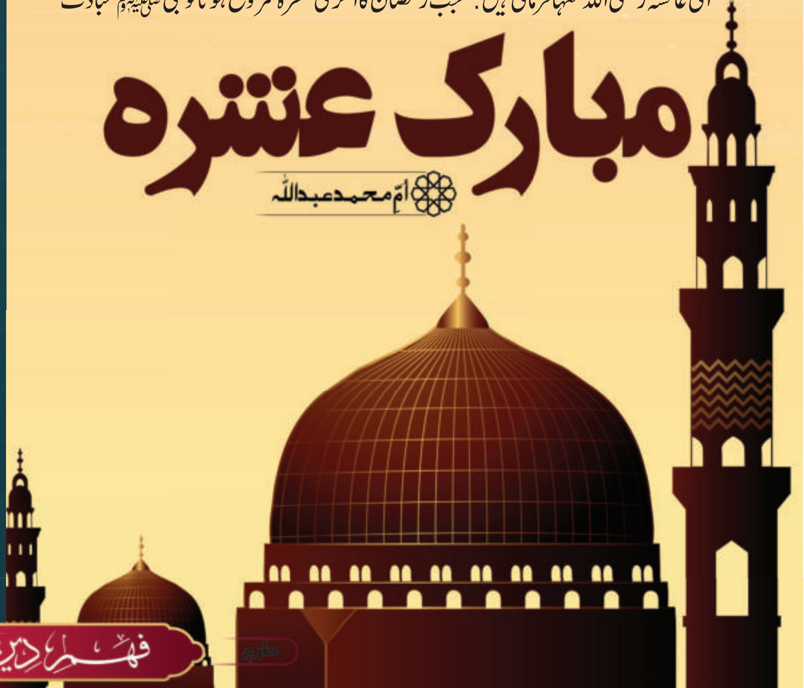

رمضان کا موسم آیا ہے

خرم فاروق ضیا

رمضان کا موسم آیا ہے — اور ڈھیروں خوشیاں لایا ہے
روزے رکھیں گے ہم سارے — بنیں گے اللہ کے پیارے
اپنے پیارے بندوں پر — رب کی رحمت کا سایہ ہے
رمضان کا موسم آیا ہے — اور ڈھیروں خوشیاں لایا ہے
اک پارہ آپی پڑھتی ہیں — امی بھی تلاوت کرتی ہیں
اور بھیا نے تراویح میں — پورا قرآن سنایا ہے
رمضان کا موسم آیا — اور ڈھیروں خوشیاں لایا ہے
جھوٹ نہ اب بولے کوئی — اور نہ دھوکا دے کوئی
سیدھی راہ پر چلنے کا — ہم کو سبق پڑھایا ہے
رمضان کا موسم آیا ہے — اور ڈھیروں خوشیاں لایا ہے
جو سارے گناہوں سے بچتے ہیں — سحری، افطاری کرتے ہیں
وہ سب جنت میں جائیں گے — یہ اللہ نے فرمایا ہے
رمضان کا موسم آیا ہے — اور ڈھیروں خوشیاں لایا ہے

برکت کا دروازہ

ڈاکٹر الماس روحی

دادی اماں بڑی روادار اور ملنسار تھیں۔ پرانے محلے میں ہم نے پندرہ سال گزارے تھے۔ کریانہ والے، حجام، بڑھئی، باورچی، موٹر ورکس، واٹر پمپ والے، مرغی والا، قصائی، کون کون تھا جو ہمارا جاننے والا نہیں تھا۔ دادا جان، ابو اور بھیا جہاں سے گزرتے لوگ سلام کرتے حال چال پوچھتے۔ اچھے اخلاق کا اثر لوگوں پر ضرور پڑتا ہے کہ مکان ہمارا کرائے کا تھا، مگر دادی اماں مالکِ مکان کے گھر ضرور ہر جمعے کو کھانا بھیجتیں۔ ان کا کہنا تھا جمعہ سیّد الایّام ہے۔ اس دن کی برکتیں اور رحمتیں الگ ہوتی ہیں۔ ہمارے گھر میں جمعرات کی شب جمعے کی تیاری ہوتی ہے۔ دادی جان درود شریف کی تسبیح پڑھتیں ابا جان، میں، بھیّا اور دادا جان شبِ جمعہ جاتے۔ ہر جمعہ ہمارے گھر میں عید کا سماں لگتا ہے۔ سب اچھے صاف ستھرے اور پریس کیے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ خوش بو لگا کر نماز پڑھنے جاتے۔ گھر میں بریانی، قورمہ یا نہاری، میٹھے میں شیر خورمہ، کھیر یا کسٹرڈ ضرور بنتا ہے۔ آس پاس کے وہ لوگ جن کے گھر ہمارے گھر سے کھانا جاتا اور جن سے ہماری علیک سلیک تھی، ہم سے سیکھ لے کر انھوں نے بھی جمعے کا اہتمام کرنا شروع کر دیا۔

دادا جان اور دادی جان کی دعائیں اور تربیت نے ہمیں دوسروں کی نظر میں معتبر بنا دیا تھا۔ دولت عزت کی ضامن نہیں ہوتی، آپ کا کردار اور اخلاق آپ کو معاشرے میں حقیقی عزت دلاتا ہے۔ ہمارے مالکِ مکان ہم سے خوش تھے۔ ان کے ہم بغیر تقاضے ہر سال کرایہ بڑھا کر دیا کرتے تھے۔ نفاست سے رہتے تھے۔ ہم ان کے گھر کی مرمت بھی کرا دیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر اور گھر والوں کے اطوار کی لوگ مثالیں دیتے تھے۔ صبح ہی دادی جان فجر کی نماز کے لیے اٹھا دیتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں رزق اس کے درشن کرتا ہے، جو صبح سویرے اس کے لیے نکلتا ہے۔ اس لیے ابا جان اور دادا جان اپنے اپنے کام پر جلدی نکل جاتے تھے۔ اللہ پاک نے میری دادی جان اور امی کی دعائیں سن لی تھیں۔ ہمارے کاروبار میں اتنی برکت ہوئی دادا جان اور ابا نے ایک نئی سوسائٹی میں اپنا گھر خرید لیا۔ گھر نہیں وہ بنگلہ تھا، اوپر نیچے چھ کمرے تھے، جس روز ہم نے اپنا کرائے کا گھر چھوڑا تھا۔ آس پاس کے سب لوگ ہم سب سے اور خاص طور پر دادا جان اور دادی جان سے ملنے آئے تھے۔ جب کوئی کرائے دار اپنا کرائے کا گھر بدلتا ہے تو وہ گھر کے ساتھ جو بہت سے لوگ اس سے جڑ چکے ہوتے ہیں، انھیں بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ گھر سے باہر وہ گلیاں جن پر ہم چلتے ہیں، وہ دکانیں جہاں سے ہم گھر کا سامان خریدتے ہیں، وہ پارک جہاں بچے کھیلتے ہیں، وہ اسکول جہاں پے پڑھتے ہیں، وہ پڑوسی جن سے ہم دکھ سکھ کی باتیں کرتے ہیں، قلفی والا، سبزی والا، برف والا، پھل والا سب کچھ ہم پیچھے چھوڑ آتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ بس پیچھے مڑ کر دیکھو تو یادیں رہتی ہیں۔

برسوں بعد اگر کبھی سرِ راہ کوئی پرانے محلے کا ملتا ہے تو ایسی خوشی ہوتی جیسے آپ نے عید کا چاند دیکھ لیا ہو یا آسمان سے کوئی تارہ ٹوٹ کر آپ کی ہتھیلی پر آ گرا ہو۔ آنکھیں چمک جاتی ہیں، ہم مسکرا دیتے ہیں۔ پرانی یادوں کے جگنو ہمارے ارد گرد جگمگا رہے ہوتے ہیں۔ ہم بھی آگے بڑھے۔ یہ نئی سوسائٹی تھی، یہاں سب لوگ امیر سے امیر ترین تھے، لیکن ہم ابھی امیر نہیں تھے، صرف گھر لیا تھا۔ ہمارے گھر کا سامان ایک کمرے میں آ گیا تھا اور پورا گھر خالی تھا۔ رمضان کی آمد ہو چکی تھی۔ ہر گھر کی طرح ہمارے گھر میں تیاری عروج پر تھیں۔ دادی جان نے پہلے روز بڑی افطاری بنوائی تھی۔ میں گلی کے ہر گھر میں ایک بڑی سی ٹرے میں کپڑا ڈال کر افطاری لے کر گیا۔ لوگ کس قدر بد اخلاق ہوتے ہیں، مجھے اس کا اندازہ اُس روز ہوا۔ افطاری کی ٹرے ناک، بھویں چڑھا کر گھر کے اندر لے جاتے تھے اور بغیر دھوئے واپس لا کر دیتے تھے۔ میں سوچتا ہوں انسان جتنا امیر ہو جاتا ہے، اُتنا متکبر ہو جاتا ہے۔ دوسرے روز دادی جان نے پھر کہا تو میں نے صاف انکار کر دیا۔

”نہیں بھئی نہیں، دادی جان! کوئی اور تو افطاری بھیجتا نہیں ہے۔ ہم ہی کیوں؟ ہم ہی کیوں بھیجیں۔“ مگر وہ دادی اماں تھیں، ان کا کہنا تھا: بیٹا! رزق بانٹنے سے برکت کا دروازہ کھلتا ہے۔ یہ مہینہ برکتوں اور رحمتوں والا ہے۔ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے اجر اور ثواب ہیں، اللہ پاک بہت اجر دیں گے، ہمارے رزق میں اب برکت ہو گی۔ اللہ کی مخلوق کو جو کھلاتا ہے، اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ مجھے ٹرے لے کر لوگوں کے گھر افطار پہنچانا پڑا۔ ہمارے گھر کے سامنے والے بنگلے میں ایک عدیل نام کا لڑکا تھا، جس کے ابو بہت بیمار تھے۔ ایک روز اس کی امی ہمارے گھر آئیں، میں دوسرے کمرے میں کتاب پڑھ رہا تھا۔ دادی جان سے وہ کہہ رہی تھیں کہ آپ کی بھیجی ہوئی افطاری من و سلویٰ لگتی ہے۔ بڑی لذیذ افطاری ہوتی ہے۔ اللہ پاک آپ کے رزق میں برکت دے۔ دل سے دعا نکلتی ہے۔ اصل میں اسپتال روز جانا پڑتا ہے، میں تھک چکی ہوتی ہوں۔ افطاری کی ہمت نہیں ہوتی۔ میں آنٹی کی ساری بات سن چکا تھا۔ دوسرے روز دادی جان کے کہنے پر میں نے فوراً افطاری تقسیم کر دی۔ ہماری چھوٹی سی نیکی کسی کے لیے آسانی کا بڑا ذریعہ بنتی ہے، یہ میں جان چکا تھا۔ عید تک ہمارا گھر نئے سامان سے مزیّن ہو چکا تھا۔ گھر کے باہر اب ہماری بھی گاڑی کھڑی تھی۔ میں سوچ رہا تھا رزق کی تقسیم برکت کا کتنا بڑا دروازہ ہے اور اس میں کتنا بڑا راز پوشیدہ ہے۔ یہ ہم کیوں نہیں جانتے؟

پہلا روزہ

ام مصطفیٰ

افنان اور نادیہ کا یہ پہلا رمضان تھا، جو وہ پاکستان میں منا رہے تھے۔ دراصل ان دونوں کی پیدائش امریکا میں ہوئی تھی۔ لیکن پچھلے سال کچھ وجوہ کی بنا پر ان کے والدین پاکستان شفٹ ہو گئے تھے۔ اب وہ اپنے دادا دادی کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس طرح اس بار رمضان میں وہ اپنے دادا دادی کے ساتھ پاکستان میں تھے۔ رمضان کی تیاریاں، اس کی آمد کا انتظار اور پھر اس کے لیے اہتمام یہ ساری چیزیں ان کے لیے بالکل نئی تھیں۔

امریکا میں رہتے ہوئے انھوں نے اپنے والدین کو روزہ رکھتے ہوئے تو دیکھا تھا، لیکن اس کا اہتمام اور اہمیت اور اس کے لیے پہلے سے استقبالی انتظامات، مسجدوں اور بازاروں کی رونقیں، لوگوں کا جوش وخروش یہ سب کچھ ان کے لیے بالکل نیا تھا۔

دادا جان نے شعبان کا ماہ شروع ہوتے ہی رمضان کی آمد اور تیاری کے متعلق احادیث سنانے کا اہتمام کیا ہوا تھا، ساتھ ہی اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ

"اے اللہ! ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔" والی دعا کا ہر نماز کے بعد اہتمام کر رہے تھے۔

افنان اور نادیہ دادا جان کی تمام چیزوں کو دیکھ اور کر رہے تھے۔ انھیں یہ سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ اپنے دین کی خوب صورتی کو محسوس کر رہے تھے۔

"دادا جان! روزہ کب فرض ہوتا ہے؟" افنان نے دادا جان سے سوال کیا۔

"بیٹا! روزہ رکھنے کا اہتمام تو سات سے نو سال کے درمیان کر لینا چاہیے، تاکہ بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی عادت بن جائے۔ ویسے روزے کی فرضیت تقریباً بارہ سال پر ہوتی ہے۔ فرض ہونے کے بعد ایک بھی روزہ چھوڑنا گناہ کا باعث بنتا ہے۔ اگر کوئی بیماری وغیرہ کی صورت میں روزہ چھوڑنا پڑے تو اس صورت میں بھی روزہ قضا کرنا لازم ہوتا ہے۔"

"شکریہ دادا جان! آپ نے مکمل جواب دیا۔"

"دادا جان! میرا بھی سوال ہے کہ میں بھی آٹھ سال کی ہو گئی اور افنان سات سال کا۔۔۔ تو کیا اس سال ہم دونوں کو اپنی زندگی کا پہلا روزہ رکھ لینا چاہیے؟"

"بالکل! میرے خیال سے آپ دونوں کو یہ نیک کام ضرور کرنا چاہیے۔ ویسے بھی ہمارے ہاں بچوں کے پہلا روزہ رکھنے پر تقریب کی صورت خوشی منائی جاتی ہے۔" دادا جان کی یہ بات دونوں کے لیے نئی اور حیرت انگیز تھی۔

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ چل رہا تھا۔ جمعے کا دن افنان اور نادیہ کے پہلے روزے کے لیے منتخب کیا گیا۔ دونوں کو اہتمام کے ساتھ سحری کروائی گئی۔ افنان اور نادیہ اپنے پہلے روزے کے متعلق بہت زیادہ پُرجوش تھے۔

دادا جان کے ساتھ افنان فجر کی نماز ادا کرنے گیا، جب کہ نادیہ نے دادی جان اور امی جان کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی۔ فجر کی نماز کے بعد قرآن کی تھوڑی تلاوت کی گئی اور پھر سب آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔

تقریباً 10 بجے کے قریب افنان اور نادیہ سو کر اٹھے۔ افنان بے دھیانی میں باورچی خانے کی طرف گیا۔

"امی! آج ناشتے میں پراٹھا بنا دیجیے گا۔"

"بیٹا! آپ کچھ بھول رہے ہیں۔" امی نے مسکراتے ہوئے یاد دلایا۔

"او سوری امی! میرا تو روزہ ہے، میں تو بھول ہی گیا۔"

"جی بیٹا!" نادیہ بھائی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اب دونوں جمعے کی نماز کے لیے نہانے اور پھر ناخن کاٹنے کے ساتھ ساتھ دیگر تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

افنان 12 بجے کے بعد دادا جان کے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہو گیا اور نادیہ دادی جان کے ساتھ نماز کی تیاری کرنے لگی۔

دو بجے کے بعد افنان اور نادیہ بالکل فارغ تھے۔ دونوں کو بھوک ستا رہی تھی، لیکن دادا جان کی کہی ہوئی بات ان کے ذہن میں تھی کہ "اس بھوک اور پیاس کو برداشت ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتے ہیں۔ اسی بھوک اور پیاس کو برداشت کرتے ہوئے ہمیں غریبوں کا احساس ہوتا ہے کہ وہ کتنی مشکلوں سے زندگی گزارتے ہیں اور اپنے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں۔ اس لیے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے مال کی فراوانی دی ہے تو ہمیں زیادہ سے زیادہ غریبوں کی امداد کرنی چاہیے۔" اور اس کے ساتھ ہی ایک حدیث بھی سنائی تھی: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "روزے ڈھال ہیں اور جہنم سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ کا کام دیتے ہیں۔" (مسند احمد)

دو بجے سے چار بجے تک کا وقت افنان اور نادیہ پر تھوڑا بھاری رہا، لیکن دونوں نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ مختلف کتابوں سے دل بہلاتے رہے اور ساتھ ہی کچھ آرام بھی کیا۔

چار بجے کے بعد گھر میں گہما گہمی کا سماں تھا۔ روزہ کشائی کی تقریب کے سلسلے میں افنان اور نادیہ کی پھپھو اور چاچو کی فیملی ان کے گھر مدعو تھی۔

پھپھو اور چاچو کے بچے افنان اور نادیہ کے ہم عمر تھے۔ ان کے ساتھ باتوں اور کھیلنے میں دونوں کو وقت کے گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ چھ بجنے والے تھے، پورے گھر میں کھانے پینے کی چیزوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ افنان اور نادیہ سے صبر کرنا مشکل ہو رہا تھا، لیکن دادا جان نے دونوں کے کندھوں کو تھپکا یا اور کہا کہ "یہی اصل صبر اور امتحان کا وقت ہوتا ہے۔" اتنے میں ابو جان افنان اور نادیہ کے لیے پھولوں کے ہار لے کر گھر میں داخل ہوئے۔ دونوں کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور خوب شاباش اور مبارک باد دی گئی۔

مغرب کی اذان سے تھوڑی دیر پہلے اہتمام کے ساتھ دسترخوان سجایا گیا۔ سب بچے اور بڑے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکے تھے۔ دادا جان نے اجتماعی دعا کروائی اور سب کے روزوں کی قبولیت اور عبادات کی مقبولیت کی خوب خوب دعا مانگی۔ مؤذن کی "اللہ اکبر" کے ساتھ روزہ افطار کی دعا پڑھی گئی۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

"اے اللہ! تیرے ہی لیے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے سے افطار کیا۔" اس طرح افنان اور نادیہ نے کھجور اور پانی کے ساتھ روزہ افطار کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ سعادت نصیب فرمائی اور انھوں نے ایک دن کا روزہ اللہ کی رضا کے لیے مکمل کیا۔

گھر کے تمام افراد افنان اور نادیہ کو اور ان کے والدین کو مبارک باد دے رہے تھے، بلکہ پھپھو، چاچو اور دادا جان نے ان دونوں کو خوب صورت تحائف بھی دیے، جسے حاصل کر کے افنان اور نادیہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

ننھی سوچ

نور فاطمہ

ایک پانچ سال کی بچی تھی، جس کا نام زمل تھا۔ وہ بہت خوش مزاج تھی۔ آج کل وہ بے انتہا خوش تھی اور پورے گھر میں گنگناتے ہوئے گھوم رہی تھی کہ ”عید آئے گی تو نئے کپڑے بھی آئیں گے۔“

”زمل بیٹا! ابھی تو کافی روزے رہتے ہیں، ابھی عید کہاں سے آگئی؟“ امی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”جی امی جان! لیکن کیا عید کے لیے روزے رکھنا ضروری ہے؟“ زمل کے معصوم ذہن میں سوال اٹھا۔

”جی ہاں، زمل بیٹا! یہ عید کا دن ہمیں سارے روزے رکھنے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام میں ملتا ہے۔“ امی نے تفصیل سے بتایا۔

”امی جان! وہ کیسے۔۔۔؟ کیا روزے نہ رکھیں تو عید نہیں آتی کیا؟“ زمل کو عید کے بارے میں جاننے کا اشتیاق ہو رہا تھا، اسی لیے وہ مسلسل اپنی امی سے سوال کر رہی تھی۔

”نہیں بیٹا! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بہت افضل مہینہ ہے۔ ہم اس مہینے میں روزے رکھتے ہیں۔ روزہ رکھ کر ہمیں عبادت کرنا ہوتی ہے اور پورا دن صبر سے بھوک کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسی عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عیدالفطر تحفے کے طور پر عطا کی ہے۔“ امی جان نے زمل کو رمضان المبارک اور عیدالفطر کی فضیلت کے بارے میں بتایا۔

”امی جان! ہم عید کے دن نئے کپڑے پہنتے ہیں اور مزے کے کھانے کھاتے ہیں نا؟“ زمل نے اپنے دل کی تسلی کے لیے امی سے ایک بار پھر پوچھا۔

”بیٹا! ہمیں عید میں صرف نئے کپڑے پہننے اور مزے کے کھانے کھانے کے ساتھ ساتھ فطرانہ اور زکوۃ ادا کرنا ہوتی ہے۔“ امی نے عید الفطر کی جانب سے اہم نکتے کی طرف توجہ مبذول کروائی۔

”ہم فطرانہ اور زکوۃ کیوں ادا کرتے ہیں؟“ زمل کے لیے یہ بالکل نئی چیز تھی، اس لیے وہ سوال پر سوال کر رہی تھی اور امی جان بچی کی دل چسپی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تسلی سے سب سوالات کے جوابات دے رہی تھیں۔

”زمل بیٹا! ہم فطرانہ اور زکوۃ اس لیے ادا کرتے ہیں، تاکہ غریب بچے جن کے والدین ان کے لیے کپڑے اور کھانا نہیں خرید سکتے، وہ بھی ہماری طرح عید گزار سکیں۔“ امی نے بتایا۔

”یہ تو بہت اچھی بات ہے، میں بھی ابا جان کے ساتھ غریب بچوں کو کپڑے دینے جاؤں گی۔“ زمل نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ ”میری پیاری بیٹی! تمہاری ننھی سوچ بہت اچھی ہے۔“ امی نے زمل کو گال پر پیار کرتے ہوئے شاباشی دی۔

ہر سال ایک خوب صورت اور عبادت کے ذوق و شوق کا مہینہ رمضان المبارک بھی آتا ہے۔ ہم اس کی آمد کی دل سے تیاری کرتے ہیں۔ اس کے استقبال کے لیے ایک ایک دن گن گن کے گزارتے ہیں کہ یہ خوب صورت مہینہ ہمیں نصیب ہو رہا ہے، جس میں ہم اپنی عبادات، دُعائیں، نماز اور قرآن کو روزانہ کے معمول کا حصہ بناتے ہیں۔ اس مہینے کی ٹھنڈک ہی اتنی ہوتی ہے کہ دل نور سے بھر جاتا ہے۔ ساری تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے، جیسے ایک انسان بالکل گناہوں سے پاک ہو گیا ہو۔ ہر پل کی دُعاؤں میں یہ یقین ہوتا ہے کہ ہمارے رب نے ہماری دُعائیں قبول کر لی ہیں۔ ہر ہر حرف کے بدلے اتنی نیکیاں ملتی ہیں کہ اللہ نے یہ برکتوں، رحمتوں، کا مہینہ بنایا ہی اس لیے ہے کہ مسلمان کی کثرت عبادات اس کا شوق اتنا بڑھ جائے کہ وہ اپنے رب کے قریب ہو جائے، اتنا قریب کہ اس سے اپنے دل کی ہر بات بیان کر سکے۔ ہر دعا، ہر معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دے، اس یقین کے ساتھ کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ میرے حق میں سب بہتر سے بہترین کرے گا۔ وہ اپنے بندوں کو تنہا اور مایوس کبھی نہیں چھوڑتا ہے۔

اللہ نے رمضان جیسا مہینہ ہم مسلمانوں کو دیا ہی اس لیے ہے کہ ہم اپنی زندگی کی اُلجھنوں، پریشانیوں سے نکل کر اللہ کی یاد میں وقت گُزاریں۔ اللہ کو ہم اتنی محبت، لگن، چاہت اور سچے دل سے پُکاریں کہ وہ ہماری دُعائیں ضرور قبول کرے گا، جو سب ہمارے حق میں بہتر ہوں گی۔ اللہ تو اپنے ہر بندے کا حال جانتا ہے، پھر ہم انسان کیوں مایوس ہو جاتے ہیں؟ کیوں تھک جاتے ہیں خود کی زندگی سے ہی کہ کچھ اچھا نہیں ہوتا ہمارے ساتھ۔۔۔؟ اللہ کو پُکار کے تو دیکھو! اس سے باتیں تو کرو دل کو سُکون ہوتا ہے اور ایک دل میں یقین ہوتا ہے کہ ہم نے اپنا ہر معاملہ اللہ کے حوالے کر دیا ہے، اب سب بہت اچھا ہو گا۔

یوں تو پورا سال ہر روز دن رات جب اللہ کو پکاریں، اس سے مانگیں، لیکن رمضان کا مہینہ خاص طور پر اللہ نے ہمیں دیا ہے کہ خوب مانگ لو مجھ سے جو سب مانگنا ہے، میں تمہیں دوں گا۔ اللہ کو اپنے بندے کا دُعا مانگنا عبادت کرنا، نماز، قرآن پڑھنا بے حد پسند ہے۔ نماز، قرآن کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس لیے کہ ہر بندۂ مومن نماز، قرآن کو پابندی سے پڑھے اور ہمارا رب بہت رحمان ورحیم ہے۔ وہ اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے اور پھر اُس نے ہمیں رمضان المبارک کے مہینے کا خاص تحفہ دے کر ہمیں عبادات میں مصروف رہنے اور دُعائیں مانگنے کا حکم دیا ہے، تاکہ وہ اپنے ہر مومن بندے کی مغفرت و بخشش کر سکے، اُن سب کی عبادات اور دُعاؤں کو قُبول کر سکے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان کی رحمتیں، برکتیں، فیض، زیادہ سے زیادہ سمیٹ سکیں اور اپنے اللہ کو راضی کر لیں، کیا پتا یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو؟ اگلے سال کا رمضان نصیب میں ہو یا نہ، یہ تو سب اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہمیں جو اس سال کا موقع ملا رمضان میں عبادت کرنے کا تو بس خوب عبادات کر لو! دُعائیں مانگ لو! اللہ پاک ہم سب کو ہمت، طاقت، توفیق دے روزے رکھنے اور عبادات کرنے کی اور اللہ ہم سب سے راضی ہو۔۔۔ آمین!

مجھے اللہ سے انعام چاہیے

فوزیہ خلیل

''السّلام علیکم! رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس مرتبہ بچوں کے مابین ایک مقابلہ ہوگا جو بچہ بھی زیادہ سے زیادہ روزے رکھے گا اور باجماعت نماز کا اہتمام کرے گا، اسے خصوصی انعام ملے گا۔'' دادا جان کہہ رہے تھے اور میں خاموشی سے سر جھکائے سن رہا تھا اور بہت کچھ سوچ رہا تھا: ''ابھی تو میں صرف دس سال کا ہوں، گرمی ہو رہی ہے، اتنی مشکل سے روزے رکھوں، جماعت سے نمازیں پڑھوں، تراویح پڑھوں!!!'' مجھے خیال آرہے تھے۔ یہ کام تو خاصا مشکل ہے۔ میں نے زیرِلب کہا جو کہ دادا جان نے سُن لیا وہ حیرانی سے بولے: ''علی بیٹا! یہ کام مشکل کیوں ہے؟ کیا تم وضاحت کرو گے؟''

''دادا جان! ابھی میں چھوٹا ہوں نا اور یہ کام کافی مشکل ہیں۔ گھر پر سب بڑے ہیں اور بڑوں کے لیے شاید یہ کام مشکل نہ ہوتے ہوں! انبیا علیہم السلام وصحابہ رضی اللہ عنہم بھی تو سب بڑے ہوتے تھے نا!'' میں نے جلدی جلدی کہا۔ میری باتیں سن کر دادا جان کے چہرے پر ایک نامعلوم سی اُداسی پھیل گئی اور تو اور میرے تینوں بڑے بھائی ابو بکر، عمر اور عثمان بھی مجھے حیرت سے دیکھنے لگے۔ میں گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا تو دادا جان نے نرمی سے میرا بازو تھاما اور مجھے اپنے قریب بٹھالیا۔

''علی بیٹا! کیا تم سوچتے ہو کہ بچے مشکل کام نہیں کر سکتے؟ مشکل کام صرف بڑے کرتے ہیں؟'' انھوں نے مجھ سے پیار سے پوچھا۔

''دادا جان! کیا ایسا نہیں ہے؟'' میں نے دھیرے سے کہا۔

''تم کو پتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ننھے اسماعیل علیہ السّلام کو جب اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا تھا تو وہ کتنے چھوٹے سے تھے۔ والدین کی آنکھ کا تارا تھے۔ کبھی تم نے سوچا اُس ننھے سے دل پر کیا گزر رہی ہوگی، جب ان کا اپنا ہی باپ اُس پر چھری پھیرنے کا ارادہ کرلے، بجائے خوف سے تھر تھر کانپنے کے وہ بچہ اپنے ہی والد کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اپنے آپ کو اس جگہ رکھ کر سوچو! وہ ننھا سا دل کیسے کانپ رہا ہوگا۔ تھا تو وہ بالکل بچہ ہی۔'' دادا جان کہہ رہے تھے۔

میں بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ میرے تصوّر میں ننھا بچہ اور اس کے والد آئے۔ ننھا بچہ جو مضبوط دل سے اپنے والد کا عزم بلند کرتا ہے اور ظاہر نہیں ہونے دیتا کہ وہ رتّی بھر بھی پریشان ہے۔

''آخر کیسا لگا ہوگا، جب باپ نے بچے کو لٹایا ہوگا اور چھری پھیر دی ہوگی۔'' دادا جان کی آواز اُبھری۔ دو آنسو دادا جان کی آنکھوں میں چمکے، وہ ذرا دیر چپ رہے، پھر دوبارہ گویا ہوئے: ننھے حضرت یوسف علیہ السّلام پر غور کرو، جن کو ان کے بھائی سیر کرانے کے بہانے لے گئے تھے اور کیسے اُن کو اندھے کنویں میں دھکا دے دیا۔ وہ ننھا بچہ کیسے اُمید سے ایک ایک بھائی کی طرف دیکھتا ہوگا کہ شاید کوئی بھائی مجھے بچالے، بڑھ کر تھام لے۔ اندھا کنواں اور پھر رات کی تاریکی، کیا گزری ہوگی اس ننھے سے دل پر! ایک تو بھائیوں کا سلوک، والدین سے جدائی اور پھر وہ خوف ناک رات! کیا گزرا ہوگا اس ناتواں سے بچے پر۔۔۔ بے بسی اور دکھ سے کیا محسوس کیا ہوگا۔''

دادا جان کہہ رہے تھے اور ہم سب بچے چُپ چاپ سن رہے تھے۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں دادا جان!'' ابو بکر کی آواز اُبھری۔

''ننھے محمد ﷺ پر غور کیا ہے کبھی! وہ بچہ جس نے کبھی باپ کی شفقت نہ پائی، ماں اور دایا کے ساتھ لمبے سفر پر روانہ ہوتا ہے۔ پہاڑ ہے۔ دُشوار راستے ہیں۔ بچے کی عمر محض چھ سال ہے۔ اُن سنسان اور دُشوار گزار راستوں پر ننھے بچے کی ماں بیمار ہوتی ہے اور انتقال کر جاتی ہے۔ اس ننھے بچے کے دل پر کیا گزری ہوگی، جب وہ اپنی ماں کے جسمِ اطہر کو اُس پہاڑی پر چھوڑ کر اپنی دایا کے ساتھ اکیلا پلٹ رہا ہوگا۔ کیسے مڑ مڑ کر دیکھا ہوگا اُس نے۔ وہ بچہ جس کے پہلے ہی والد اور بہن بھائی نہیں۔ ماں کو وہاں چھوڑ کر جاتے ہوئے اُس کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ جب ماں کے بغیر اپنے گھر پہنچا ہوگا تو کیا محسوسات ہوں گے اُس کے۔'' دادا جان کی آواز آنسوؤں میں ڈوب چکی تھی۔ ابو بکر، عمر اور عثمان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے اور میں، میں بہت ہی شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔

''بیٹا! اسلام ہم تک بہت سی قربانیوں اور کڑی آزمائشوں کے بعد پہنچا ہے۔ آج ہمیں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، سچ بولنا مشکل لگتا ہے۔ ہمیں اسلام پر چلنا اور عمل پیرا ہونا مشکل لگتا ہے۔'' دادا جان کہہ رہے تھے۔

''دادا جان! ہم سب اچھے کام کریں گے، ہمیں آپ کی طرف سے کسی خصوصی انعام کی بھی ضرورت نہیں ہے۔'' ابو بکر نے جلدی سے کہا۔

''مم۔۔۔ مجھے، مجھے ایک انعام کی ضرورت ہے۔'' میں آہستگی سے بولا۔

''وہ کیا؟'' عمر اور عثمان نے ایک ساتھ پوچھا۔

''مجھے اللہ ربُّ العزت سے ایک انعام چاہیے، جنّت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ اور بس! ہمیں بھی، ہمیں بھی!'' سب ایک ساتھ بولے اور دادا جان مسکرانے لگے۔

بچوں کے فن پارے

اریبہ فاطمہ 13 سال واہ کینٹ

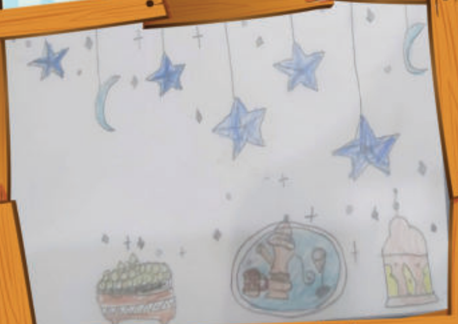

آمنہ فیض 8 سال حافظ آباد

انس عبد اللہ 9 سال لاہور شہر

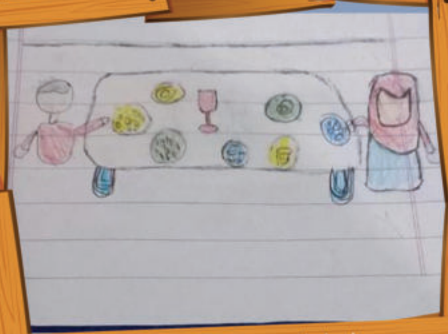

اسماعیل محسن 7 سال فورٹ عباس

عنایا عمر 8 سال کراچی

حسن بلال 10 سال کراچی

منساء احمد 11 سال لاہور

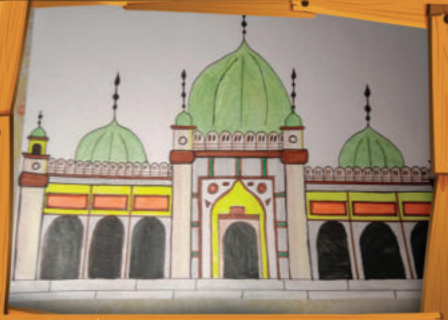

مناہل رشید 13 سال راول پنڈی

ہر ماہ ایک فن پارے پر300 روپےانعام دیا جاتا ہے گزشتہ ماہ اسلام آباد سے **محمد حارث** کا فن پارہ انعامی قرار پایا ہے، انہیں 300 روپے مبارک ہوں (ادارہ)

ہم رمضان کیسے گزاریں؟

رمضان خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ رمضان شروع ہوتے ہی بڑوں کے ساتھ بچے بھی بہت ذوق وشوق سے مسجد جاتے ہیں۔ سحری میں جاگتے ہیں، لیکن دیکھا گیا ہے یہ ذوق شوق اور جذبہ دو تین دن تک رہتا ہے پھر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ لڑکوں کو ویسے بھی جماعت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے اور رمضان میں اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ لڑکیاں گھر کے کام کاج، اسکول کے کام اور سہیلیوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول رہتے ہوئے نماز میں سستی کرنے لگتی ہیں ایسا عام دنوں میں بھی نہیں ہونا چاہیے اور رمضان میں زیادہ خیال رکھنا چاہیے، نیز فرض نماز کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ رمضان کے علاوہ بھی روزانہ تلاوت قرآن کرنی چاہیے اور رمضان میں تلاوت کی مقدار بڑھا دینی چاہیے۔ جو بچے قرآن پڑھ چکے ہیں وہ کم از کم ایک قرآن رمضان میں ضرور مکمل کریں، حافظ بچے تین قرآن ختم کرنے کا ضرور اہتمام کریں۔

بچوں کو چاہیے امی کے ساتھ باورچی خانے اور گھر کے دوسرے کاموں میں ہاتھ ضرور بانٹا کریں۔ خاص طور پر سحری افطاری بنانے اور لگانے میں اور امی سے تقاضا کر کے سوئیں، سحری میں آپ کو جلدی جگائیں سحری کرنے سے پہلے تہجد کی نیت سے نفل پڑھ کر اپنے لیے امی ابو، اپنے اساتذہ اور سب سے بڑھ کے پاکستان کی ترقی اور حفاظت کے لیے دعا کیا کریں اور ہاں یاد آیا یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے پاکستان 27 ویں شب کو آزاد ہوا تھا۔ اللہ تعالی نے پاکستان کی آزادی کے لیے مبارک شب کا انتخاب فرمایا، 14 اگست کے ساتھ ساتھ 27 رمضان کو بھی یاد کرنا چاہیے اس روز پاکستان کی ترقی اور سلامتی کے لیے خصوصی دعائیں کرنی چاہییں جو لوگ ان جانے میں پاکستان دشمنوں کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں ان کی ہدایت کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اور جو لوگ جانتے بوجھتے ملک دشمنی پر اتر آتے ہیں ان کی ناکامی بلکہ بربادی کی دعائیں کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ رمضان میں اپنے پڑوسیوں کا خیال اور خبر گیری کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ کیا خیال ہے بچوں! ایسا ہی ہو گا نا!!!

ماہنامہ فہم دین
مارچ 2025ء کے سوالات

سوال 1: طوطے اور اس کے ساتھیوں کو پہاڑ کی اونچی چٹان پر پہنچنے میں کس نے مدد دی؟

سوال 2: تاشفین کی مدد سے کون سا اہم کام ہوا؟

سوال 3: بشیر میاں کیا کام کرتا تھا؟

سوال 4: کس کا جیب خرچ ختم نہیں ہوا تھا؟

سوال 5: بھنک کے معنی بتائیں

یہ سوالات جنوری 2025ء کے شمارے سے لیے گئے۔ جوابات کی آخری تاریخ 15 مارچ 2025ء ہے۔

نوٹ: 1- فروری اور مارچ 2025ء کے سوالات کا درست جواب دینے اور انعام کے حق دار ٹھہرنے والے بچوں کے نام اپریل 2025ء میں شائع کیے جائیں گے۔

2- مارچ کے ساتھ فروری کی بلا عنوان تحریر کا عنوان منتخب کرنے والے قاری کا نام بھی اپریل 2025ء کے میگزین میں شائع کیا جائے گا۔

توجہ فرمائیے گا!!

انعامی سوالات کے جوابات بھیجنا ہوں یا فن پارہ، اپنا نام، عمر، کلاس اسکول / مدرسے کا نام اور رابطے کے لیے موبائل نمبر ضرور لکھیں۔ جوابات اور فن پارہ بھیجنے کے لیے ای میل اور وٹس ایپ نوٹ کر لیں:

tabeer1387@gmail.com
+923351135011

یہ رمضان المبارک ہے یہ رحمت کا مہینہ ہے

حافظہ سویرا چودھری

عشرۂ رحمت

یہ رمضان المبارک ہے، یہ رحمت کا مہینہ ہے
خدائے حق تعالیٰ تک لے جانے کا یہ زینہ ہے
یوں تو سارے ہی کاموں پر ستائش اور سزا ہو گی
مگر روزے کی ذاتِ باری پھر خود ہی جزا ہو گی
فضیلت ماہِ رمضاں کو عطا ایسے ہے کی جاتی
جہنم بند کر کے، ہے یہ جنت کھول دی جاتی
یہ روزہ نفس کے طوفان کو قابو میں لاتا ہے
قرینے عشق کے اور صبر کرنا بھی سکھاتا ہے
درود و ذکر سے روزہ اگر بھرپور ہو جائے
سکوں دل کو ملے اور روح بھی مسرور ہو جائے

عشرۂ مغفرت

یہ رمضان المبارک مغفرت کا بھی مہینہ ہے
عنایت ہے خدا کی اور برکت کا خزینہ ہے
سروں کو جو بھی سجدوں میں تہجد کے جھکاتے ہیں
جِلا ملتی ہے ایماں کو، وہ رب کا قرب پاتے ہیں
سحر میں بندگی کا بھی انوکھا لطف ہوتا ہے
جو اٹھتا ہے وہ پاتا ہے جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے
زباں کو بد کلامی سے ہمیں محفوظ رکھنا ہے
تقاضا ماہِ رمضاں کا ہمیں ملحوظ رکھنا ہے
نگاہوں کو جھکانا ہے سماعت کو بچانا ہے
فقط اعمالِ صالح سے ہی روزے کو سجانا ہے

عشرۂ نجات

یہ رمضان المبارک ہے خَلاصی کا مہینہ ہے
گناہوں کے سمندر سے بچانے کا سفینہ ہے
پھر افطاری کے لمحوں میں خدا سے دل لگا لینا
دعائیں رد نہیں ہوں گی مرادیں ساری پا لینا
جہانِ فانی سے کٹ کر معتکف ہونا عبادت ہے
خدا کو خلوت و جلوت میں پا لینا سعادت ہے
جو شب میں اٹھ کے توبہ کے چراغوں کو جلائے گا
ہزاروں سے جو افضل رات ہے اس کو وہ پائے گا
سویرا قدر دنیا میں جو اس کی کرنے والا ہے
یہ روزہ اس کو محشر میں سہارا دینے والا ہے

ہم لیے چلتے ہیں خود کو بدر کے میدان میں

حافظہ وسطیٰ چودھری

ہم لیے چلتے ہیں خود کو بدر کے میدان میں
تذکرہ بھی جس کا ملتا ہے ہمیں قرآن میں

پیش آیا جب یہ غزوہ حکم سے رحمان کے
دوسری ہجری کا سَن اور دن تھے وہ رمضان کے

فوج دشمن کی زیادہ تھی بہت تعداد میں
اور صحابہ تین سو تیرہ تھے بس اعداد میں

چند گھوڑے اور معمولی سا ہی سامان تھا
پر خدا کی ذات پر ان کا بہت ایمان تھا

حکمِ ربی پر نکلنے کو وہ سب تیّار تھے
دل نبی جی کی محبت میں سبھی سرشار تھے

مسلماں تھے پُریقیں اور عزم سے لبریز تھے
باوضو، روزے کی حالت میں وہ سجدہ ریز تھے

لشکرِ مکہ بھی طاقت کے نشے میں چور تھا
اپنی کثرت، اپنی قوت پر بہت مغرور تھا

بدر کے میدان میں وہ چل پڑے لشکر لیے
جو جگہ بہتر تھی جنگی اُن پہ قبضے کر لیے

مومنوں کے تب جو حصے میں تھی پھر آئی زمیں
وہ بہت تھی ریتلی اور نام پانی کا نہیں

رب نے کچھ اسباب پھر ایسے مہیا کر دیے
برسا کے بارش بہت سی، پانی سے برتن بھر دیے

دوسری جانب اسی بارش نے کیچڑ کر دیا
اس قدر کے کافروں کا چلنا دوبھر کر دیا

روبرو اک دوسرے کے جب وہ لشکر آ گئے
گونجتے ہی حق کا نعرہ، پھر مسلماں چھا گئے

وار پہلا ہوتے ہی تیغیں تھیں یوں چلنے لگیں
کافروں کی گردنیں کٹ کٹ کے تھیں گرنے لگیں

سعدؓ، مصعبؓ اور عمرؓ نے دشمنوں کی جان لی
آ گئے میدان میں بو بکرؓ، حمزہؓ اور علیؓ

مومنوں کے ہاتھوں پھر کافر فنا ہونے لگے
بدر کے میدان کو وہ خون سے دھونے لگے

اُن کے جو سالار تھے، بو جہل سے مکار تھے
سب کے سب مارے گئے، جتنے بڑے سردار تھے

بھاگنے والے بھی رُسوا اور بدتر ہو گئے
قید ستّر تھے ہوئے اور قتل ستّر ہو گئے

اور فرشتوں کی مدد کا وعدہ پورا ہو گیا
دیکھتے سب رہ گئے تھے غلبہ حق کا ہو گیا

جنگ یہ اول سے آخر معجزہ اسلام کا
جس میں وُسطیٰ ذکر ہے اچھے برے انجام کا

گلدستہ

ترتیب و پیشکش: شیخ ابو بکر، عبدالرحمن چترالی

حمدِ باری تعالیٰ

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقّل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب سے
اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانندِ حباب آنکھ تو اے دردؔ کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

شاعر: خواجہ میر دردؔ

سجدے میں قربِ خداوندی

اللہ ربُّ العزت کا ارشادِ گرامی ہے: ”سجدہ کرو اور ہمارے پاس آ جاؤ۔“ معلوم ہوا کہ ہر سجدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب کا ایک خاص مرتبہ رکھتا ہے اور رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چالیس سجدے اور عطا فرما دیے، جس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس مقامات قرب ہر بندے کو روزانہ عطا کیے جا رہے ہیں۔ یہ اس لیے دیے کہ گیارہ مہینے تک تم جن کاموں میں لگے رہے، ان کاموں کی وجہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان کچھ دوری پیدا ہو گئی ہے، اس دوری کو ختم کرنے کے لیے روزانہ چالیس مقاماتِ قُرب دے کر ہم تمہیں قریب کر رہے ہیں اور وہ ہے ”تراویح“ لہٰذا اس تراویح کو معمولی مت سمجھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو آٹھ رکعت تراویح پڑھیں گے، بیس نہیں پڑھیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہم تمہیں چالیس مقاماتِ قرب عطا فرماتے ہیں، لیکن یہ حضرات کہتے ہیں کہ نہیں صاحب! ہمیں تو صرف سولہ ہی کافی ہیں، چالیس کی ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان مقاماتِ قرب کی قدر نہیں پہچانی، تبھی تو ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

(اصلاحی خطبات، مفتی محمد تقی عثمانی، ج:10، ص:79)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینازاروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاکؐ لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ دروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والےؐ نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

ہم حق کے علم برداروں کا ہے اب بھی نرالا ٹھاٹھ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں بجلی کی تڑپ تلواروں میں

شاعر: مولانا ظفر علی خان

آپ ﷺ کی بیٹیاں

آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چار بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی سیدہ زینب تھیں۔ ان سے چھوٹی رقیہ پھر اُمِّ کلثوم اور سب سے چھوٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک اور بیٹے عبداللہ کی بھی پیدائش ہوئی۔ ان کا لقب طاہر اور طیب تھا۔ یہ بھی بچپن میں وفات پا گئے۔ ان کی پیدائش آپ کو نبوت و رسالت کا منصب ملنے کے بعد ہوئی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی چاروں بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔

(سنہری سیرت، عبدالماجد مجاہد، ص:61)

سایۂ عرش میں دستر خوان

قیامت کے دن میدانِ محشر میں سبھی لوگ پریشان ہوں گے۔ اس وقت اللہ کے سات قسم کے بندے عرش کے سایہ میں ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ کچھ لوگ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے اور ان کو وقت گزرنے کا کچھ پتا ہی نہیں چلے گا۔ اسی طرح حدیث کے مطابق جس بندے نے پورے آداب کے ساتھ روزے رکھے ہوں گے، میدانِ محشر میں جتنی دیر مخلوق کا حساب ہوتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے لیے عرش کے نیچے دستر خوان بچھائیں گے اور ان کی ضیافت فرمائیں گے۔

علما نے لکھا ہے کہ عمل کا بدلہ جنسِ عمل سے ملا کرتا ہے، چوں کہ دنیا میں وہ بھوکے پیاسے رہے، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل ہونے سے پہلے ضیافت و مہربانی کا معاملہ فرمائیں گے۔

(برکاتِ رمضان، مولانا ذوالفقار احمد، ص:105)

دل کو غسل دینے کا طریقہ

اگر آپ نے اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ ربّ کریم! آج میں نے اپنے سب گناہوں سے توبہ کر لی تو سمجھ لیجیے کہ ہم نے اپنے دل کو دھولیا اور ہم نے اپنے آپ کو اللہ ربُّ العزت کے قریب کر دیا۔ جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک اللہ ربُّ العزت کا وصل نصیب نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ کے پاس جب بھی کوئی آتا ہے تو وہ سب سے پہلا کام ہی یہ کرواتے ہیں کہ بھئی! اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اچھا بعض اوقات شیطان دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تو فلاں گناہ نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

تو بھئی! اپنے آپ کو سمجھائیں کہ اگر ہم گناہ نہیں چھوڑ سکتے تو اللہ تعالیٰ تو ہم سے گناہ چھڑوا سکتے ہیں، کیوں کہ ہمارے دل ان کی انگلیوں کے درمیان میں ہیں۔

(سکونِ قلب، اشرف علی تھانوی، ص:255)

رن کچھ

رن کچھ پاکستان کے صوبۂ سندھ اور بھارت کی ریاست گجرات کے درمیان صحرائے تھر میں واقع ایک دلدلی علاقہ ہے۔ رن ہندی زبان میں دلدل کو کہتے ہیں جبکہ کچھ اس ضلع کا نام ہے جہاں یہ واقع ہے۔ رن کچھ خلیج کچھ اور دریائے سندھ کے ڈیلٹائی علاقے کے درمیان تقریباً ۱۰ ہزار مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ بھارتی ریاست راجستھان کا دریائے لونی رن کے شمال مشرقی علاقے میں گرتا ہے۔ مون سون کے دوران بارشوں کا پانی یہاں کے بیابانی و دلدلی علاقے میں جمع ہو جاتا ہے اور سرد علاقوں سے آنے والے پرندوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ مون سون کے دوران زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ کی صورت میں مغرب میں خلیج کچھ اور مشرق میں خلیج کھمبے آپس میں ایک ہو جاتی ہیں۔ یہ علاقہ قدرتی گیس اور دیگر معدنیات سے مالا مال سمجھا جاتا ہے اور پاکستان اور بھارت کے درمیان سر کریک جیسے سرحدی تنازعات کا سبب بھی ہے۔

(کتاب الجغرافیہ، مفتی ابولبابہ شاہ منصور، ص:56)

فضائلِ رمضان

رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجیے۔ فرضی نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجیے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے لیے کمربستہ ہو جایئے۔ یہ عظمت و برکت والا مہینہ خدا کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی ﷺ نے رمضان کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: ”لوگو! تم پر ایک بہت عظمت و برکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے، جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خدا نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں اور قیام اللیل (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے بطور خود کوئی ایک نیک کام کرے گا، وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا، خدا اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا۔“

(رمضان المبارک کا ادب، مولانا یوسف اصلاحی، ص:100)

پاکباز و بے نیاز

شمس الدّین محمد بن عبدالرّحیم مقدّسی ساتویں صدی ہجری کے علما میں سے ہیں۔ وہ اپنے وقت میں شام کے مشہور بزرگوں میں سے تھے اور مرجع خلائق تھے۔ ایک بار کسی پہاڑ کے پاس اپنے مکان کے لیے جگہ کھود رہے تھے، ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں، وہ بھی ان ہی کی طرح پارسا اور پاکباز خاتون تھیں، زمین کھودتے ہوئے انھیں مدفون دنانیر کی بھری تھیلی ملی تو اناللہ۔۔۔ پڑھنے لگے، پھر اس کھودی ہوئی جگہ کو اسی طرح بھر دیا جیسے پہلے تھی اور بیوی سے کہا: ”یہ ہمارے لیے غالباً آزمائش ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تھیلی کسی نے دفن کی ہو اور ضرورت کے وقت وہ اس کو نکالے، اس لیے کسی سے اس جگہ کے متعلق تذکرہ نہیں کرنا۔“ چناں چہ دونوں نے فقر و حاجت مندی کے باوجود اس تھیلی کو وہیں چھوڑا اور چل دیے۔

(کتابوں کی درسگاہ میں، ابن الحسن عباسی، ص:53)

پاکستان کے دو جرم

پاکستان کا ترقی کرنا ہمیشہ دشمنوں کی آنکھ میں کھٹکتا ہے اور خاص طور پر ہمارے دشمنوں کی نگاہ میں پاکستان کے دو جرم ہیں، جو ان کے نزدیک قابلِ معافی نہیں ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور اسلام کے نام پر وجود میں آیا، ایک جرم ان کے نزدیک پاکستان کا یہ ہے۔ دوسرا جرم یہ ہے کہ یہ ایٹمی طاقت بن گیا۔

(پاکستان کی قدر کریں، مجموعہ افادات، ص:314)

فیصلے سے پہلے مشورہ

جو لوگ فیصلہ کر کے بدل جاتے ہیں، انھیں چاہیے کہ وہ پہلے رکیں، معاملہ سمجھیں، غور کریں اور کسی سے مشورہ کریں۔ مشورہ کرنا سنّت ہے اور اس میں بڑی قوت ہے۔ جب کسی سے مشورہ کیا جاتا ہے تو اس سے اس کی عقل بھی اس فیصلے میں شامل ہو جاتی ہے اور اس طرح فیصلے بہتر بھی ہو جاتے ہیں اور آدمی اپنے فیصلوں پر قائم بھی رہتا ہے۔ غلط فیصلے بھی کچھ نہ کچھ ضرور دے کر جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بر اوقت بہت کچھ چھین کر جاتا ہے، لیکن بر اوقت بہت کچھ سکھا کر بھی جاتا ہے۔ غلط فیصلوں سے آدمی سیکھتا ہے، دراصل وہ قیمت ادا کرتا ہے۔ وہ قیمت عقل اور دانش کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ عقل و دانش آدمی کی زندگی کو قیمتی بناتی اور اس سے منسلک لوگوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ کا بندے پر بے شمار کرم ہے، بے شمار فضل ہے، وہاں عقل اور شعور کا مل جانا، دانش حاصل ہو جانا بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

(سوچ کا ہمالیہ، قاسم علی شاہ، ص:40)

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ

”خدمات ایک نظر میں“

رپورٹ:
خالد معین

◆ **نصب العین اور مشن:** شہروں کی مضافاتی بستیوں اور ملک بھر میں دور دراز کی پس ماندہ بستیوں کے کم آمدنی والے افراد اور مستحق ضرورت مندوں کے لیے کھانے پینے، لباس، راشن علاج، تعلیم اور دوسری ضروریات زندگی کی فراہمی بیت السلام کا نصب العین اور مشن ہے۔

تعلیمی خدمات:

- 40 ہزار سے زیادہ طلبہ کو اسکالرشپ دی جاتی ہے
- 300 سے زیادہ بیسک ایجوکیشن کے ادارے ہیں۔
- تلہ گنگ میں کیڈٹ کالج قائم ہے۔
- بیت السلام ایجوکیشنل کمپلیکس کی دو عظیم الشان برانچیں ہیں۔
- گلگت: طلبہ وطالبات کے لیے میٹرک اسکول مع دینی تعلیم
- کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں اسٹم اسکول (برائے سائنس ٹیکنالوجی، انجیرنگ، میتھ، آغاز ہوا چاہتا ہے)
- بیت السلام ٹیک پارک: نوجوانوں کے لیے فری آئی کورسز (دوسرا بیچ جاری ہے)

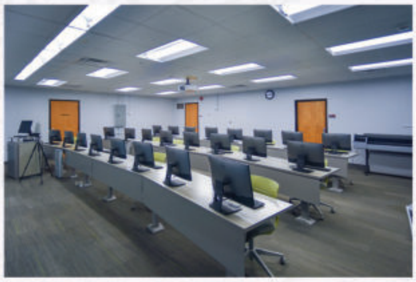

رفاہی خدمات:

- بیت السلام لیب اینڈ ڈائیگناسٹک سینٹر مع ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ (انتہائی غریبوں کے لیے بالکل مفت)
- کراچی کے مشہور ومعروف سرجن اور ڈاکٹر حضرات کی او پی ڈی صرف 100 روپے میں (ہفتے کے ساتوں دن)
- آئی کلینک کام کر رہا ہے۔
- عنقریب زچہ بچہ ہسپتال کا قیام ہونے جا رہا ہے
- ملک بھر کی پس ماندہ بستیوں میں بیسیوں فری طبّی سینٹر لگائے گئے۔ ماہر ڈاکٹر حضرات کی تجویز کردہ دوائیں مفت فراہم کی گئیں
- تقریباً نصف درجن فری آئی کیمپ لگائے گئے (چیک اپ، دوائیں، موتیا آپریشن، چشموں کی فراہمی)
- ہزاروں افراد کے لیے ہر ماہ راشن فراہمی کا سلسلہ
- بقر عید پر وقف قربانی کا اہتمام، ملک بھر میں لاکھوں افراد تک گوشت پہنچایا جاتا ہے
- **رمضان:** لاکھوں افراد کو راشن، گوشت، عید کے تحائف دیے جاتے ہیں
- کوویڈ 19 کے لاک ڈاؤن کے دوران 20 لاکھ افراد کی کفالت کی گئی
- 2022ء کے سیلاب متاثرین، ملک بھر کے ہزاروں متاثر خاندانوں کے لیے مکانات کی فراہمی سمیت راشن، لباس دوائیں کا انتظام کیا گیا
- ملک بھر میں سینکڑوں مقامات پر صاف اور پینے کے پانی کی فراہمی، کنویں، تالاب، آر او پلانٹ، (سولر سسٹم کے ساتھ)
- بچوں میں نماز باجماعت کا شوق پیدا کرنے کی مہم (انعام میں اسپورٹس سائیکل)
- **سستی روٹی:** کراچی کی مضافاتی بستیوں میں 5 روپے فی روٹی پروگرام جاری ہے
- **بیت السلام اولمپیاڈ:** 2017ء سے ہر سال طلبہ میں یک جہتی اور اتحاد کے لیے اکیڈمک اور اسپورٹس مقابلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

SUPER POWER
MOTORCYCLE
NON STOP POWER
70cc Dollar
70cc Tokyo
70cc Premium
70cc Scooty
70cc Deluxe
125cc Regular
110cc Cheetah
150cc Archi
200cc LEO
Motorcycle Rickshaw
175 Loader
3 Seater Rickshaw
Ph: +92-21-35319651-58 | www.piranigroup.com.pk | Facebook.com/superpowermotorcycle

عالمی ادارہ

بیت السلام

ویلفیئر ٹرسٹ

زکوٰۃ ایک فریضہ

صرف قابلِ اعتماد ہاتھوں سے

تعلیم

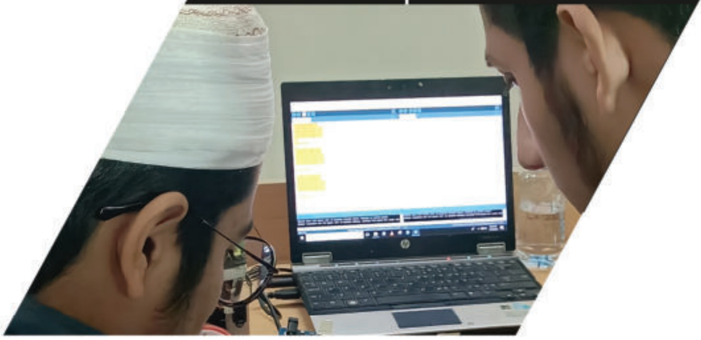

BAITUSSALAM

خدمت

صحت

ہو فرض بھی ادا

www.junaidjamshed.com J.Fragrances.Cosmetics J. Fragrances & Cosmetics J_Frag_Cos J.JunaidJamshed

Yameen®

Innovation With Comfort

AVAILABLE IN STORES & ONLINE

www.yameenfabrics.com